

وَاللَّهُ يَخْتَارُ مَا كَانَ لَكُمْ فِيهِ مَلَأَ كِتَابَ الْفُتُوحِ

الحمد لله رب العالمین کا جو اولیاء اللہ رکھے پہچانے کا نام ہے۔ جس میں
ہر نوع پر کتب دینیات و اقوال صوفیہ کرام کا حوالہ ہے۔

ہر حق پر شک و بینات و اقوال صوفیہ کرام کا حوالہ ہی ہے۔

فتح الاسناد

عن

صِفَاءُ لِبَاءِ اللَّهِ

مولودہ فریبتجانبالوی جیکرکے
صاحب عبدالکریم صاحب دانالپوری کے

سید الشیخ ابوالحسن علی بن ابی طالب

سید الشیخ ابوالحسن علی بن ابی طالب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم والصلوة والسلام
 علی اس سولہ والہ واصحابہ الکریم۔ حمد و نعت کے
 بعد **ابو محمد عبد الصمد** اوگانوی بہاری ولد جناب مستطاب
 منشی فتح علی صاحب غفر لہما خدمت میں مسلمان بھائیوں کے عرض
 کرتا ہوں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو برس
 کچھ زائد ہوئے قریب قریب تین سو سال ہجری تک اعمال و افعال
 اس امت مرحومہ کے موافق احکام ایمان۔ اسلام۔ احسان کے رہے
 چوتھی صدی ہجرت سے چال ڈھال اس امت کی بگڑی۔ اول ایمان
 میں عقائد کی بے حرکت سے خلل پڑنے شروع ہوئے اہل بدعت نے
 ہر طرف سے سراوٹھایا۔ دوم اسلام میں ایون بلا آئی کہ ارتکاب

مناظر

کبار کا شیوع ہوا افعالِ قبیحہ کھلے خزانے ہونے لگے سستی و
 اذیتِ مہمق سے رہا سہا اسلام تو یوں گیا گنہگار باقی رہا تیسرا حصہ
 احسان یعنی تصوف اوسین یہ نقص پیدا ہوا کہ قلوب لوگوں کے
 ہی نہیں سرگئے اخلاصِ ناکل جاتا رہا۔ ریاضۃ کبر عجب حرصِ طمع
 نے اپنا نقشہ جمایا لکن وہ لوگ جنکو اللہ پاک نے اپنے احسان سے
 بچا دیا ہے۔ وقلیل ما ہم۔ وقلیل من عبادی الشکور۔ امتداد
 مدت کی وجہ سے قلب اس امت کے سخت ہو گئے دینداری کا صرف
 اب نام باقی ہے اور اسلام کی رسم۔ صغائر کو کون پوچھتا ہے کبار میں
 پھنس گئے فسق و فجور انکا شعار ہے۔ کفر و نفاق انکا دثار عواقب
 امور کو بھول کر ممانبت سے بے پروا بن گئے۔ عذابِ آخرت سے مانوس
 ہو کر شرک و بدعت دن دھاڑے کرنے لگے جادو گراور سحر
 لوگوں کی وہ کثرت ہوئی کہ متقی صوفی کامل کے خرقِ عبادت کی قدر
 ہی جاتی رہی۔ اعمالِ سفلی۔ سمر نیم۔ اور اہل۔ روحانیات اور تہیاسوفی
 کے حاشیہ میں کثرت ہوئے اپنا مکر و تلبیہ لگے اور کرتب دکھانے لگے
 کہ اولیاء اللہ و خاصا و اولیاء اللہ ازہر و ورع والے حضرات کے کراماتِ حقہ کی
 وقعت ہی کچھ نہ رہی تھیں انخصوص اس زمانے میں ان لوگوں کی ایسی
 چلی جی ہو کہ روزِ نشن عجائب پرستی و قبر پرستی ہوتی ہے جس سے
 رہی سہی عزت بھی طریقتِ مصطفویہ کی یونانیو ما مہی براتی ہے۔ اور متقی
 پرہیزگار مومن لوگوں کی عظمتِ قلوب سے ایسی اوٹھی جاتی ہے

جس سے باب ہدایت کے بند ہو جائیگا حق ہی نہیں بلکہ یقین ہو۔
پہلے بھی کیا تھی خاک میری قدرون منزلت نہ پر شرب کی منتوں نے
ڈھونڈی رہی سہی۔

میرے پیارے بھائی مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کے
باتوں پر عمل کرتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگھلائی
راہوں کی پیروی فرماتے جس بات کو انھوں نے منع کیا تھا اوس سے
باز رہتے اور جس راہ سے دور رہنے کا حکم کیا تھا اوس سے کوسوں
بھاگتے مَا اتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ
فَانْتَهُوا نہ اپنے جی سے دینی احکام میں ایسی نئی نئی تراش خراش
نکالتے کہ وہ امر بدعت ضلالت کی حد تک پہنچتا مَا اُحْدَثَ فِي
اَمْرِنا هَذَا فَمَنْ رَاَهُ مِنْكُمْ فَاُخِيَا عِبَادَتِ بَيْنِ اِیْسِی جہالت سے کام لیتے
کہ شکر کا بڑا ثمن دیکھنا نصیب ہو تا من یشرب باللہ فقد حرم
اللہ علیہ الجنة پھر ایسی نازک روشوں میں بھٹ بھٹ کر چلنا
چاہئے تھا اور ایسی پرخطر وادی میں پھوٹ پھوٹ کر بھٹ بھٹ کر چلنا
نہ افراط و تفریط کو عمل میں لاتے نہ زیادتی و کمی کی ایشق بڑھاتے۔ دوستی
و دشمنی میں بھی اسی اصول کی مراعات کرتے جس کا اللہ و رسول اپنا
دوست جانتا ہی اوس سے دوستی کرتے اور جس کا اللہ و رسول دشمن
ہو اوس کو دشمن سمجھتے اَحْبَبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ۔ لکن قیضہ بالعکس
ہو نہ خدا کے کہے پر پورا پورا عمل کیا۔ نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قیبت لای ہوئی باتوں پر چلے اللہ جل شانہ کے دشمن کو دوست ہی
 نہیں بلکہ اپنا مقتدا بنایا اور اسکے دوست کو اپنا دشمن ہی نہیں بلکہ
 دشمنوں کا سرگروہ جانا۔ کسی نے محبت میں افراط کی تو دوسرے نے
 دشمنی میں تفریط کی۔ ایک نے اولیاء اللہ کی امانت کی تو دوسرے نے اونکی
 پرستش شروع کر دی یہ کچھ ایسا انقلاب اس امت میں ہوا کہ ساری
 امیدیں ہوا ہو گئیں اور بڑی بڑی ترقیوں کے ہرے پودے پژمرہ ہو گئے
 پھلا پھولا باغ اقبال انکار مچا گیا اور ہری بھری کھیتی بات کی بات میں
 خاک سیاہ ہو گئی اب ہر فرد بشر پر امت مرحومہ کے لازم ہے کہ اس باغ اہلک
 کے سرسبز کرنے کی فکریں رہیں۔ اور اسکے چمنوں کی
 درستی اور روشنی کی پیراستگی میں سعی ملین فرمائیں تا آخرت میں جزا
 جزیل پاویں۔ اور دنیا میں اپنے عمل خیر کی عمدہ مثال چھوڑ جائیں۔
 رباعی این عمر بیا دنو بہاران ماندن این عیش بیل کو بہاران ماندن
 ز بہار چنان مزی کہ بعد از مرگ آنگشت گزیدنی بیاران ماندن
 ملک ہندوستان عموماً اور صوبہ بہار خصوصاً اس مقدمے میں بڑی
 طبعیات کی پیروی کر رہا ہے۔ ایک جماعت ہندو بت پرست
 فقیروں اور ساڈھوؤں کو اونکی سفلی عملوں کی تاثیرات اور ہندو
 باطلہ کی وجہ کر ولی اللہ یعنی خدا کا دوست کہہ رہی ہے۔ ایک گروہ
 شرک جلی کرنے والے اور نڈر ہو کر بدعت کرنے والے کو اونکی
 وجاہت دنیا دیکھ کر اور اونکی طرف جوق جوق کی جوق مخلوق کو رجوع

ہوتا پاکر اللہ کا مقرب بندہ بتلا رہا ہے۔ ایک فرقہ مدسن الخمسہ
تارک الصلوٰۃ کو اولیاء رحمن کر کے تعبیر کر رہا ہے۔ بعض ناقص
العقل بھائی مسلمان مہمیزم۔ اوڈاٹل۔ روحانیات۔ سحر۔ کہانت
ہمزاد کے عمل جاننے والے کو خدا کا ولی کہنے لگے۔ بعض ناتجربہ
بزرگ ہماری قوم کے ننگے بے ستر مجنون کو اس کے جنون کا
شور و زور دیکھ کر خدا کا رسیدہ بندہ سمجھنے لگے۔ ایک فریق
گانجہ بھنگ چرس اوڑانے اور شراب پینے والے اور فسق و فجور
میں مہمکے ہونے والے خاندانی گدھی نشین فقیرون کی نیامندان
مداح ہو گئی۔ بعض ہمارے قومی بھائی ہوا پر اوڑانے والے اور
پانی پر تیرنے والے اور آگ میں کودنے والے فاسق فقیرون کو ابرا
و قطب شمار کرنے لگے اللہم احفظنا من سوء هذه العقیدۃ
حالانکہ کوئی بھی ان میں سے اولیاء اللہ نہیں ہے شیر قالین اور
شیر نیستان اور ہے

چونکہ اس خصوص میں عوام و خواص سب کے عقائد کو خراب
ہوتے دیکھا اور ہندوستان کے ایک جم غفیر مسلمانوں کی جماعت کو
اس بلا میں پھنسا پایا بار علیہ السلام نے اس ہدایت بھائی مسلمانوں
کے میں نے ایک رسالہ لکھنے کی جرات کی اس کا نام رفع الاشتباہ
عن صفات اولیاء اللہ رکھا۔

اللہ کی ذات پاک سے امید ہے کہ یہ رسالہ مقبول خاص و عام ہو کر اپنا

پورا اثر دیکھا گیا اور اصلاح عفتا یعنی اعتقاد حق و ابطال
باطل میں کامیاب ہوگا۔ ربنا تقبل منا انکلت سمیع
الدعاء۔

اپنے سے اچھے انسان جب لغزش و خطا سے ہین بچ سکتے تو
تین ایک بلوئے آدمی کیونکر اسکا دعویٰ کر سکتا ہوں وہی مثل ہی
چھوٹا منہ بڑی بات ربنا کفر عنا سیاتنا و تو فنامع الا براہ
درین کتاب پریشان نبینی از ترتیب و عجب مدار کہ چون حال من پریشان
ہزار شکر کہ بایک جہان پریشانی و چو تا رطہ دلدار عنبر افشان است

آغاز مطلب

ولایت کے معنی محبت و تقرب کے ہین۔ عداوت کے معنی بغض اور دور
بعضوں نے کہا ہیکہ ولی کو ولی اسلئے کہتے ہین کہ وہ عبادتوں کو
دوست رکھتے ہین اور وہ عبادتوں کی پیروی میں لگے رہتے ہین اور
بعض اسطرح گئے ہین کہ ولی اللہ اسلئے کہتے ہین کہ یہ لوگ دوست
اللہ کے ہین۔ اور بعضوں کا قول ہیکہ ولی کے معنی قرب کے ہین اور
ولی اللہ چونکہ قریب ہین اللہ کے باعتبار نزول رحمت و برکت
وانقسام گونا گوں کے اسلئے اس لقب سے دنیا میں مشہور ہین
بعض سلف کا کلام ہیکہ ولی کہتے ہین تا بعد از کو یہ لوگ چونکہ اللہ کے
تا بعد از ہین ہر امر میں جس امر کو خدا پسند کرتا ہیکہ وہ بھی
دوست رکھتے ہین۔ جس امر سے اللہ بیزار ہو گیا ہیکہ وہ بھی

بنیرارہین اوکی رضا پر راضی اور اوسیکے انعام پر شاکر حضرت مخدوم الملک
 شیخ شرف الدین احمد بیچے منیری رح اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں
 کہ۔ ولی بروزن فعیل ست مبالغہ ست از فاعل و آن کہے است کہ
 طاعت وے پیوستہ بود بغیر آنکہ در وے معصیت اندر آید و روابود
 کہ فعیل مفعول بود۔ پس ولی کہے باشد کہ پیالے بود بروے اخلاص
 حسد و اندر غر و جل و افضال و سے و آن محفوظ بودن اوست در
 عامہ احوال خویش از جملہ محنت یا سخت ترین محنت ارتکاب معصیت
 است پس نگاہ دارد حق تعالیٰ اورا بر دوام اوقاتش از
 زلات معصیت و چنانکہ پیغمبر نباشد مگر معصوم پس بچیان ولی
 نباشد مگر محفوظ الخ ایک دوسرے مقام میں مکتوبات کے ہی کہ حضرت
 مخدوم الملک بہاری رح سے کسی نے سوال کیا کہ ولی کی کیا صفت
 ہی فرمایا کہ ولی دنیا میں زہد و عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور
 تمام تر رغبت انکی طلب آخرت میں مصروف رہتی ہی اور وہ اللہ کی
 قضا و قدر پر دل سے راضی ہیں۔ معروف کرنی رح کا قول ہی کہ صوفی
 اس جگہ میں مہمان ہی۔ مہمان کا منیر بان پر تقاضا جفا ہی۔ جو مہمان
 با ادب ہوتا ہی منتظر رہتا ہی متقاضی نہیں ہوتا ہی۔ مشکل سرکار
 است کہ با وعدہ معشوق بہ صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد
 پھر ایک مقام میں مکتوبات کے یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ ولایت
 عام ایمان ست ہر کہ ایمان آورد از جملہ اولیا سے خدا گشت۔

حضرت جامی علیہ الرحمۃ بھی نفحات الانس میں فرماتے ہیں کہ۔ ولایت
دو قسم است۔ ولایت عامہ و ولایت خاصہ ولایت عامہ مشترک
است در میان ہمہ مومنان قال اللہ تعالیٰ اللہ ولی الذین امنوا
یخرجہم من الظلمات الی النور و ولایت خاصہ مخصوص است
بواصلان از ارباب سلوک۔ پھر جامی علیہ الرحمۃ نے ولی کی تعریف
یہ کی ہے کہ ولی وہ شخص ہے کہ فانی ہوا حکامات خدا میں اور ثابت قدم
ہو اور امر و نواہی میں اوسکے۔

ابو علی جورجانی رح کہ طبقہ ثانیہ میں سے اولیاء اللہ کے ہیں
فرماتے ہیں کہ ولی آن بود کہ فانی بود از حال خود و باقی بشاہد حق
سجائے تعالیٰ ممکن نباشد مگر اور کہ از خود خبر دہد و با جز خداوند
بیآراند۔ ابراہیم بن ادم قدس اللہ سرہ نے ایک شخص
سے کہا کہ تم اولیاء اللہ سے ہونا چاہتے ہو۔ کہا ہاں۔ فرمایا بدینا عقبی
رغبت مکن کہ رغبت باین ہا اعراض بود از حق سبحانہ و فارغ کن
مخود را از براے دوستی خداوند۔ و دنیا و عقبی را در دل راہ مدہ
و بروے دل بحق آر و چون این اوصاف در تو موجود باشد ولی باشی۔
حافظ توبندگی چو گدایان بشر مذکور کہ خواجہ خود روش بندہ پڑی دانند
را بعبہ بصریہ رح در دستے آب و در دستے آتش گرفت مردم
گفتند کجا میردی گفت میروم تا آتش درد و زرخ فروشاغم
و بہشت را بشوزانم تا مردم بترسند و زرخ و طمع بہشت عبادت نہائند

اور قشیری ار ح نے اپنے رسالہ میں فرمایا ہے کہ ولی کے دو معنی ہیں
ایک فاعیل بمعنی مفعول تو معنی یہ ہوئے کہ اللہ کی کار سازی میں
سوچا گیا ہو سکے ہر کار و بار کا اللہ کار ساز ہی کسی وقت اللہ ار سکے
او کے نفس کی حاجت موقوف نہیں کرتا ہی۔ بلکہ اللہ پاک کو ہر وقت
اس کی حفاظت ملحوظ ہے جیسا کہ فرمایا ہی و هو یقوی الصالحین
اسی واسطے اولیاء اللہ کو محفوظ کہتے ہیں کہ ہمیشہ اللہ کی حفاظت
میں ہیں اگرچہ بمقتضائے بشریت کے گناہ کا ایسا ناصادر جہونا
ممکن ہی لیکن اصرار گناہ پر شان سے اولیاء اللہ محفوظین کے
نہیں ہی جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی

دوسرے معنی فاعیل بمعنی مبالغہ تو معنی یہ ہوئے کہ ولی اللہ وہ ہے جو
بہت بڑا دوست رکھنے والا ہے عبادت و طاعت کو خدا کی۔ تاوسع
امکان عبادت خدا کو ایسے کمال رضا و رغبت سے بجالاے کہ خطا کو
دخل کا موقع نہیں ملے۔ خوشی ناخوشی۔ راحت و تکلیف۔ فرح و حزن
دونوں حالت میں یکساں خشوع و خضوع کو برتے کسی نے اونکی
زبان حال سے خوب کہا ہے ۵ آزاد مثل سروہیں بلغ جہان ہیں ہم
رہتے ہیں ایک روش پر بہار و خزان میں ہم ۶ صائب فرماتے ہیں
۵ نہ شادی داد سامانے نہ غم آورد نقصانے ۶ پیش حضرت دل
ہر چہ آمد بود مہمانے۔ مرا بھی ۵ سراگزشت و این دل زار مہمان ۶
گراگزشت و این دل زار مہمان ۶ القصہ ہزار سرد و گرم عالم ۶

بر مابعد نشت و این دین زار بهمان

کشف احد طلاعات فنون میں ہی کہ سید الطائفہ جنید قدس اللہ سرہ
 اور حضرت مہمل شستری رحمہ نے فرمایا ہے کہ صوفی کامل وہ لوگ ہیں
 کہ قیام رکھتے ہیں خدا کے ساتھ اس طریقہ پر کہ سید اسے خدا عزوجل
 کے کوئی دوسرا اذیکو نہیں جانتا ہو۔ بعضوں نے کہا ہے کہ تصوف
 میں پہلے علم کی اشد ضرورت ہو پھر علم کے بعد عمل موافق سنت
 کے چاہئے بعد میں الغامات گوناگون خدا کی طرف سے اونپر عطا ہوتے
 سید الطائفہ ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تصوف
 اللہ کی رضا پر راضی رہنے کا نام ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ
 نے فرمایا ہے کہ تصوف حفظ و اسس و مراعات انفس کا نام ہے
 یعنی حواس کی حفاظت کریں کہ اللہ پاک کے سوا دوسرے بیطرف رجوع
 نہ ہو اور کوئی نفس بغیر ذکر الہی کے دم نہ لے۔ بعض بزرگ نے یہ
 فرمایا ہے کہ ولی کامل کی تعریف یہ ہے کہ وہ مخلوق سے روگردانی کر کے
 اللہ کی طرف رجوع ہو اور اس کے نزدیک سونے اور مٹی کی عزت برابر
 ہو ریشی کپڑے اور صوف کی وقعت علی السواء ہو جو شب و روز
 اللہ کے کارخانے میں خوض کرتا ہو جسکو بھلے برسے کی تمیز ہو بقل
 حضرت ابو علی قلندری علیہ الرحمۃ زہد و تقویٰ سے چست اور فقیر
 لاطح بودن ز سلطان و امیر

بعض دلی کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ باعتبار ذات نفسانی و حظوظ

انسانی کے تو وہ مردہ ہو اور اللہ پاک کی یاد اور اسکی دیدار کی تمت
میں زندہ ہو۔ حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند رح کے جنازے
پر لوگ یہ شعر باجائز اوںکے پڑھتے تھے یعنی زندگی میں اونھوں نے
اجازت دے رکھی تھی ۛ مفلسانیم آمدہ در کوے تو نہ شیئا
لہذا ز جمال روے تو نہ حضرت محمد ابوالحسن ابن ابی الورد
مبجملہ طبقہ ثانیہ صوفیہ جو شاگرد حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ
اور اقران سے حضرت جنید ابوالقاسم علیہ الرحمۃ کے بہن ولی کی
ماہیت و حقیقت کسی نے اونسے دریافت کی۔ فرمایا جو شخص خدا کے
دوستوں کو دوست رکھے اور اوسکے دشمنوں کو دشمن جانے وہ
ولی ہے الحب لله والبغض لله فقد استكمل الایمان۔

احمد بن ابی الورد رح نے فرمایا ہے کہ شناخت ولی اللہ کی یہ ہے کہ جب
اوسکو اللہ تعالیٰ جاہ و اقتدار میں ممتاز کرے گا تو تواضع کی صفت
اوسمیں ترقی کرے گی اور فروتنی و انکاری انتہا سے زیادہ ہوگی اور
جب اوسکو اللہ تعالیٰ مال زیادہ دے گا تو وہ سخی بن بیٹھے گا اور سقندر
عمر اوسکی زیادہ ہوگی اوسیقدر وہ عبادت و اتباع سنت میں منہمک رہے گا
حضرت جنید ابوالقاسم رح نے فرمایا ہے کہ صوفی کامل فروتنی و
تواضع میں مثل زمین کے ہوتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض رح
نے فرمایا ہے کہ خدا کو محض دوستی و فرمانبرداری کی راہ سے پوجنا
چاہئے نہ دین و دنیا کے طمع کی راہ سے ۛ دنیاست و بئاعینہا

ہو س آباد۔ ما حاصل این ہر دو بیک جو ستانمہ اور او سکی محبت
 و فرمانبرداری پی پی کہ اپنے کو گناہ و عصیان سے روکین۔ دوست خدا
 کا وہ جو جو خدا کی اطاعت کرے ۵ تَعَصَى الْاِلهَ وَاَنْتَ تَظْهَرُ
 حُبَّہٗ ۶ هَذَا وَرَایَ فِی الْقِیَاسِ بِدِیْعٍ ۶ لَوْ کَانَ
 حُبُّ صَادِقًا لَّا طَعَنَهُ ۶ اِنَّ الْاَحْبَبَ لِنَّ یُحِبُّ مُطِیْعٌ ۶۔ حدیث
 صحیح میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے
 مَنْ اَطَاعَنِی فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ
 جو شخص تا بعداری کرتا ہے میری وہ میرا دوست ہے اور جو میرا دوست
 ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ حضرت معین الدین چشتی رح
 شیخ سے اپنے یعنی خواجہ عثمان ہارونی رح سے نقل کرتے ہیں کہ جس
 میں یہ تین خصلتیں ہیں وہ ولی ہے۔ سخاوت دریا کی سی۔ شفقت
 آفتاب کی سی۔ تواضع زمین کی سی حضرت معین الدین چشتی رح نے
 وقت خلافت کے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح سے فرمایا کہ چار
 چیزیں صفت اولیا کی ہیں۔ فقیری و محتاجی کے وقت اپنے کو ایسے
 دیکھلانا جھوکھ کے وقت آسودہ دیکھلانا۔ غم کے وقت خوشی کرنی۔
 دشمنوں سے دوستی کرنی ۵ شنیدم کہ مردان راہ خدا ۶ دل دشمنان
 ہم نکر دزد تنگ ۶ ترا کے میسر شود این بہت نام ۶ کہ باد و ستانت
 خلاف ست و جنگ ۶

در شین میں شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک

حالت میں کہ جو خواب بیداری کے درمیان ہیں ہر رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کو دیکھا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ من اکرم الناس ^{اللہ} فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استهلت ذاتہ فی ذاتہ و صفاتہ فی صفاتہ۔ یعنی جس نے اپنی ذات کو اللہ کی ذات اور اپنے صفات کو اللہ پاک کے صفات میں فنا کر دیا۔

صاحب کشف المحجوب کی تقریر یہ ہے کہ اللہ کے ولی وہ ہیں جن کو اسے دوستی و ولایت سے مخصوص فرمایا۔ اور وہ آفات طبع سے پاک اور نقات نفس سے مبرا ہیں۔ نہ ان کی ہمت اس کے سوا کسی طرف مصروف نہ وہ کسی سے مانوس و مألوف اللہ ہی کی رضا پر راضی۔ اور اوس کی قضا پر شاگرد ہیں۔ پائی آن کس کہ ترا شناخت جان را چہ کند و فرزند و عیال و خاندان را چہ کند و دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی و دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رابطہ کے واسطے شخص واصل ایسا ہونا چاہیے کہ مضمون حدیث کا پورا مصداق علیہ ہو ^{ہم} الذین إذا مرؤ ذکر اللہ یعنی اولیاء وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ ایک جگہ اولیاء اللہ کی تعریف یوں آئی ہے کہ وہ ہم جلیس ہیں خدا کے ان کی صحبت و حضور میں مسکرات کا وجود نہیں ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث میں اولیاء اللہ کی تعریف یہ آئی ہے ہم قوم کلاشیقہ جلیسہم یعنی وہ ایسی قوم ہیں جن کا ہم صحبت و بخت

ہنہین۔ خواجہ عزیزان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں رباعی

بہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ۛ وز تو نرمید صحبت آب و گلست ۛ
 ز نہار ز صحبتش گریزان می باش ۛ ورنہ نکند روح عزیزان بجلست ۛ
 خواجہ غمبشید اعدا حرار رحمۃ اللہ علیہم اولیاء اللہ کی تعریف اس
 قطعہ میں فرماتے ہیں ۛ ۛ ۛ نشان بود ولی راز نخست آن بمعنی +
 کہ پھر روئے او بہ بینی دل تو باو گراید ۛ ۛ ۛ دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند بمعنی +
 ہمہ راز ہستی خود بجدیث می ربايد ۛ ۛ سوم آن بود بمعنی ولی اخضر عالم +
 کہ ز ہر سچ عضو او را حرکات بدنیايد +

الغرض کتب قوم یعنی تصوف کی کتاب میں صوفی کامل ولی اللہ کی
 تعریف مختلف الفاظ سے وارد ہے مآل سب کا ایک ہی یہی کہ اللہ
 کی محبت میں فانی ہوں اور اس کے اوامر و نواہی کے ساتھ باقی ہوں ماسو
 اللہ کے تارک ہوں اور محبت خدا کی تمام ہنہین ہو سکتی ہے جب تک
 اطاعت کے مراتب پورے ہوئے نہ جائیں سو جو شخص جس مرتبہ
 اللہ کا تابع رہے گا اسی مرتبہ کا ولی ہے۔ یہ کلیہ قاعدہ۔ اجماعی مسئلہ
 ہے کہ جو جس کا تابع رہے وہ اس کا دوست ہے جو اللہ پر ایمان لایا
 اور اس کی تابعداری کی وہ اللہ کا ولی ہے اس کے ساتھ رحمت
 و برکت اللہ کی متعلق ہے۔ اللہ ہی کی رضا پر راضی اور سبکی قضا پر
 شاکر۔ اور جو لوگ شیطان پر ایمان ملائے ہوں اور اس کے تابع رہیں
 بنے ہوں وہ لوگ شیطان کے ولی ہوں۔ ایسوں کی امید وز جاؤسی

متعلق ہے اپنے زعم میں ایسے لوگ شیطان ہی کو رازق جانتے ہیں اور اوسکیو بھلے بڑے وقت میں پکارتے ہیں تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اویا کی دو قسمیں ہیں اولیاء رحمن۔ اولیاء شیطان۔

اقسام اولیاء

اب سمجھئے کہ اولیاء رحمن وہ ہیں جو اللہ کے بڑے تابعدار ہیں اور اللہ کی تابعداری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور انکی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنے میں ہے اور شریعت پر عامل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص متقی ہو۔ بدعت سے مجتنب۔ شرک سے دور بھاگتا ہو بکیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو اگر بشریت کوئی گناہ یا لغزش ادا کرے صادر ہو تو وہ سخت آدم ہو کتاباً التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ الَّذِي يَفْعَلُ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُ مِنْهُ فَبِهِ تَرْجَى تَوْبَةُ اللَّهِ پاك کے نزدیک او محضین لوگوں کی معتبر ہے جو اپنی نادانستگی سے کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں پھر فوراً ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ مخدوم الملک علیہ السلام کتابت میں فرماتے ہیں ہر خصلت پسندیدہ کہ عبارت کردن ازان ممکن است کہ گفته اند آن صفت او ایار بود فیقال الاولی من فیه ہذہ الخصلة یعنی ولی وہ ہو کہ جس میں خصائل پسندیدہ ہوں اور اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون سی خصلت پسندیدہ اللہ کے نزدیک ہوگی دوست و دشمن کے پہچان کے لئے اللہ صاحب نے حضرت کی پیروی کو مقرر کیا ہے کہ جو ہمارا دوست

وہ کتاب اللہ سنت رسول اللہ کا پیرو ہے۔

حضرت پیران پیر مولانا سیدنا عہد القادر جلی علیہ الرحمۃ نے فتح الغیب میں فرمایا ہے کہ اولیاء معصوم ہتھین ہیں خواہ مشوق سے لیکن محفوظ ہیں یعنی احیاناً میلان ہو اکی طرف ممکن ہے غیر ان اکا ولیاء محفوظون عن الهوی واکا بدال عن اکا مرادۃ لا یعصمون منها علی معنی انہ یجوز فی حقہم المیل الیہا فی اکا حیات۔ لطائف اشرفی کے صفحہ ۳۱ میں ہے قد وہ الکبرار می فرمودند کہ از شیخ علاؤ الدین سمنانی شنیدم کہ می فرمودند کہ انبیا علیہم السلام از انشاء گناہ عامۃ معصوم اند و اولیاء قدس سرہم از جواز داشت گناہ محفوظ۔ دوسری جگہ میں ہے قال اکا شرف شرط الولی ان یکون محفوظاً من اکا صرار عن المعصیۃ حتی لا یصر علی الذنوب قیل ولی محفوظاً من الصغائر من حیث اکا صرار۔ اولیاء اللہ کی تعریف میں اکثروں نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہ فانی ہیں ساتھ حق کے اور باقی ہیں ساتھ حقہم اولیاء فتح الغیب میں حضرت سیدنا پیران پیر رحم نے بتلادیا ہے کہ فنا نام ہے استقامت فی الدین کا جبکو پیشین کے اولیاء وابدال علیہم السلام اللہ پاک سے مانگتے رہے ہیں یعنی ھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی طرف اشارہ ہے۔ فنا سے مراد اصطلاح صوفیہ رضی اللہ عنہم میں استقامت صراط مستقیم پر ہے اور استقامت صراط مستقیم اور اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ایک ہی چیز ہے

الاستقامة نصف الكرامة قرآن پاک اتباع رسول کے مضامین
 سے ملو جس سے ثابت ہو کہ بغیر تباہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی اللہ نہیں ہو سکتا

اتباع سنت

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ حسن بصری
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہر دین و مذہب کے لوگ دعوے کرتے تھے کہ

ہم کو اللہ صاحب کی محبت ہو اور ہم اس کے بندہ ہیں۔ اور یہود و نصاریٰ
 کہتے تھے کہ ہم اس کے دوست اور اس کے بیٹے ہیں جو کام کرتے ہیں اس کی
 محبت سے کرتے ہیں اور وہ ہم سے خوش ہو جسے کوئی خطا ہو جائیگی
 تو وہ بخش دے گا تب اللہ صاحب نے کہا کہ اے محمد جو میری محبت کا دعویٰ

کرتے ہیں اور میرے اولیاء ہیں اس لئے کہہ دے کہ میں پیغمبر رسول اس کا
 ہوں میری قدم بقدم پیروی کرو جس طرح سے میں عبادت بتاؤں کرو
 جو طریقہ محبت برتے گا اس کے میں سکھاؤں اس کو بجا لاؤ تب تم

مجھے دوست اللہ صاحب کے ہو اور بڑے دوست شمار کئے جاؤ گے
 اور بصورت اطاعت رسول کے کوئی خطا بھی ہو جائے گی تو اللہ فرماتا
 ہے کہ میں معاف کر دوں گا اور میں بڑے بخشنے والا ہوں۔ اس آیت کے
 صاف ظاہر ہے کہ جو خلاف شرع یعنی خلاف بتائے ہوئے

رسول کے عبادت کرتا ہے وہ عبادت مقبول نہیں ہے اور وہ اپنے
 دعویٰ محبت میں کاذب ہے جس نے کیا وہ کام جس پر ہمارا حکم نہیں ہے

وہ کام مردود ہے۔ عائشہؓ کی روایت میں مرفوعاً آیا ہے نہین دین
 مگر یہی حب فی اللہ بغض فی اللہ پھر وہی آیت پڑھی رواہ ابن جریج
 اگرچہ ابو زرہ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے مگر مضمون مذکور اور
 حدیثوں میں بھی آیا ہے۔ حضرت بکی تابعداری کے سب لوگ مکلف
 ہیں وَالَّذِي نَفْسِي مَحْضٌ بِبَيْدَةِ لَوْ بَدَأَ لَكَ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ
 وَتَرَكَتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ وَلَوْ كَانَ وَأَدْرَاكَ بَنُو كَيْسَ
 لَا تَتَّبَعْنِي تَرْجِمَةً قَسَمُ بِرَأْسِ ذَاتِ پَاكِ كِي كِه جَانِ مُحَمَّدِ كِي اَوْ كِي
 ہاتھ میں ہے اگر ظاہر ہوتا پھر موسیٰ پھر پیروی کرتے تم اوسکی
 اور چھوڑ دیتے مجھکو تو بیشک گمراہ ہو جاتے اگر ہوتا موسیٰ زندہ
 اور پاناما زمانہ میری نبوت کا تو لاریب پیروی کرتا میری روایت کیا
 اس حدیث کو دارمی نے۔ جو شخص دن بھر ذکر غیر مسنون طریقے
 پر کرتا رہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے ذکر نماز
 روزہ وغیرہ وغیرہ افعال شرعیہ کو بجانہ لائے تو اوسکا وہ ذکر مقبول
 نہین وہ ذکر اوسکا اوسکی نماز کی فضیلت کو نہین پاسکتا ہے اور ترک
 صلوات کے عذاب کو اوسکی گردن سے نہین اوتار سکے گا۔ ہزار
 برس کی عبادت غیر مسنون طریقے کی ایک وقت کی نماز چھوڑنے
 کے عذاب کو رد نہین کر سکتی ہے اَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ
 تَرْحَمُونَ اَلْ عِرَانِ میں ہے فرمانبرداری کرو اللہ و رسول کی تو
 کہ تم رحم کئے جاؤ یہ امر مستحق ہے کہ رحمت نہین ہونی مگر دوستوں

تو اللہ صاحب نے فرمادیا کہ مجھ سے رحمت کے طالب ہو تو پیروی
رسول کی کرو ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم
اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین
وحسن اولئک رفیقاً ذلک الفضل من اللہ وکفہ باللہ علیہما
ترجمہ جو لوگ حکم پر چلے ہیں اللہ ورسول کے پس وہ لوگ اوسکے ساتھ
ہیں جنکو اللہ نے نوازا ہے نبی و صدیق و شہداء اور صالحین سے اور خوب
ہو ان لوگوں کی رفاقت یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بس
ہو خبر رکھنے والا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ متبعین کتاب و سنت
یعنی اللہ ورسول کے قول پر عمل کرنے والے قیامت میں انبیاء
علیہم السلام کے ساتھ ہونگے۔ کمال تابعداری کا اجر ہے کہ تابع و
متبوع کی محبت نصیب ہوگی یہ درجہ اولوگوں کو نہیں ملیگا جو کہ
اللہ ورسول کے خلاف تھے زید عمر بکر کے قول پر ترجمے ہوئے تھے
باپ دادوں کی رسم پر اڑے تھے۔ یہ تو عاشقین رسول کا درجہ ہے
جو عاشق رسول ہو وہی اللہ کا مقرب بندہ ہے۔ اور عشق و محبت رسول
کی زبانی گفتگو سے تمام کو ہمیں پہونچتی بلکہ پوری طرح سست
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے اور بدعات و شرک سے
پچھنے اور فرائض و واجبات کے پابند ہونے اور جمیع محرمات سے پرہیز
کرنے سے مراتب محبت و خلوص کے تمام کو پہونچتے ہیں۔ اے عزیز
بالفعل عاشق رسول وہ اپنے کو کہتے ہیں کہ جو بدعت کرنے میں

مشاق قبر پرستی تغزیہ پرستی بین چاق - نماز کے تارک ہین ہزاریم
 کی حلت کا ملا رگالتے ہین اور اسپر بھی اخصین لوگون کے حصے ہین
 ولایت ہی ہر باجی این حدیثم چہ خوش آمد کہ سحر گم میگفت :
 بردر میکدہ بادف و نے ترسکا : گر مسلمان ہین ست کہ حافظ دارد
 داسے گراز پس امروز بود فردا سے بخو یقوی نے کہا کہ آیت مذکور
 ثوبان نام مولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل
 ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے اگر تھوڑے
 دن ہین دیکھتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بیمار ہو جاتے سجد
 بن جبر نے کہا کہ ایک انصاری پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 آئے وہ غمگین تھے حضرت ص نے کہا اے فلان تو کیوں غمگین ہو رہا
 اوسنے کہا اے نبی اللہ ایک بات کی مجھے فکر لگ رہی ہو پوچھا
 وہ کون سی بات ہی کہا ہم صبح و شام آتے ہین آپ کی صورت دیکھتے
 ہین پاس بیٹھتے ہین آپ کل ہمراہ انبیاء کے ہونگے ہم آپ
 تک ہین پہنچ سکیں گے حضرت نے کچھ جواب نہ دیا جبریل علیہ السلام
 یہ آیت لائے حضرت نے آدمی بھیج کر یہ بشارت اوسکو سنائی رواہ ابن
 جریر یہ اثر مرسل اسروق و عکرمہ و عامر و شعبی و قتادہ و ربیع سے
 بھی مروی ہی لکن سند اول احسن ہو - عائشہ کی روایت میں ہی کہ ایک
 آدمی نے اگر کہا اے رسول خدا تم مجھ کو میری جلن سے اور اہل اور
 وکد سے زیادہ محبوب ہو ہین جب اپنے گھر میں تم کو یاد کرتا ہوں تو صبر

نہیں کرتا یہاں تک کہ اگر تمکو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہوں پھر جنبہ کو
اپنی اور تمھاری موت یاد آتی ہی میں جانتا ہوں کہ تم جنت میں ہمراہ
انبیاء کے ہو گے میں اگر جنت میں گیا بھی تو مجھ کو ڈر ہی کہ کہیں
ایسا نہ ہو کہ تمکو نہ دیکھوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب
اوسکو دیا یہاں تک کہ یہ آیت اوتری رواہ ابو بکر بن مردؤیہ -
اسکو کتاب صفۃ النجۃ میں حافظ ابو عبد اللہ مفتی سی نے
بھی لکھا ہے پھر کہا لا ارسے باسناد کا باسناد قیادہ نے کہا کہ عموماً
کل صحابی نے عوذ اشت کی تھی کہ آپ جنت میں مدارج علیہا
ہونگے اور ہم لوگ ادنے مراتب پر پھر کیونکر حضور کی زیارت
نصیب ہوگی تب یہ آیت اوتری کہ میری تابعداری کرو اور عباد
و معاملات ہر امر میں شریعت کی محافظت کرو تم لوگ بھی انبیاء
ہی کے ساتھ ہو گے۔ پھر فرمایا کہ یہ محض فضل ہی نہیں اسکا ہی ورنہ ایسی
عمدہ رفاقت کہاں نصیب ہوتی ہو اے پاک خدا حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ و اصحابہ وسلم کی کمال اتباع کی برکت سے ہمکو اور میرے
والدین اور میری اولاد اور میرے احباب اور سارے مسلمانوں کو
معیت انبیاء و صالحین کی نصیب کر آمین ثم آمین۔

سہ ماہ میں ایک
اسناد میں
کچھ صحت کا
نہیں پایا

ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ بڑھ کر بشارت و مرثیہ یہ ہی جو
صحیح و سائید میں بطرق متواترہ ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک آدمی ایک قوم کو دوست

ہو گئے تمپر تو یہی پہونچا دینا ہی جو کوئی تمھارا اتباع کر لگا وہ سعید و ناجی
 ہو اور تباہی جسر تمکو بھی ملیگا جو کوئی تم سے پشت پھیرے گا وہ غائب
 و خاسر ہو گا تم پر اوسکا گناہ نہیں نسخ البیان میں ہے کہ یہ آیت
 کمال شرف و رفعت مکان کی حضرت کو خبر دینی ہو مافوق اس کے
 کوئی مرتبہ تصور نہیں ہو وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ بَعْدَ مَا بَيَّنَّ
 لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُبْتَدِينَ فَوَلَّاهُ مَا تَوَلَّىٰ وَوَضَعْنَا
 لَهُ جَهَنَّمَ سَاءَتْ مَصِيرًا سورہ نازر میں اللہ صاحب فرماتا ہے کہ بعد
 معلوم ہو جانے اس بات کے کہ رسول نبی کی پیروی میں نجات
 اور اللہ کی رضا مندی ہے اور یہی راہ ہدایت کی ہے پھر جو کوئی خلاف
 رسول کے کرے گو وہ دنیا میں کسی حالت سے رہے لکن آخر
 دوزخ ہی اوسکا ٹھکانا ہو وَمَنْ يَحَادِدِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأِنَّ لَهُ نَارًا
 جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ اللہ صاحب سورہ توبہ
 میں فرماتا ہے کہ جو کوئی اللہ کے خلاف کرے اور اوسکے رسول کے خلاف
 کرے اوسکو آگ دوزخ کی یلگی ہمیشہ رہنے کے لئے اوسکے لئے یہ پڑی
 فاحش ذلت ہے۔ ان آیتوں سے یہ امر ثابت ہوا کہ جو اللہ کا تابع رہے
 اور اوسکا کہا مانا ہو وہ اللہ کا دوست ہے اور جب رسول کی اطاعت عین
 اطاعت خدا کی ٹھہری تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو رسول کا مطیع ہو وہ اللہ صاحب
 کا دوست ہو کیونکہ محبت انہی اطاعت کا نام ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے
 مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَحْبَبَنِي وَمَنْ أَحْبَبَنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ

جو میرا تاجدار ہے وہ میرا دوست ہے اور جو میرا دوست ہے وہ میرے
 ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور جو جناب صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں
 ہے وہ شیطان کا دوست ہے اللہ کا دشمن ہے ومن يتخذ الشيطان
 وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبينا پھر جو شخص بکڑے
 شیطان کو دوست سیوگا اللہ کے ساتھ تحقیق صریح وہ گھاٹے میں پڑا
 شیطان نے کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک حصہ لوں گا یعنی
 ہزار میں ایک ناجی باقی سب ناری۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ آدم علیہ
 السلام سے قیامت کے دن کہے گا نکال اپنی اولاد سے لشکر ناری کو وہ
 کہیں گے اے رب لشکر ناری کیا ہے فرماوے گا ہر ہزار میں نو سو ننانوے
 نکال اوس شدت ہوگی ہے۔ اطفال بوڑھے ہو جاویں گے آخر جو مسلم
 سونفیب شیطان کا وہی بعث ناری ہے جس کام میں اطاعت شیطان
 کی کی گئی ہے وہی اوسکا حصہ ہے۔ صحیحین میں ابو ہریرہ سے مروی ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ پیدا ہوتا ہے فطرت اسلام
 پر پھر ماں باپ اوسکے یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر ڈالتے ہیں اوسکو
 الحدیث۔ مسلم بن عیاض بن حمار سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا اللہ نے کہا ہے کہ میں نے پیدا کیا اپنے بندوں کو حنیف
 پھر آیا پاس اونکے شیطان جھٹکا دیا اونکو دین سے اون کے اور حرام
 کر دیا اونپر اوس چیز کو جو حلال کی تھی میں نے واسطے اون کے شیطان
 کی دوستی خسران میں ہے یعنی دنیا دین دونوں کا نقصان یہ وہ خسار

ہے جس کا کوئی جبر نہیں یہ وہ فائت ہے جس کا تدارک محال ہے خسر الدنیا
 والا خسر النجۃ۔ اسکی دوستی دھوکے کی ہے قیامت میں ہمارے لپٹ جائیگا
 ایسی نجات کام کی نہیں قرآن میں ہے کہ قال اللہ ان مدائنہ انکار
 ان اللہ وعدکم وعد الحق وعدہ لکم فاسبغوا ثوبکم ما کان
 علی علیہم من سلع من سلطان اور بولا شیطان جب فیصل ہو چکا کام
 اللہ نے کیا تم سے سچا وعدہ اور میں نے بھی وعدہ کیا پھر فرمایا کیا او
 نہ تھی میری تم پر کچھ حکومت۔ اور شیطان میں دوستی نہیں بلکہ
 بے ایمانوں کا اور وہی بے ایمان اوسکے دوست ستارین یہورہ اعراف
 میں ہے اللہ صاحب فرماتا ہوا انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذالین
 لا یؤمنون کر دیا ہمنے شیطان کو دوست اور یہ گاہے بے ایمان میں
 نشہ فسق براطوار کو جس آن چڑھا ہے سر پر شیطان اور یہ کہ ہمارے
 یأبت انی اخاف ان یمسک عذاب من الذین فتنوا ربہم فلیطاعوا لہ
 ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے باپ سے کہا کہ اسے باپ اگر سید پہنچا دے گا تو گے
 تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ کا عذاب تم کو پہنچا دے پھر تم جو جاور گے
 شیطان کے دوست۔ آیت دلیل ہو اس بات پر کہ نبی شیطان اللہ تبارک و تعالیٰ
 کی بات نہیں مانتے سے آدمی شیطان کا دوست نہیں جاتا ہے اور جہ شیطان
 کو طریقے پر چلتا ہے وہ اوسکا تو دوست ہے اور اللہ کا عدو ناموزن ہے انا سلطانہ علی الذین تولونہ
 والذین ہم بہ مشرکون اللہ صاحب فرماتا ہے کہ شیطان کا قبضہ و خیمہ ان کوں پر ہے جو اوسکو
 دوست رکھتے ہیں اور عواذ کئی ات وصفات ہیں شرک کر سکتے ہیں۔

والذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفرو ایقانون
 فی سبیل الشیطان یقاتلون ففکانوا اولیاء الشیطان ان کفرو
 اللہ یدان کسان عنہ عشاء وہ جو ایمان والے ہیں بڑے
 ہیں مفسدون کی راہ ہیں۔ سو تم لڑو شیطان کے دوستوں
 سے بیشک۔۔۔ وشریب شیطان کاست ہے۔ بنوی۔ نے کہا
 کہ جو لوگ۔ ایمان لائے ہیں وہ سارا کام اللہ کی رضامندی
 کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ ہی کے واسطے کسی سے محبت
 رکھتے ہیں اور اللہ ہی واسطے اڑتے ہیں جیسا کہ حدیث بخاری
 میں ہے کہ سات آدمی قیامت کے روز سایہ میں اللہ کے رہیں گے اور اولاد
 باوجود قریب آفتاب کے کسی کو سایہ نصیب نہ ہو گا اونہیں سے یہ بھی ہیں جو اللہ
 ہی کے واسطے کسی سے محبت اور کسی سے عداوت رکھتے ہیں۔ اور
 جو کافر ہیں وہ اپنے مہبود باطل شیطان کی رضامندی کے لئے سارا
 کام کرتے ہیں پھر جو عبادت اللہ کی رضامندی کے لئے نہیں کرتا ہی بلکہ
 اپنے نفس کی خوشنودی اور کسی کو دیکھلانے کیلئے یا کسی جلی کے قریب
 کے لئے یا اپنا سے زمان کی ملامت کے ڈر سے کرتا ہو وہ لوگ اولیاء شیطان
 ہیں۔ اور یہ بہ دوطرح پر ہی یا تو خلاف شریع کام کرتا ہو تو اس صورت میں اللہ
 و رسول کی نارضامندی ہیں ہو۔ کیونکہ انکی خوشنودی مقصود ہوتی تو
 اونہیں کچھ کے بموجب کام کرتے۔ یا کام موافق سنت و کتاب کے کرتے
 ہیں مگر نیت میں رہا ہو یا تقرب کسی بزرگ کا یا دوست احباب کی خاطر مقصود ہو

یا صرف ملامت کے ڈر سے کرتے ہیں دل سے جت و خلوص اور سکام کے
 ساتھ متعلق نہیں ہے تو وہ بھی اولیاءِ شیطان ہی ہیں یہ عمل اونکا
 قابلِ اعتبار کے نہیں ہے حکم ہے ایسوں سے مقاتلہ کرو۔ اور ایسوں
 کو شیطان کا دوست کہا۔ ترمذی و حاکم کا لفظ ہے کہ قیامت کے دن اللہ
 طرفِ بندوں کے اوترے گا تاکہ ان کے بیچ میں فیصلہ کرے ہر امت
 گھٹنوں کے بل ہوگی سب پہلے جس شخص کو بلایا جاوے گا وہ آدمی ہوگا
 جسے قرآن کو جمع کیا تھا اور وہ آدمی جو راہِ خدا میں مارا گیا تھا اور وہ
 آدمی جو کثیر المال تھا اللہ قاری سے کہے گا کیا میں نے وہ نہیں سکھایا جو
 میں نے اپنے رسول پر اتارا وہ کہے گا ہاں اے رب۔ فرماوے گا تو نے
 اس علم پر کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں رات دن اسکو پڑھا کرتا تھا۔ اللہ
 کہے گا تو جھوٹا ہی بلکہ تیری مراد یہ تھی کہ تو قاری مشہور ہو سو مشہور ہو گیا۔
 مالدار کو لائیں گے اللہ کہے گا میں نے تجھکو وسعت دے رکھی تھی یہاں تک
 کہ تجھکو کسی کا محتاج نہ رکھا تھا وہ کہے گا ہاں اے رب۔ فرماوے گا تو نے
 اس عطا میں کیا کام کیا وہ کہے گا میں صلہ رحم و صدقہ کرتا تھا اللہ کہے گا
 جھوٹا ہی بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ تجھکو سخی کہیں سو تو لوگ کہہ چکے۔ پھر فضول
 راہِ خدا کو لائیں گے۔ اللہ کہے گا تو کس بات میں مارا گیا وہ کہے گا مجھکو
 حکم تھا جہاد کا تیری راہ میں سو میں لڑا یہاں تک کہ مارا گیا۔ اللہ فرماوے گا
 کہ تو جھوٹا ہی بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ بہادر کہلائے سو تو مشہور ہو گیا۔
 اے ابو ہریرہ خلق اللہ میں اخصین تینوں سے پہلے پہل آگ سلا لائیں گے

قیامت کے دن۔ آسے عزیز و پناہ مانگو اللہ کی جب الحزن سے جو ایک جنگل ہی جہنم میں خود جہنم ہر دن اس سے چار سو بار پناہ مانگتی ہے اس میں ریاکار قاری جاویگے جو اپنے اعمال دیکھلاتے ہیں بڑے دشمن قارئین اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو زیارت امر کی کیا کرتے ہیں۔ یہہ روایت بخاری کی تاریخ اور ترمذی کے سنن میں ہے۔ ابو نعیم و دیلمی کا لفظ یہ ہے کہ حرام کیا ہے اللہ نے جنت کو ہر ریاکار پر۔ ابن ماجہ کا لفظ ہے کہ بہت سے روزہ دار ہیں جن کو روزہ سے کچھ حاصل نہیں مگر بھوکھ۔ بہت سے قائم ہیں جن کو قیام سے کچھ فائدہ نہیں مگر جاگنا۔ مردہ دل ہم سے اگر رات کو جاگے تو کیا پچشم بیدار تو ہی پر دل بیدار نہیں۔

دیلمی کا لفظ یہ ہے کہ جنت کی ہوا پائسو برس کی راہ سے آتی ہے جو شخص روئیا کو عمل آخرت سے طلب کرتا ہے وہ اس کو پنا دے گا۔ کلید درود و ریح است آن نماز پیکہ در چشم مردم گزاری دراز پیکہ

اے عمران میں ہے اے اے اللہ الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوہم و خافون ان کنتم مومنین خبر این نیت کہ شیطان ڈراتا ہے اولیاءوں کو اپنے سونے ڈرو تم لوگ اس سے اور بچھ ہی سے ڈرو اگر ایماندار ہو۔ اہل علم نے کہا ہے کہ ڈرانا شیطان کا ایک امر وسیع ہے ہر آدمی کو اس کے نفع آخرت سے روکتا ہے اور مومنین کو ابتلا سنت و کتاب سے ڈراتا ہے کہ جہان متبع سنت کے ہوئے ملامت متعارفے حق میں شروع ہو جاویگی روزی میں تمہاری بٹا لگ جائیگا۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت دشمنوں کے شرمناک ہونے کے وقت ڈرایا تو انھوں نے اپنے کچھ پروردگار کی بکلیت اللہ پر توکل کر کے یہ بات کہی جسب اللہ و نعم الوکیل۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ وہی کلمہ ہے جسکو ابن مسعود ہم علیہ السلام نے اپنے آگے پیش کیا ہے۔ جب اس کے وقت پڑھا تھا اور بتا رہا تھا کہ یہ خبر دی گئی کہ لوگ تمھارے لئے جمع ہوئے ہیں تم تمھارے پیروں کا ایمان اور زیادہ ہو گئے۔ رواہ البخاری والسنائی۔ عبدالرزاق کا لفظ ابن عمر سے یہ ہے کہ نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دن آج کے یہ خبر دی گئی کہ لوگ جمع ہوئے ہیں تمھارے لئے تم ڈرو اور سنت تو اللہ نے اسی وقت یہ آیت نازل فرمائی روایہ ابن مردویہ۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آن پڑھے تمپر کوئی امر غصہ سے نہ ہو۔ جنا اللہ و نعم الوکیل کہو۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ انسان اطاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کا دوست ہو سکتا ہے۔ اور انکی نافرمانی سے شیطان کا دوست بن جاتا ہے چنانچہ اولیاء شیطان کا لفظ قرآن پاک کی آیتوں میں صریح وارد ہے۔ جب متبع کتاب و سنت ہو ولی اللہ ٹھہرے تو بخلی فاسق مشرک و مشرک کو ولی اللہ کہنا ہے ادبی نہیں تو کیا ہے؟۔ علیٰ اخصوص جو شخص شرک جلی شرک فی العبادۃ شرک فی النقص۔ شرک فی العلم میں مبتلا ہے وہ کیونکر ولی اللہ ہو سکتا ہے۔ میرے مسلمان بھائی جو ہندوؤں اور صریح شرک کرنیوالوں کو خواہ وہ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے ہوں

یا ہندو کے گھرا بیوں کو جو صالح بندہ خدا کا ایرار۔ ولی اللہ یقین کرنے
 لگتے ہیں وہ بڑی غلطی کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ شاید شرک و کفر
 کی وعید سے واقف نہیں ہیں۔

شرک کی بُرائی اور شرک کے دلی اللہ نہیں ہو نیکان

سورۃ ناس میں ہوا کہ اللہ کا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهِ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ
 ذَٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ کہ اللہ نہیں بخشتا جو شرک کو اور بخشتا ہو اس کو
 جو اس سے اور ترک کرے جس کو چاہتا ہو۔ تا چند گم از چوب گم از
 رنگ تراشی نہ بگذارد خدا تمکے بصرہ رنگ تراشی نہ۔

سورۃ لقمان میں ہوا ان الشِّرْکَ لظُلْمٌ عَظِیْمٌ شرک کرنا بڑا
 ظلم ہے۔ اِنَّہٗ سَمِی بَشَرِکَ بِاللّٰہِ فَہَکَ حَرَّمَ اللّٰہُ مَا یُجْنَدُ وِیَاوُ
 الذَّارِوۃَ لِلظَّالِمِیْنَ مِّنْ اَنْصَارٍ یعنی شرک پر جنت حرام ہو ووزخ
 واجب ہو شرک کرنے سے ساری انکیان اکارت ہو جاتی ہیں اور سب
 اعمال ضائع ہو جاتے ہیں ولو استرکوا نَحِیْطُ غَیْہُمْ مَا کَانَ فَا
 یَعْمَلُوْنَ سورۃ النعام میں ہے کہ اگر سب انبیاء علیہم السلام جنگا
 اوپر تکرر ہو شرک کرتے تو انکے اعمال نیک برائی پھر جاتا۔ شرک
 ایسی بُری چیز ہے کہ بڑوں کی اسمیں رعایت نہیں ہو تو یہ دون
 کو کہن پوچھتا ہے۔ سورۃ زمر میں ہے۔ لَیْسَ الشِّرْکَ . . . یُظَنُّ
 عَمَلَاتٍ وَلَہٗ عَسَکُوْنٌ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ اسے محمد اگر تو شرک کرتا تو

بیکار کر دے جاتے تھے عمل اور تو بڑے خسارے میں پڑ جاتا۔ بقوی
 نے کہا ہے کہ گو اسکے مخاطب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر مقصود
 ہدایت امت ہے جو کہ جب بڑے سے بڑے نبی کی اس میں رعایت نہیں تو ما و
 شمس کو کون پوچھتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رض کا قول ہو انی لا رجو
 ان لا یضرمع التوحید عمل کے مکمل لینفع مع الشرائع عمل۔ نہ
 عمل شر توحید کو ضائع کر سکتا ہے اور نہ خصلت نیک شرک کی شامت
 سے بچا سکتی ہے وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي
 الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ جو منکر ہو توحید کا اس کے عمل نیکے ہو جائیگی
 پھر تو وہ آخرت میں ٹوٹی پائے والوں میں سے ہوگا۔ سورہ ابراہیم
 میں ہے مثل الذین کفروا برہم اعمالہم کدما دین
 اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف لا یقدرون عما کسبوا
 علی شیء ذلک ہوا الضلل البعید جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے
 اعمال کی مثال را کھ کی سی ہو سوا سخت چلی آندھی کے دن ان کو اپنے اعمال
 سے نفع اوٹھانے کی قدرت نہیں رہیگی یہ صریح مگر اسی ہے۔ من یتبع
 غیرہ لا سلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الآخرة من الخاسرین
 سوا دین اسلام کے جو کوئی اور دین کو ڈھونڈھے سوا اس کا عمل
 مقبول نہیں اور وہ آخرت میں گمائے بین رہے گا سو ٹیٹھ اسلام
 کتاب اللہ و سنت رسول اللہ جو عمل و ریاضت اسکے اصول کے
 برخلاف ہوگی وہ مقبول نہیں من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد

جو ایسا کام کرے کہ اوپر میرا حکم نہیں ہے وہ کام مقبول نہیں۔
 پیران پر علیہ الرحمۃ نے فتوح الغیب کے مقالہ ثانیہ میں فرمایا،
 ایتھوا وکاتبوا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
 کرو اور دین میں نئی بات مت نکالو۔ ماہزکات قرآنی سیدنا مولانا
 مجدد الف ثانی مکتوب ۱۱۳ میں فرماتے ہیں ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ اہل
 ریاضات و مجاہدہ کو بہت سہارا دے ہیں مگر خلاف شریعت مصطفویہ
 ہونے کے لحاظ سے بے اعتبار و ذلیل ہیں اگر کچھ فائدہ ہوتا بھی ہے
 تو دنیاوی دراصل لیکہ آخرت کے نزدیک تمام دنیا ہی کی کیا حقیقت ہے
 کہ جو اوس کا فائدہ مقدمہ شمار کیا جاوے اور ایک عمدہ مثل کے پیر
 میں نہایت توضیح سے بیان کیا ہے کہ خلاف شریعت مصطفویہ کے اعمال
 و مجاہدات و مکاشفات سب شیطانی حرکات سے ہیں خسر الدنیا و
 الآخرۃ صفحہ ۸۸ مکتوب ۱۱۷ میں مجدد صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
 رکن نجات سہ است اول صحیح اعتقاد یعنی عقیدہ اوسکا موافق صحیح
 عقیدہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے ہو۔ دوم علم مع عمل باحکام ملت
 سوم تصفیہ قلب یعنی اصلاح قلب بطریق صوفیہ و جوہ این رکن اخیر
 استحضانی ست بخلاف رکنین سابقین چہ اصل اسلام مربوط باین دو
 رکن است و کمال اسلام منوط بآن یک رکن و عملی کہ مخالف این ارکان
 ملت است اگرچہ از جنس ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ باشد داخل
 مصیبت باشد و نا فرمانی و ناسپاسی منعم علی سلطانہ برآہمہ ہست و

و فلاسفہ یونان در ریاضات و مجاہدات خود معاف نہداشتہ اند اما آئین
 ریاضات چون بر وفق شرائع انبیاء علیہم السلام واقع شدہ اند مردود
 و از نجات اخروی بے نصیب فعلیکم بمتابعۃ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم۔ مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ
 الرحمۃ مکتوب صبی کو مکتوب ۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ہر کہ در طلب این راہ
 بود باید کہ سرمایہ از شریعت سازد تا از شریعت در طریقت راہ یابد و
 چون در طریقت راہ یافت از طریقت بحقیقت قدم تواند نہاد و ہر کہ
 ہنوز شریعت نہ دانستہ است ویرا با طریقت کجا ملاقات و ہر کہ با طریقت
 ہنوز ملاقات نیست آن بیچارہ را با حقیقت چہ گذر و چہ کار از بیجاہ است
 کہ ہیچگونہ رخصت نہاداند کہ کسے بنادانی بے معرفت و بے شریعت درین راہ
 قدم نہد کہ بیم ہلاکت باشد و ہیچ جاے نرسد اگر مجاہدہ و رنجے کورانہ
 و جاہلانہ بر خود نہد و از ان چیزے نمودار بود چندان غرور و جہل
 و پندار و حق دروے پدید آید کہ ایمان ہم بباد دہد و در حوال شیطان گرفتار
 گردد الخ۔ ائمہ صوفیہ کرام نے جاہل کے ولی اللہ ہونے سے سخت انکار
 کیا ہی سیدنا مخدوم صاحب بہاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وبالقطع واجب
 بدانند کہ خداوند تعالیٰ را ہیچ ولی جاہل نبودہ است ما اتخذ اللہ ولیاً
 جاہلاً گفتہ مشائخ بہت و در قرآن باین اشارت بہت یعنی مخدوم
 الملک علیہ الرحمۃ جاہل کے ولی اللہ نہیں ہونے کی دلیل قرآن سے پیش
 کرتے ہیں ولہ یکن لہ ولی من الذل ذلت کو اللہ تعالیٰ دوست

نہیں رکھتا ہے اور نفس جہالت ہی اصل ذلت ہے سب دولتوں سے بڑھ کر
 بغیر شمع علم کے اس راہ میں چلنا اور راہ گم کرنا ایک ہی بات ہے سب راہی
 علم است کہ ہر چہ است بنماید ازو و ہر عقدہ کہ مشکل است بکشاید ازو و
 غیر از تصنیف نیک دیگر نبود و کاریکہ پس از تو کار نما آید ازو و
 بالفعل جاہل صوفی بنکر کے تصوف کو بدنام کرتے ہیں۔
 حق یہ ہے کہ نہ کوئی اب صوفی ہے نہ کوئی متصوف ہے الا ما اشار الیہ
 حالی نے خوب کہا ہے ۵

بہت لوگ پیر و مکی اولاد بن کر ہنہن ذات والاہین کچھ جگہ جو ہر
 بڑا فخر ہے جنگولے دیکے اسپرہ کہ تھے ان کے اسلاف مقبول ناو
 کرشمے ہن جا جا کے جھوٹے دکھاتے و مریدون کو ہن لوٹے اور کھاتے

دیگر

یہ ہن جادہ پیما سے راہ طریقت و مقام انکا ہے پورا سے شریعت
 انہین پر ہی ختم آج کشف و کرامت و انہین کے ہی قبضہ میں بند و مکی قسمت
 یہی ہن مراد اور یہی ہن مرید و یہی ہن جنسید اور یہی بایزید اب
 ایسے ہی جاہل مولوی جن کو صرف پابندی رسم کے سبوا تحقیق دین
 و مذہب سے کوئی علاقہ نہیں ہے اندھون کے طور پر عمل کرتے جاتے
 ہن نہ ماخذ نہ مصدر مسائل کو خیال کرتے ہن اور نہ دیدہ و دانستہ
 خلاف سنت پر عمل کرنے کی شامت بٹھتے پڑتے ہن۔ جس مسئلہ
 اجتہاد یہ کے خلاف قول و فعل رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم

کا موجود ہے پس اجتہاد یہ مسئلہ پر عمل کرنے کے کیا معنی ہیں سارے
 مجتہدین علیہم السلام الرضوان کا قول ہے کہ جب حدیث صحیح ہو چکا
 تو وہی ہمارا مذہب ہے۔ اور ایسے ہی جاہل اہل حدیث کہ سیوے
 آئین بالجمہر و رفع الیدین وغیرہ وغیرہ مسائل کے اور کسی سنت یا فطر
 میں ویسا تشدد بالعمل اور نکتہ نہیں ہے حالانکہ بہت سی سنتیں مردہ
 ہیں جس پر صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہے وہ اب متروک ہیں
 نہ ماند گرمی سنت بدوستان نوابہ خیال آنکہ ازین انجمن کفارہ کفر
 ہر فریق کے عوام کی حالت یہی ہے اور خواص ہر صنف کے اچھے
 ہیں یعنی اللہ والے لوگ ہیں پھر وہاں نہ کوئی جھگڑا ہے نہ کسی قسم
 کی لڑائی ہے نہ شیخی ہے نہ تکبر نہ حجت ہے نہ ہٹ دھرمی۔ ہر ایک کا
 حزن و مصفاۃ رخ و ماکدہ پر عمل ہے۔

شرک کی مذمت سے قرآن شریف مملو ہے۔ جاہل جو شرک میں مبتلا ہے
 وہ اولیاء اللہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسے معاذ مت شرک کیجیو اگرچہ
 جلا یا جائے تو یا پھانسی دیا جاوے تو۔ فرمایا نجاوے گا جنت میں
 مگر نفس مسلمان رواہ احمد و مسلم و ابوداؤد۔ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ اسے ابن عوف سوار ہوا اپنے گھوڑے پر پھر پکار دے
 کہ حلال نہیں جنت مگر واسطے مومن کے روایت کیا ہے ابوداؤد نے
 سنن اربعہ کا لفظ ہے جو کوئی پھر جاوے طریقہ اسلام سے اسکو قتل

کروا سیطرح ہزاروں حدیثیں کتب صحاح ستہ و مسانید میں ہیں
 کہ جس سے ثابت ہے کہ جس شخص کا خاتمہ شرک پر ہوا او سپر
 جنت حرام ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ مشرکین عذاب کے وقت
 کہیں گے کہ زمین بھر سونا لیا جائے اور مجھے بخش دیا جائے تاہم بخشے
 نہیں جاویں گے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاٰمَنُوْا وَاُوْھِمُ کُفٰرًا فَلَنْ یَّقْبَلَ
 مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلًا وَاُولٰٓئِکَ اَرْضُ ذٰھِبًا وَاُولٰٓئِکَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ
 عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَاُولٰٓئِکَ مِنْ نَّاصِرِیْنَ جو لوگ منکر ہوئے مان کر
 پھر بڑھتے رہے انکار میں ہرگز قبول نہیں ہوگی او سکی توبہ وہی بہن
 راہ بھولے جو لوگ منکر ہو گئے اور مر گئے حالت انکار ہی پر تو ہرگز
 قبول نہیں ہوگا ایسے کسی سے زمین بھر سونا اگر بدلا دے۔ اونکو
 دکھ کی مار ہے اونکا کوئی مددگار نہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ
 کو اللہ کے سامنے لا دیں گے اللہ فرما دے گا تو نے اپنی جگہ کیسی پائی۔
 کہے گا بہت بُری جگہ ہے۔ اللہ حکم فرمائے گا کہ تو زمین بھر سونا دیکر اپنے
 کو بخشوانا چاہتا ہے وہ کہے گا ہاں اللہ فرما دے گا تو کاذب ہے میں نے
 اس سے بھی کمتر و سہل بات تجھ سے مانگی تھی تو نے نہ کی اور وہ کتاب
 اللہ و سنت رسول اللہ پر چلنا ہے پھر حکم خدا او سکودورخ میں
 لے جاویں گے۔ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک جیسے امام ابو حنیفہ
 میں سارے اعمال و افعال مشرک و کفر کے باطل ہو جاتے ہیں قصار
 عمل واجب کی او سپر لازم آجاتی ہے اصحاب امام ابو حنیفہ نے

بیان میں مشرکین کے بہت توسیع کی ہے اور ائمہ مذاہب کے
اس باب میں زیادہ مبالغہ کیا ہے وہ اسکے بھی قائل ہیں کہ مشرکین
و کفر کی ساری نیکیاں باطل ہو جاتی ہیں اور جو رواؤں کی اوپر
بائیں ہو جاتی ہے پھر ایسا شخص جب سرے سے مسلمان ہی نہیں
تو ولی اللہ - ایرار - ابدال - قطب - غوث - صوفی کامل ہونا تو فضل ہی
ایمان پر کیونکر ہو سکتا ہے ۵ تو کارزین رانکو ساختی نکہ بر
آسمان نیز پر داحتی ۶

مسلمان با ادب کو لازم ہے کہ ایسے کفر و شرک کے کرنے والے انھیں
کو ولی اللہ نہ کہیں چاہے بظاہر مسلمان ہو یا مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہو
یا مسلمان کہلاتا ہو نفس الامر میں ایسا شخص خدا کا دوست نہیں ہے
کسی اور کا دوست ہو مجھے خود بخود چمکے اسیوں کو ولی اللہ کہنے سے کہیں
اعمال میں رخصت نہ پڑے اللھم احفظنا جیسے اولیاء اللہ کو اولیاء
اللہ نہ جاننا سخت گناہ ہو اور سیطرہ عدو اللہ کو اولیاء اللہ کہنا سخت
عصیان و بے ادبی کی بات ہو صریح گمراہی مراتب نہ کتنی زندیقی +

لغوی موحیدین بھی ولی اللہ نہیں ہو سکتے ہیں

رہے وہ لوگ جو صرف اللہ کو ایک جانتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی رسالت کے مصدق نہیں ہیں اور حضرت کو نبی صادق نہیں جانتے
ہیں - یا وہ فلسفی کہ جو عقل اول سے وجود دنیا کے قائل ہیں اور وہ حکماء

یونان و حکماء مجوس کہ جو ستارے و آتش کی پرستش کرتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں کیونکہ توحید شرعی اور ایمان صحیح میں تصدیق رست ضروری ہے۔ اگرچہ یہ حکماء بڑے مرتاض تھے مثل سقراط فیثاغورس حکلیما نوس۔ ارسطو وغیرہ کے کہ ان کی بات مثل وحی المنزل من السماء کے یونان میں مانی جاتی تھی۔ اور بھی ہزار ہا خرق عادات ان لوگوں سے صادر ہوئے ہیں اور یونان کی ایک بہت بڑی جماعت انکو اولیاء اللہ ہی کہتی تھی۔ بلکہ بعض جماعت ان کے فرشتہ آسمانی ہونے کے قائل تھی اور بھی حکماء ہند و فقرائے ہند کہ پہاڑوں میں رہتے ہیں اور بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں اور بھی مثل دیوجا کلبی سوتون۔ زیتون اکبر۔ فلوٹرخیس۔ بطلیموس۔ ثالیس بالٹی ذی مقرطیس۔ اسخیلوس۔ جالینوس۔ اومیرس وغیرہ حکماء اشراقین و مشائین نے یونان اور دیگر بلاد و امصار میں وہ نشو و نما پیدا کی اور اتنے زہد و فضل و کمال کے اشخاص ہوئے اس قدر خرق عادات ان لوگوں سے صادر ہوئے کہ شمار ناممکن ہی اور صرف رعایت قواعد و مراعات اصول علمیہ سے عالم اسباب کے درمیان میں ان لوگوں سے وہ وہ باتیں صادر ہوئیں کہ جہلا اور نادانستہ لوگ خرق عادات ہی شمار کرتے تھے۔ انکے فضائل علمیہ و کمالات کسبہ و معلومات اشراقیہ کو دیکھ کر عقل حیران تھی اور اب ان کا تذکرہ سن کر لوگ شش کرتے ہیں کہ ایسے بھی بنی آدم ہوتے ہیں لاکن چونکہ یہ لوگ حضرت علیؑ

علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی وقت کے پیرو نہ تھے اور ادا مرو
 نواہی کی اونکے تابعداری نہیں کرتے تھے بدین وجہ ان کو سر سے
 مومن ہی نہیں کہہ سکتے ہیں ولی اللہ ہوتا تو او سپر زیادتی و فضل
 ہے۔ یہ لوگ علم نجوم و رمل و کہانت و سحر و جفر وغیرہ میں بڑے
 مشاق تھے۔ ان کے خرق عادات ساحرون و کاہنون کے سے
 سے تھے ان کے پاس شیاطین آتے تھے اور اکثر اسور کا سنہ کی خبر
 دیتے تھے اور حفظہ ما تقدم کی تہیرین بتلاتے تھے۔ قرآن میں
 عَلَّ أَنْبِئَكُمْ عَلَىٰ هَٰذَا تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ
 كُلِّ أَفَّاكَ أَثِيمٍ سورہ شعراء میں ہے۔ کیا بتلاؤں میں
 اوپر کسکے اوڑتے ہیں شیاطین اوڑتے ہیں شیطان اوپر چھوٹے
 گنہگار کے۔ جو خدا کے احکام سے اعراض کرتا ہو وہ شیاطین کے
 پھندے میں پڑتا ہے ومن یعش عَن ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقِضْ
 لَهُ شَیْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِیْنٌ فرمایا اللہ صاحب نے جو شہ بھیرے
 اللہ کے ذکر سے یعنی کتاب اللہ و احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے مقرر کرتے ہیں ہم اوسکے لئے شیطان پس وہ اوسکا دوست
 علامہ بغوی نے معالم التنزیل میں تحت اس آیت کے بیان کیا ہے
 کہ خلف و سلف کا اتفاق ہے کہ ذکر سے مراد قرآن اور احکام و احادیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں و ہذا ذکر مبارک
 انزلناہ افا انتم لہ منکرون اللہ صاحب فرماتا ہے کہ یہ ذکر ہے

برکت والا داتا رہا ہے ہم نے اس کو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو۔
 اہل علم نے کہا ہے کہ ذکر سے مراد احکام شریعت، مہین جو بذریعہ
 وحی نبوی صلوٰۃ کے پاس بھیجے گئے ہیں آئین قرآن و حدیث دونوں
 داخل ہیں چنانچہ فتح البیان میں اس کی تصریح ہے۔ ومن
 اعرض عن ذکرہ فان له معيشة ضنكا و محشرة يوم القيامة
 اے اللہ جل جلالہ فرماتا ہے جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو
 اس کو ملتی ہے گزران تنگی سے اور اوٹھا دین گے ہم دن قیامت
 کے اندھا۔ قتادہ کا مذہب یہ کہ ذکر سے مراد یہاں نماز ہے۔ اور بعض
 تابعی کا مسلک یہ کہ ذکر سے تمام احکام شریعت کی طرف اشارہ
 ہے۔ ایاہا کان کچھ ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بتائے ہوئے احکام کے خلاف عمل کرے اور اس سے اعراض
 دیدہ و دانستہ کرے اس کی عاقبت خراب اور ٹھکانا دوزخ ہے۔
 سورۃ جن میں ہي مَن يَعْزِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ سَلَسَلْ
 عَذَابًا صَعَدًا جو اعراض کرے میرے قرآن و حدیث پر
 عمل کرنے سے پٹھا دین گے اس کو چڑھتے عذاب میں۔

سحر و کہانت و اولی اللہ نہیں ہو سکتے

اور انھیں حکما رکے سے ہیں بعض نام کے مسلمان جو سحر و کہانت
 ریل سے لوگوں کو اپنا معقد بناتے ہیں اور سفلی عملوں کے گلچھڑے

اوڑاتے ہیں اور انھیں علوم سے شعبہ بازیان کر کے مخلوق خدا
 کے سادے دل کو اپنی طرف رجوع کرتے ہیں ایسے لوگوں کو بھی
 اسی شیطان کی پیروی سے کام ہے پھر کوئی انکی ظاہری وجہات
 دیکھ کر یعنی ان کی طرف ہزاروں مخلوق خدا کو رجوع ہوتا پاکر کہے
 انکو ولی اللہ کہے تو وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں وہ منتر و مین و
 غیر خدا کی دیتے ہیں اور سارے شعبہ کے کاموں میں شیطان
 ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ شیاطین کے پاس خاطر سے نجس و ناپاک
 رہتے ہیں جھک مارتے ہیں گہ کھاتے ہیں بھرا ب چڑھاتے ہیں۔
 ایسے شیخہ شرک کرنے والے ولی اللہ کیونکر ہو سکتے ہیں۔ حلو خورد
 راروسے باید۔ ایسوں کو اولیاء اللہ کہنا سخت بے ادبی ہے
 اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ ایسوں کو
 ولی اللہ کہنا گویا اولیاء اللہ کی سچو کرنی ہے۔ جب سحر کرنے والوں
 اور کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانا اور انکی باتوں کی تصدیق
 کرنی کفر ہے تو اے بر حال او کے جو خود کرتا ہے وہ خدا جانے
 کس مرتبہ کا مشرک و کافر ہے صحیح مسلم میں ہے حضرت حفصہ رضی
 اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جو کوئی جاوے کسی خبرین بتانے والے کے پاس پھر پوچھے
 اس سے کچھ تو سنیں مقبول ہوتی او سکی نماز چالیس دن کیونکہ
 او سنے شرک کیا اور شرک سب عبادتوں کے نور کو کھو دیتا ہی

رزین نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے کہا کہ فرمایا رسول مقبول صلی
 اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے سیکھی کوئی بات نجوم و کمانت
 کی سیو اسے اوسکے کہ بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تو سیکھی
 اوس نے ایک راہ جادو کی۔ نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر
 ہے اور جادوگر کافر ہے۔ برہمن جیسا جنون سے پوچھ پوچھ کر غیب
 کی باتیں بتاتا ہے جسکو عربی زبان میں کاہن کہتے ہیں اوسے طرح
 نجومی بھی ستارہ کی تاثیر دین اور اوسکی گردش کے حساب سے
 آئندہ کی خبر دیتا ہے تو نجومی و کاہن کی راہیں ایک ٹھہرین جنون
 سے دوستی اسی طرح پیدا ہوتی ہے کہ اونکی دو باہمی دیجئے اوسکو
 مانئے بھوگ دیجئے۔ اہل علم نے آیت وَقَالَ كُفِرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ
 الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا وَيَعْلَمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ لَأَيَّةٍ مِنْ رَبِّهِ
 کیا ہے کہ سیکھنا سحر کا کفر ہے۔ حدیث عبد اللہ میں آیا ہے کہ جو کوئی
 آیا پاس کسی کاہن یا ساحر کے پھر سچا کہا اوسکو اوسکی بات
 میں تو کفر کیا اوسنے ساتھ قرآن کے رواہ البزار باسناد صحیح
 اور حاکم نے کہا ہے کہ اوسکی سند صحیح ہے۔ ابن عباس مجاہد
 و سدی نے کہا کہ جادوگر نفع آخرت سے بے نصیب ہیں جس بھری
 نے کہا جادوگر بد دین ہیں و لَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَآتَقُوا كَلِمَةَ
 سے ساحر کے کافر ہونے پر استدلال کیا ہے امام احمد اور ایک جماعت سلف
 کا یہی قول ہے۔ بعض نے کہا کافر نہیں ہوتا ہے لیکن حد اوسکی یہ ہے کہ گردن

مارین یہ قول شافعی کا ہے۔ امام رازی نے معتزلہ سے نقل کیا ہے کہ وہ منکر ہیں
 وجود سحر کے بلکہ معتقد وجود سحر کو کافر کہہ دیتے ہیں۔ ہاں اہل سنت و جماعت
 کے نزدیک اور جانا ساحر کا ہوا میں آدمی کو گدھا بنا دینا گدھے کو انسان
 کر دیکھنا ناجائز ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ ساحر جب اپنا منتر پڑھتا ہے اور کلمات
 معینہ کہتا ہے تو اس وقت اللہ اس چیز کو پیدا کر دیتا ہے یہ بات نہیں ہے
 کہ موثر اس کام میں فلک یا نجوم ہوں جسطرح فلاسفہ و مجتہدین و صابین
 کہتے ہیں۔ ابن کثیر نے ابو عبد اللہ رازی سے سچو کہ کتاب ستر مکتوم کے آئینہ
 قسین سحر کی نقل کی ہیں اور ہر ایک قسم کی متعدد قسمین۔ ابن کثیر نے کتاب
 الاشراف علی مذاہب الاشراف تالیف وزیر بن ہبیرہ سے یہ روایت کی ہے کہ
 سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ سحر کی حقیقت ہے مگر امام ابو حنیفہ رحمہ سحر کو
 بے حقیقت کہتے ہیں۔ ہاں سیکھنا سحر کا سو امام ابو حنیفہ و مالک و احمد کا یہ مذاہب
 کہ ساحر کافر ہو جاتا ہے پھر نزدیک مالک و احمد رحمہ کے بجز دفع و استعمال کے
 لائق قتل کے ٹھہرتا ہے اور نزدیک شافعی کے فی الفور مارنے کی کچھ ضرورت
 نہیں ہے جب مکرر سہ کر رہے کام کرے تو مارا جاوے۔ یہی بات کہ ساحر
 کی تو یہ قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ شافعی کہتے ہیں قبول نہیں ہوتی ہے۔ باقی
 تین امام قبول ہونا بتلاتے ہیں۔ پھر جب کہ ساحر و کانہن وغیرہ کاموں
 مسلمان ہونا یقینی طور پر شریعت سے ثابت نہیں ہے تو ولی اللہ ہونے کی نسبت
 ایسوں کی طرف کرنی خدا کے پیار سے بندے اولیاء و نذر ظلم نہیں ہے تو کیا
 مگر پھر بھی آؤ ائیں۔ روحانیات۔ اعمال سفلی کر نیوالوں۔ ہزار و کہانت جاننے والوں

سے خرق عادات کثیر وقوع میں آوین تو کچھ بعید نہیں ہے۔

خرق عادات کا کسی سے ظاہر ہونا اوسکے ولی اللہ ہونے کی دلیل
نہیں ہو سکتی ہے۔

ترجمان الفرقان میں تحت آیت **وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا** کے قریبی
سے نقل کیا ہے کہ اہل علم کا قول ہے کہ جس کسی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے کرات
و خوارق عادات کو ظاہر کیا اور وہ نبی نہیں ہے تو یہ کچھ دلیل اوس شخص کی ولایت
پر نہیں ہو سکتی ہے جس طرح بعض صوفیہ و رافضیہ نے خیال کیا ہے۔ پھر کہا کہ ہم یقین
نہیں کر سکتے کہ ایسا شخص اللہ سے باایمان ہو کر ملیگا یا نہ ولی باایمان ملتا ہے۔
علامہ ابن کثیر نے کہا کہ کبھی خرق عادات ہاتھ پر فاجر کافر مشرک مرتد کے بھی ظاہر
ہو سکتا ہے۔ دیکھو ابن صیاد نے ہوالدخ کہا جب کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیت کو پوشیدہ رکھا یوم تاتی السعاء بعد خان مبین اس طرح
جب اوسکو غصہ آتا تو اتنا پھول جاتا کہ رستہ بھر جاتا ابن عمر نے اسی امر پر اوسکو
مارا تھا۔ احادیث میں کیا کچھ خوارق عادات دجال کے نہیں آتے ہیں جیسے آسمان
سے پانی برسنا زمین کا خزانہ ہمراہ لئے پھرنا ایک جوان کو مار جیلانا۔ شافعی لہیث
بن سعد رحمہ نے کہا ہے جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ پانی پر چلتا ہے ہو امین اوڑتا ہے تو دیکھو
نہ کھاؤ جب تک کہ اوسکے کام کو کتاب و سنت پر عرض نہ کر لو۔ یمن کہتا ہوں ہوا
پر بارز کو تیرا ڈرتے ہیں۔ پانی پر کتے وغیرہ حیوان چلے جاتے ہیں اس میں کیا فخر
ہوا۔ اللہ نے انسان کو اکرم مخلوقات اشرف کائنات بنایا ہے اسکا فخر یہ نہیں ہے
کہ پانی پر چلے یا ہوا پر اوڑے اسکا شرف تو یہ ہے کہ بندگی کا پورا پورا حق ادا کرے

غور و فکر کی ہوا بھی لگنے نہ دے نعلین کی طرح خاکسار بنے دستار کی طرح صاحب
 نخوت نہ ہوا نہ تھے۔ فرقان مین علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ مثل کراستہ
 و معجزہ کے استدراج بھی ہے کہ جو ہاتھ پر بے ایمان مشرک کافر کے نہ درموت
 اسپر تمام اہل صوفیہ و اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے جو شک کرے وہ مسلمان
 نہیں یہ ایک اجمالی مسئلہ ہے فرعون نے چار سو سال کی عمر پائی کہ اس درمیان
 میں کبھی زکام میں بھی مبتلا نہ ہوا۔ اور پانی اوسکے بالا خانے کے قریب تھا
 جسوقت چاہتا بلند ہو جاتا۔ اور جب چاہتا اپنے مقام پر پانی پہنچ جاتا۔
 و جمال کے داچنے بائیں دو پہاڑ میں لگا ایک پر اسباب عذاب ایک پر سبب
 انعام ہوا و سپر ایمان لاویگا اوسکو انعام سے مالا مال کر دیگا۔ ہر طرح حکمی عافیت
 میں اوسکو رکھیگا۔ اور جو اوسکا انکار کرے گا اوسکو گوناگون عذاب سے تکلیف
 دیگا۔ ایک شخص مردہ کو زندہ کرے گا۔ ماہر نکات قرآنی سیدنا محمد و آلہ
 علیہ الرحمۃ مکتوبہ، ۱۰ صفحہ ۱۳۸ میں فرماتے ہیں کہ (ترجمہ) ظہور خوارق شرط
 ولایت سے نہیں ہے اور کثرت سے خوارق عادات کا کسی سے ظاہر ہونا مرتبہ
 ولایت میں اوسکے افضلیت کی دلیل نہیں۔ متاخرین اولیاء اللہ رحمہم اللہ
 سے ظہور خوارق کا بہت ہوا ہے اور صحابہ سے بہت کم ظہور میں آئے ہیں
 حالانکہ ادنیٰ درجہ کے صحابہ اچھے درجے کے اولیاء اللہ سے باعتبار تقرب
 و ولایت کے برتر ہاڑھے ہوئے ہیں۔ آسمان و زمین کا فرق ہے۔ قاضی
 شمس الدین صاحب پانی پتی لکھتے ہیں کہ خرق عادت کا ظاہر ہونا ولی اللہ
 ہونیکے لئے لازم نہیں ہے بعضے اشخاص اولیاء اللہ سے ہیں اور مقربین میں سے

درگاہ خدا کے ہیں اور اونسے خرق عادت ایک بھی ظاہر نہیں ہوئی ہے
جیسے بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرق عادت کا ہونا
مروی ہے نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فضیلت کثرت ثواب سے مقصور ہی خرق
عادت سے نہیں۔ خواری عادات میں حفظ نفسانی کو بڑی مدد ملتی ہے
اسی واسطے محدثین نے کرامات کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے اونکے مناقب کی فضل
میں بیان نہیں کی ہے بلکہ کرامات کے بیان میں باب علیحدہ لایا ہے۔
سید الطائفہ ابوالقاسم حمیدؒ سے تمام عمر میں صرف دس خواری ظہور میں آئے
ہیں صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تملوگون سے
کوئی کوہ اُحد کے برابر چاندی سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو برابر اس ایک
سیر جو یا آدم سیر جو کے نہیں ہوگا جو میرے صحابہ نے راہ خدا میں دیا ہے۔ محمد
صاحب علیہ الرحمۃ پیر سے اپنے روایت کرتے ہیں کہ شیخ محی الدین بن عربی نے
لکھا ہے کہ بعض اون اولیائوں سے جن سے کرامات و خرق عادات بہت
ظاہر ہوئے ہیں مرنے وقت اونھوں نے تمنا کی کہ کاش مجھ سے کرامات
ظہور میں نہ آتے۔ حضرت مولانا شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ جن سے
طریقہ سہروردیہ کا نظا ہے جو کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے پیر ہیں اونکا قول
ترجمہ عوارف المعارف میں یہ ہے۔ ہر کہ از طریق متابعت اور وے بگرداند
واحکام شریعت اور ابر خود واجب و لازم نداند ولی شیطان وعدو رحمن
بود و از جملہ زنادقہ و ملاحدہ خذلہم اللہ باشد و اگر از خواری عادت بروے
چیزے ظاہر شود باید کہ آنرا مکرو استدراج خوانند نہ کرامات۔ فرعون وقتے

باقی اس کتاب میں ہے

برکنار نیل مہر میرفت ہر گاہ کہ روان شد سے نیل با اور روان شد سے و چون
 بایستاد سے نیل با و بایستاد و شک نیست کہ آن نہ از جملہ کرامات بود
 اگرچہ اوراد قوم اورا چنان می نمود کہ آن محض قدرت و عین اعجاز است
 بلکہ مکر الہی بود تا او در کفر خود ہر روز راسخ تر شود و از قبول ایمان دور تر
 گردد اما اولیا و صدیقان را برکت متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 ممکن است کہ بعضی از حواری عادات مکشوف شود و آن کرامات الہی بود
 در حق ایشان تا بدان واسطہ یقین ایشان بادت گردد و لازم نیست کہ ہر کہ ولی مصدق بود نشان صحت
 حال ظہور کرامت باشد مجد و الف ثانی علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ باقی باللہ
 علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے تھے
 کہ احوال و مواجد کہ از اسباب نامشروعہ مترتب شوند تر و فقیر از قبیل سداب
 است چہ آنرا نیز احوال و اذواق دست میدہد و کشف و توحید و مکاشفہ و معاینہ
 کہ در مریایہ صور عالم بظہوری آید حکما سے جوگیہ یونان و براہمنہ ہند و درین
 معنی شریک اند علامت صدق موافق علوم شرعیہ است با اجتناب از امور محرّمہ
 و شبہتہ انتہی مافی الانفاس الاکابر و انوار الضمائر مصنف مولانا محمد نعیم اللہ
 نقشبندی - اور بھی اسی کتاب میں حضرت مرزا مظہر جانجانا علیہ الرحمۃ
 سے نقل کرتے ہیں کہ فرماتے تھے کہ طریقہ ماعرودۃ الوثقے است چنگ
 در ذیل متابعت محمد مصطفیٰ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم زدن است و اقمہا بانا
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کم دن و درین طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است اما ترقا
 متابعت کار سے بزرگ است ہر کہ از طریقہ مارو سے بگزد اند خطر دین دارد و مولانا

یعقوب چرخي رضى الله عنه در رساله انسیه از حضرت بزرگ رضا نقل می کند که
 گفتند حضورى و ذوقى که در ذکر بلند و سماع حاصل میشود دوام ندارد - بحضرت خواجه
 بزرگ قدس سره از احوال و مکاشفات پرسیدند فرمودند که همه در تحت کلمه لا الهی
 الا الله ایم دیگر آنکه هر تجلی که رحمت جل شانیه کند شیطان را نیز قوتی داده اند که بهمان
 تجلی متجلی شود و تمیز میان تجلیات رحمانی و شیطانی بغایت دشوار است پس بفرمود
 طریقه اختیار کرده اند که از اینها هیچ ظاهر نشود و یقین است که مقصود حقیقی جز آن
 نیست که از یاد همه چیز بیزار شده بحق سبحی نه و تعالی بندگی مشغول شود که هر چند حضور و
 احکامی را از خود دور کنند توان این فائده جلیله از مقامات حضرت خواجه احرار رضا
 حضرت شیخ ابوطالب یکی صاحب قوه القلوب در معنی ولایت فرموده که ولی
 کسی است که عارف باشد بذات و صفات حضرت سبحانه و تعالی بقدر طاقت
 بشری و عرفان آنکه بر طاعت و عبادت صوری و معنوی ملازم باشد با و از معاصی ظاهر
 و باطن محترز و ظهور کرامات و خوارق عادات شرط ولایت نیست بلکه قدرت
 بآن هم شرط نیست و عصمت شرط ولایت نیست اما ولی محفوظ است چنانچه نبی و رسول
 معصوم اند صلی الله علیه و آله و سلم - خواجه ابو بکر و راق قدس سره گفت که صاحب
 استقامت باش صاحب کرامت که نفس تو کرامت خواهد و خدا استقامت - بهم
 گفته ولی آن بود که از حال خود فانی شود و بمشاهده حق باقی - و حضرت ایشان
 منظر عالم رضى الله عنه همدرین معنی در مکتوبی می نویسد بآقومی آرام که مراد از
 ظهور آثار کمال اگر استقامت است که فوق کرامت است پس این معنی خود در آقویا
 این طریقه بقوت ظاهر میگردد و معفرا را اعتبار کند و اگر مقصود از آثار صدور خرق

عادات و مکاشفات بہت کہ منظور عوام بہت پس این مقدمات باجماع صوفیہ نہ
 شرائط ولایت اندونہ لوازم آن۔ ایک دوسرے طولانی مکتوب میں مرزا صاحب
 کے وارد ہی خلاصہ ادسکایہ ہی کہ اللہ نے بناے حُب و رضا کو اپنے جو جمیع صوفیوں
 طرق کا مقصود ہی اور اتباع حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کی ہے۔
 قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی يحببکم الله اور علم احسان یعنی تصوف
 کی تعریف میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہی ان تعبدوا ربکم فانکم
 لتراہ مکاشفات خرق عادات اطلاع مغیبات احوال و مواجید نہ ولایت میں
 ضروری چیز ہیں اور نبی ولی اللہ ہونے کیلئے شرط ہیں اور بصورت ظہور خرق عادات
 کے زیادتی تراتب بھی متصور نہیں ہی فافہم۔ مجدد و صاحب علیہ الرحمۃ مکتوب ۹۲
 جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ ظہور خوارق کمال شرط ولایت نیست چنانچہ علما مکلف
 بحصول خوارق نیستند اولیائے رب ظہور خوارق مکلف نیستند چہ ولایت از قرب الہی
 است جل ساطع کہ بعد از نیان ماسوس باولیا خود کرامت میفرماید شخصے را این
 قرب عطا فرماید و از احوال مغیبات مخلوقات ہیج اطلاع نہ ہند۔ و شخصے دیگر باشد کہ
 اور اہم این قرب دہند و ہم اطلاع بر مغیبات نہ ہند۔ و شخصے ثالث را از قرب
 ہیج نہ ہند و اطلاع بر مغیبات نہ ہند۔ شخصے ثالث از اہل استدراج بہت و صفا
 نفس اور اکثف مغیبات مبتلا ساختہ بہت و ذر ضلالت انداختہ کہ یہ محسوس
 انہم علی شئ الا انہم ہما الذیون استحقوا علیہم الشیطان
 فانہم ذکر اللہ او ذلک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان
 ہم الخاسرون نشان حال شان بہت۔ و شخصے اول و ثانی کہ بدولت قرب

مشرف انداز اولیاء کشف مغیبات نہ در ولایت شان می افزاید و عدم کشف آن با
 نہ در ولایت شان نقصان می آرد۔ و تفاوت آنها باعتبار درجات قرب است الی آخر
 یہ مکتوب نہایت طویل ہی اسمین نہایت شد و مد سے لکھا ہی اور اعتراضات کا جواب
 بھی دیا ہی اور انبیاء و ان کے لئے معجزہ خرق عادات کو ضروری بتلایا ہی اور اس
 غلطی کو بھی لکھا ہی کہ بہت سے لوگ دنیا دار صرف کشف خرق عادات سے لوگوں
 کو اہل تہ عارف باللہ کہتے ہیں و حاشا کہ وہ اہل اللہ ہیں۔ ای بسا اہلین
 آدم رو سے ہست پس بہر دستے بناید اد دست۔ آپنے وصیت نامہ میں قاضی
 ثناء اللہ صاحب علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ہرگز وہر آئینہ بے سمجھے بوجھے اس زمانے
 کے مشائخ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دنیا چاہئے اور ان سے مرید نہیں ہونا چاہئے کیونکہ
 بعضوں کو رسم غلو ہی اور امور رسمیکہ کا کچھ اعتبار نہیں آو بعض انہیں کلمات فروش ہیں
 الاما شاء اللہ کہ طلسم اور شعبہ اور نیرنج کو کرامت سمجھتے ہیں۔ بعد اسکے علم دل
 علم نجوم فن کہانت۔ باب طلسم۔ اعمال جوگ کو بیان کیا ہی کہ ان علوم کے ذریعہ ہی
 خلاف عادات امور ظہور میں آتے ہیں اور دلوں کی بات پر اطلاع ہو جاتی ہے
 اور واقعات آئندہ کا انکشاف ہو جاتا۔ نجوم دل لکھ کر رہتے ہیں اور جدول کھینچتے ہیں دل والے بھی رائج کے
 محتاج ہیں۔ اور کہانت دل یعنی برہن کبھی تو شیاطین کی مدد سے کام چلا میں ج
 لوگوں پر جاتے ہیں۔ اور کبھی اور طریقہ سے طلسم و اقواس کو اکب سے
 صورت پیدا کرتے ہیں۔ اعمال جوگ واسے الگ اپنے کرتب میں یگانہ روزگار ہیں
 کسی کو مسخر کر لیتے ہیں۔ اور بعضوں میں عداوت و اتفاقی کر دیتے ہیں۔
 اگر انھیں امور پر ولایت موقوف ہوگی تو شفقی و سعید میں امتیاز غیر ممکن و دشوار ہے

مخدوم الملک لانا شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحم مکتوب دہم میں ارشاد
 فرماتے ہیں۔ اما اتفاق کردہ اندیشہ این طائفہ و جملہ اہل سنت و جماعت بدانکہ
 روا باشد کہ فعلی ناقض عادت مانند معجزہ انبیاء و کرامت اولیا پدید آید بر دست
 کافر و کسی را اندر کذب و سفسطہ شک نیفتد و این چنان بود کہ فرعون چار صد
 سال عمر یافت کہ و س را اندران میان پہنچ بیماری نبود و آب از پس و بیا لابر شد
 چون او بایستاد آب ایستاد چون او برفت آب برفت پہنچ عاقل را ایضا شبہ
 نیفتد در انکہ او دعویٰ خدائی میکرد زیرا کہ ہمہ عقلا مقرر اند۔ بعدہ چند سطر کے بعد
 فرماتے ہیں۔ خبر داده است کہ اندر آخر الزمان دجال خواہد آمد و دعویٰ خدائی
 خواہد کرد و کوہ آگیندیکے بر راست و ویکے بر چپ و میرود این کوہ کہ بر است
 و سے بود جایگاہ نعیم بود و آنکہ بر چپ و سے بود جایگاہ عذاب بود گوید این بہشت
 است و این دوزخ ہر کہ بر من ایمان آورد اورا اندرین بہشت اندازم و ہر کہ
 بر من ایمان نہاورد اورا اندرین دوزخ عذاب کنم حق تعالیٰ بدست ویکے را
 میراند ویکے را بزیاند۔ این ہمہ کہ یاد کردم مانند معجزہ و کرامات است و حق تعالیٰ
 ہمہ مرد شمن را بدہ از بہر آنکہ این جاشبہ نیفتد و ہر کہ بہشت داند ہر کہ بر خر
 نشیند خدا سے بنود و اعور خدا سے بنود و خورندہ و خپندہ خدا سے بنود
 پس این است دراج باشد و مکر۔ و معنی است دراج آن بود کہ ایشان ہر چہ
 بے مروتی کنند ایشان را باستانی و ہمراہ گذارد تا در بے حرمتی و تمادی خویش
 ہلاک شوند چنانکہ با فرعون کرد و اگر مراد آب روان نکند سے از دعویٰ خدائی
 بازگشتے و معنی ہلاک مکر آن باشد کہ نجات نماید و ہلاک آرد غیر نماید و ذل

آرد ہرے نماید و ضلال آرد با اعدا صفت این باشد یعنی ہر گاہ کہ دشمن اچیزے
 ازین معنی نباشد ہمہ استدراج و مکر باشد پس این سہ گونہ باشد انبیاراد ہند
 اولیاد ہند اعداراد ہند اما انبیار معجزات باشد و اولیاد اگر امت باشد
 و اعدار مکر و استدراج باشد۔ چنانچہ قرآن میں اس مضمون کی آیتیں
 بہت ہیں لَا یَحْسِبَنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا اَنَّمَا مُلِیْ لَهُمْ خِیْرًا لِّنَفْسِهِمْ
 اِنَّمَا مُلِیْ لَهُمْ لُزْزًا دُوًّا اٰمَنًا فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُکِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا
 عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی اِذَا فِرْحُوْا بِمَا اَوْفَوْا اَخَذْنَا مِنْ
 بَغْتَةٍ فَادٰهُمْ مُمْلِسُوْنَ = سَسْتَدْرِیْجُهُمْ مِنْ حَیْثُ
 لَا یَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنْ کِیْدِیْ مَتِیْنٌ = اَیْحَسِبُوْنَ
 اَنَّمَا مَلَکَتْهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ لِّیَّ بَیْنِ سَکَرٍ لَّهُمْ فِی الْخِیْرٰتِ
 بَلْ کَیْشَعْرُوْنَ = ان چاروں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خلاف شرع
 کر نیوالے فاسق اور کافروں کو جو دنیا میں آرام سے رکھتا ہے۔ اس سے وہ یہ سمجھیں
 کہ اللہ کی رحمت انکے شامل حال ہی بلکہ اللہ کو یہ منظور ہو کہ اس آرام و عافیت
 میں رہ کر خدا کی یاد غافل مریں اور اونکا ٹھکانا دوزخ ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ صرف
 دنیاوی وجاہت بخرق عادت۔ کثرت مرید پر کسی کے قریب بہت کھاؤ اور ولی اللہ
 بخانہ بلکہ کتاب و سنت کی معیار سے اوسکو جانچ لو۔ بعد میں اس دعوے
 کے ثبوت میں مخدوم الملک رحمہ لے چند مثال اور چند روایت کو پیش کیا
 اوں میں سے ایک روایت یہ ہے۔ تا کیے از مشایخ چین آورده اند رحمتہ اللہ علیہ
 کہ بہت اندر عالم بسیارست یکے از بتان کرامت است تا کافر از ابا بت تعلق یو

اعدا باشند چون از بت رو بگردانند و بترا کنند اولیا گردند همچنین بت عارف
 کرامات است اگر با کرامت سکون گیرد محبوب گردد و از کرامات اعراض
 نماید و بترا کند مقرب و مکشوف بود۔ چهر پیرایہ میں اسرار کے لکھا ہی کہ جس نے
 کرامت پر تکیہ کیا گو یا دوست سے اعراض کیا اور غیر دوست کی طرف اقبال
 کیا اور یہ شان ولایت سے بعید ہو کر بقاء اللو کلائیۃ مع اکابر عن
 عن الحبیبۃ الاقبال الی غیر الحبیب۔ مکتوبات صدی کے اسی مکتوب ہم
 میں سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی نقل لکھی ہوئی ہے کہ آپ
 دریا کنارے پاراوترنے کی نظر سے تشریف لیگئے کوئی کشتی نہ تھی تشویش
 و فکر میں ہو کہ کیونکر پاراوتریں ناگاہ ایک راہ دریا میں نمودار ہوئی آپ نے
 نہایت نفرت کی ادا سے فریاد کیا کہ یہ مکر ہے یہ مکر ہے اور پار نہ اوترے
 واپس آئے۔ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حاشیہ میں۔ المقالة
 الرضیۃ فی النصیحة والوصیۃ کے جو جناب شاہ ولی اللہ صاحب
 محدث دہلوی کا رسالہ ہو لکھتے ہیں کہ طریق دریافت شیخ کامل مکمل مختصر
 دران نیست کہ دروئے ظہور خوارق عادات و اشرف بر خواطریا و وجد
 و حال و شوق یافتہ شود زیر کہ در بعضے ازین چیز با جوگیہ و فلاسفہ و براہمیں
 ہم شہرت دارند پس این امور دلیل سعادت نیست۔ حضرت مرزا مظہر جانجانی
 علیہ الرحمۃ رضی اللہ عنہ و مواعظ خواجہ باب سلوک کے لئے فرماتے ہیں او سکو
 مولانا نایم اللہ بہر اچھی نے معصوکات مظہریہ میں لکھا ہے۔ و کسیکہ خود را
 در بند شیخی گرفتہ است و عمل او نہ بر وفق سنت رسول است صلے اللہ علیہ وسلم

و بکلیه شریعت غرض امتحانی نیست ز هزار الف ز هزار از و دور باش بلکه در آن شهر
مباش مبادا بمرد و ایام بد و میلانے پدید آید و خلل در کار خانه اعظم اندرزد که
اقتدار انشا و دزد و دلیست پنهان و دوا می شیطان نیست از برای تنهان ^{حند}
از وے انول و خوارق عادات بینی و از دنیا بظاہر بے تعلقی یا بی فکر
مِنْ صُحْبَتِهِ أَكْثَرُ مَا نَفَسَ مِنْ الْأَمْسِ سَلْطَانِ وَقْتُ شَيْخِ
ابو سعید ابو الخیر را گفتند که فلان کس بر تو آب می رود گفت سہلست جنبی
نیز بر تو آب می رود گفتند فلان کس بر ہوامی پر دگفت مرغ و صغوه
نیز بر ہوامی پر دگفتند فلان کس در یک لحظہ از شہر سے بشہر سے می رود
گفت شیطان نیز در یک نفس از مشرق بمغرب می رود این چنین چیز را راقبت
نیست مرد آن است کہ در میان جن خلق نشیند و داد و ستد کند و زن و خاوند و با
خلق در آمیزد و یک لحظہ از خدا آغای غافل نباشد۔ قدوة اہل اللہ ابو علی
رودباری را پرسیدند از کسے کہ ملاہی می شود و میگوید کہ این مراحل است
چرا کہ من بدرجہ رسیدہ ام کہ خلاف احوال در من اثر نمی کند جواب گفت
آرے بتحقیق رسیدہ است ابا جہنم رسیدہ است الخ۔ یہ سب روایتیں معمولات میں
موجود ہیں۔ **قول النجیل** میں ہے و شرط نیست از شیخ ظہور کرامات و خوارق
عادات و نہ ترک کسب مگر قانع باشد بر قلیل و بر ہیزگار باشد از شبہات۔
فتیخ محی الدین بن عربی فتوحات کے باب ۱۱ میں فرماتے ہیں۔ اگر کسے گوید
کہ طریق خدا غیر طریق شریعت مصطفویہ باشد پس دزد و غلو باشد و اقتدا
کر دہ نشود بان شیخ کہ بے آدب باشد یا شرع اگر صا دق باشد در حال خود

لیکن احترام منودہ شود و یاد انتہا۔ شرائط الوسائط میں سب سناہل سے نقل
 کیا ہے کہ دسویں شرط شیخی کی یہ ہے کہ طالب کشف و کرامات نباشد بلکہ طالب
 استقامت باشد زیرا کہ کشف و خوارق از بے دینان نیز صادر میشود از انجا کہ
 گفته اند الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

ما برہ استقامت می دویم ؛	لے پے کشف و کرامت می رویم
ہر کہ او از کشف خود گوید سخن ؛	کشف اور کشف کن بر سر بن
آنکہ دارد از کرامت ہاش لاف ؛	چون سکے باشد کہ گوید عاف عاف
ورشہ از نیکی بعالم شہرہ ؛	او بخوشترنگی بود حسر مہرہ ؛

شرائط الوسائط میں حضرت شاہ مجاہد رقدس سرہ کے ایک مکتوب کو
 نقل کیا ہے۔ اسے برادر مقصود و مطلوب جملہ طالبان و سالکان معرفت خداوند
 عز و جل است چون این حامل شد کشف کرامات را چہ احتیاج۔ و مواجہہ اگر طایر
 نشود گو مباش خدایا شناس بکشف و کرامات چہ احتیاج کہ وی عین کرامت
 است لیکہ یہ از کرامات اللہ تعالیٰ آن برادر را بر جادہ شریعت استقامت
 کرامت کند ہر سچ مرتبہ بالاتر ازین نیست کہ متابعت حبیب حق میسر آید۔
 رسالہ مرصداً للعباد میں ہے کہ شیخ کامل کے شرائط بہت ہیں مچلہ شرائط کے
 تیسری شرط یہ ہے کہ از مجاہدہ و ریاضت گو بسیار کشف و کرامت رونماید و با جہت
 از جذبات رحمانی عبور مقامات حاصل شود و بہ تجلی انوار قلبی و روحی عالم علوی
 مشاہدہ کند تا از شیخ کامل پیروی اصل مرشد برحق خلافت نیافتہ باشد
 با این ہمہ اگر بحیث گیر و مضل باشد۔ چونکہ اس تجلیات و مجاہدہ و ریاضت

تشفی ولایت کی نہیں ہو سکتی ہو اسلئے ایسے شخص سے پرہیز بہتر ہو۔ ہاں اس
 مجاہدہ و ریاضت کے حق ہونے کی سند کسی شیخ سے ہو تو وہ قابل اعتبار ہے ورنہ ریاضت
 و مجاہدہ و تجلی شیطانی جوگی و براہمہ ہند و فلاسفہ کو بھی ہوتی ہے۔ مجدد صاحب
 کے مکتوبات میں ہے کہ معارف ابن صوفیہ کشف الہام است کہ خطارا بوسے راہ است
 و مصداق صحت کشف الہام مطابقت است با علوم علماء اہل سنت اگر سرسوت سے
 مخالفت است از دائرہ صواب بیرونست هذا هو العلم الصالح و الحق
 الصریح فماذا بعد الحق الا الضلال مکتوب ۱۱۲ صفحہ ۳۲۶۔ تذکرۃ الاولیاء
 شیخ مرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۲۶ میں بیچ بیان حالات حضرت سید
 الطائفہ ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ترقیم ہے کہ حجاب موانع خاصان خدا کے
 لئے تین ہیں۔ دیکھنا طاعت کا۔ دیکھنا ثواب کا۔ دیکھنا کرامت کا۔ فرمایا جنید رحم
 ڈگنا عالم کا خواہش کرنا ہی حلال سے حرام کی طرف۔ اور ڈگنا زاہد کا خواہش کرنا ہی
 بقا سے فنا کی طرف۔ اور ڈگنا عارف کا خواہش کرنا ہی کریم سے کرامت کی طرف۔
 مولانا جامی علیہ الرحمۃ اوائل نفعات الانس میں فرماتے ہیں۔ اما القسم الثانی
 وهو ان یظہر خوارق العادات علی بعض من کان مردودا عن
 طاعة الله فهذا هو المستدرج بالکاستدراج۔ یعنی جو خرق عادات کا فرمودہ
 سے صادر ہوا و سکو استدراج کہتے ہیں علامہ فخر الدین ازیٰ سے نقل کیا ہے
 نفعات الانس میں بیچ فضائل ابوسلمان داؤد بن نصر الطائی رحمہ کے لکھا ہے
 کہ آپ اقران سے فضل بن عیاض و ابراہیم ادہم کے تھے طریقت میں مرید حبیب راعی
 کے ہیں شریعت میں شاگرد امام ابو حنیفہ رحمہ کے تھے آپ مرید کو آپ نے فرمایا کہ

اے لڑکے اگر سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو چھوڑ دے اور اگر کرامت چاہتا ہے تو آخرت سے ہاتھ دھو رکھ۔

ان سب روایات و بیانات سے ظاہر ہے کہ ولایت کے لئے کرامت خرق عادات کشف و جد ضروری چیز نہیں ہے بعض اولیاء اللہ کو اللہ دیتا ہے اور بعض کو نہیں دیتا۔ جنکو اللہ نے دیا ہے اور ناکام رہے اور نہ زیادہ نہیں ہے۔ اصل ولایت میں کرامت فی الدین کا نام ہے خوب کسی نے کہا ہے۔ ایمان اگر بغور برہم صدر کرامت ہے۔ مکتوبات صدی میں حضرت شہاب رحمہ سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ برکشف یا کشف یا پیر مولانا فضل رحمان صاحب کو مولوی سید نور الحسن خان نے خط لکھا تھا درباب عمل باجہ اور تقلیدائہ اربعہ کے اسی خط کے جواب میں مولانا نے پہلے ایک شعر لکھا ۛ

ملت عشق از ہمہ ملت جداست ۛ عاشقان را ملت و مذہب کجاست

من بعد یہ لکھا کہ اولیاء اللہ عمل بالمحدیث نمودہ اند و عاری منکم باتباع احادیث اللہ مستقیم اور آئین مولانا فضل رحمان صاحب نے فرمایا کہ مولانا شاہ محمد آفاق صاحب علیہ رحمۃ فرماتے تھے کہ غوث ہو یا قطب ہو جو خلاف شرع کرے وہ کچھ بھی نہیں مولانا فضل صاحب نے فرمایا ہے کہ اتباع سنت یہی ہے کہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نے کیا ہے اوسے طرح کرے گھٹائے بڑھائے نہیں اور اسی اتباع سنت کو غوث و قطبیت کر کے تعبیر فرماتے ہیں۔ ایک مرید نے آپ کو فقدان ذوق و شوق کی شکایت لکھی جواب میں لکھا کہ ہمیشہ باتقویٰ باشید کہ اصل ہمیں ہے ۛ

بزد و ورع کو شش صدق و صفا ۛ ولکن میفراسے بر مصطفیٰ۔ آپ نے فرمایا جو شخص پابند ارکان اسلام نہ ہو وہ ولی ہے۔ اوسکی ولایت میں کوئی شک نہیں۔

کسی نے عرض کیا جو پابند ارکان اسلام ہو اور حرام کرے فرمایا اسکی مثال سی
 ہے جیسے کوئی اچھی غذا کھا کر اس پر زہر پی لے اور جو خدا کو حاضر ناظر جانے لگا وہ کیونکر
 ایسا کرے گا۔ یہ سب روایتیں رسالہ مجموعہ تصوف میں موجود ہیں اور کہا عمر بن حبید
 نے کہ جس حد کی شہادت کتاب ہمارے وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 نہیں پائی جاوے وہ وجد باطل ہے اسے کتاب وسنت پر قول کے اور جانچ کے
 پہیچاؤ شفی وسعید و لیا را اللہ اعدا را اللہ اہل جنت۔ اہل نار عباد صالحین شہار
 مخلوق ہیں۔ اور کسی کے خوارق پر فریب نہ کھاؤ۔ بعض اشارہ کرتے ہیں اور آدمی
 مرجاتا ہے اور ہوا پر اوڑتے ہیں پانی پر چلتے ہیں۔ غیب کھانا منگاتے ہیں اور کبھی
 احباب ان نظروں سے آدمی کے غائب ہوجاتے ہیں وغیرہ باتیں حادث سے خلاف
 اونسے وقوع میں آتی ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ ابو العباس حرانی فرقان میں لکھتے ہیں کہ۔
 اگر نہوتی شریعت یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ تو نہ تمیز نہ تادریسان اولیاء حرمین
 اور اولیاء شیطان کے کاذب اور بنی صادق کے۔ اور عیسیٰ و موسیٰ ابراہیم و محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ۔ اور یہ کلمہ کذاب اور انہو دینانی طلحۃ الاسدی الخاش
 الدمشقی رومی وغیرہ کے کیونکہ باعتبار شکل وصورت چال انداز بول چال کے
 سب برابر ہیں۔ انبیاء اولیاء کالیاس کافرو فاسق کے لباس سے علیحدہ نہیں ہوتے
 نے کہا ہی بہت ہیں صدیقون سے بیچ قبا کے اور بہت ہیں زندیقون سے بیچ
 گوڈے کے مگر تقویٰ و خلوص بدعت و فجور سے ایک دوسرے متماثر ہیں۔
 اور ولایت خاصہ مختص کسی خاص فرد میں بھی نہیں ہے۔ ہر جنس کے آدمی میں پائی
 جاتی ہے اور پائی گئی ہے جیسے ابو حامد اسود زنگی۔ ابو النخیر حبشی۔ کرخی پدر شیخ معروف

اور نونی پدر ذوالنون مصری۔ ابونصر سراج۔ ابوالحسن نساج۔ عبدالملک اسکاف
 ابو محمد خفاف۔ ابو عبد اللہ جلداد۔ ابو حفص حداد۔ ابو العباس قصاب۔ حمدون
 قصار۔ ابو علی دقاق۔ ابو جعفر تماک۔ فرید الدین عطار۔ بہار الدین نقشبند رحمۃ
 اللہ علیہم اجمعین کہ یہ حضرات سب کے سب مختلف قبیلہ اور مختلف پیشے کے ہیں
 اور یہ بھی خدا کی شان ہے کہ اولیاء اللہ زیادہ تر کٹر حب و نسب والوں میں
 ہوئے ہیں پھر ایسی حالت میں تمیز کرنا ولی اللہ کا بیلا لحاظ تقویٰ و خلوص
 کے محض دشواری دشواری۔

علامہ قشیری رحم نے فرمایا ہے کہ بہت بڑی کرامت اولیاء اللہ کی یہ ہے کہ ہمیشہ
 طاعات میں مشغول رہیں فسق و فجور مخالف نفس سے دور ہوں۔ سیری
 سقطی رحم کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی باغ میں داخل ہو۔ اور اوسمیں بہت سے
 درخت ہوں اور درخت کی ہر شاخ پر طیور بیٹھ کر یہ کہیں کہ السلام علیک
 یا ولی اللہ تو اس امر کو مکرو فریب دھوکھا سمجھنا چاہئے۔ جو ولی اللہ ان امور کو
 مکر شیطان نہ سمجھے گا وہ عنقریب اوسمیں گرفتار ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام اولیا سے افضل ہیں

اور بعض لوگوں نے خلاف کیا ہے اس مسئلہ اجماعی کا کہ جبہ سلف امت اور
 سارے ائمہ کا اتفاق ہے کہ انبیاء افضل ہیں اون اولیاءوں سے جو نبی نہیں
 ہیں اور تحقیق اللہ صاحب نے اچھے لوگوں کو جبہ فضل کیا ہے اور جو کمینہ
 ہیں چار مرتبہ پر ترتیب دیا ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین
 انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین

وحسن اولیات رفیقاً جو کہ تابعداری کرے اللہ و رسول کی پسند لوگ ساتھ
 اونکے ہیں کہ انعام کیا اللہ نے اوپر اون کے نبیوں سے صدیقوں سے شہیدوں
 سے صالحوں سے اور اچھے ہیں رفیق اور ان چاروں سے افضل درجہ نبوت کا ہی
 فرمایا اللہ صاحب ثَم اور ثَنَا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا
 پھر وارث کیا چنے کتاب کا اونکو جو کچھ چن لیا ہو چنے بندوں سے تو یہ انبیاء علیہم
 السلام اللہ کے بندوں میں چنے ہوئے ہیں۔ اور اس قسم کی آیتیں قرآن میں
 بہت ہیں کہ جن میں چنے ہوئے کا لفظ انبیاء علیہم السلام کی شان میں وارد ہو
 تو نبیوں سے کسی ولی صدیق شہید کا درجہ زیادہ نہیں ہو یہی سبک ہی عام اصل
 و جماعت کا۔ تان نبیوں میں ایک دوسرے فضیلت رکھتے ہیں تلك الرسل
 فضلنا بعضهم على بعض ان رسولون ہیں بعض کو فضیلت دی ہو ہیں
 بعض پر۔ چنانچہ نبیوں میں سب انبیاء سے افضل سید الانبیاء و الصلیقین
 خاتم المرسلین۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ عجل مصطفیٰ صلی
 اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ صاحب نے آپ کو وہ مراتب عالیہ عنایت فرمائے ہیں۔
 کہ انبیاء کو اوسپر غبطہ ہے امتوں کا کیا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت
 کو اپنی طاعت فرمایا اور خواہش نفسانی وہو اسے آپ کے اقوال کو پاک فرمایا۔
 مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ من اطاع الرسول فقد
 اطاع الله۔ اور سینہ مبارک کو آپ کے چیر کر کے نور و حکمت فہم و فراست معبود
 کیا۔ اور مضبوط وحی اور منزل جبرئیل بنایا اور شب معراج میں امام الانبیاء
 کیا اور مخرج صدر رفیع ذکر اور وضع وزر سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اور حاجبا

قرآن میں اونکی رسالت اور نبوت کا ہمہ احرسان رکھا۔ اور فرمایا کہ وہ تم پر میری آیت پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے۔ اور کتاب و حکمت سیکھاتا ہے۔ جو تم نجانے تھے وہ تعلیم کرتا ہے۔ اونکے تابع کو اپنا محبوب فرمایا مغفرت کا وعدہ دیا۔ اور جو اونکے حکم سے روگردان ہوا و سکو کا فریب ایمان ظالم فرمایا۔ اور اونکو اور انکے تابعوں کو ابراہیم خلیل اللہ کا دوست فرمایا اور ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست ہیں تو دوست کا دوست دوست ہے۔ پس اس نبی کے تابعین خدا کے دوست سمجھے اور اللہ تعالیٰ نے اس نبی معصوم پر ایمان لانے اور اونکی تصدیق اور تائید کا اقرار انبیاء سے سابقین سے لیا۔ اور اونھوں نے جب اقرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اون سب کو گواہ کر کے آپ اون پر گواہ ہوا۔ اور اونکی تعلیم و تلقین کو قبول فرمایا اور نعمت اللہ کہا۔ اور آپ کے انوار اطاعت سے قلوب اصحاب میں محبت اور الفت دی اور عداوت کو دور کیا شفا حفۃ من النار سے نجات بخشی و انتم تتلوا علیکم آیات اللہ و فیکم رہم لہ میں اللہ نے۔ آپ کے وجود باوجود کے ساتھ اظہار امتنان کیا۔ اور میں یشاقق الرسول میں صاف فرمادیا کہ جو بعد پہونچے سنن ہدے کے اوسکی مخالفت کرے وہ جہنمی ہے اور آپ کی علمت بیضا کو پڑبان و نور فرمایا اور تکمیل دین اور اتمام نعمت سے تعبیر کی اور درجہ عالیہ اور وسیلہ کو جنت میں آپ کے واسطے خاص کیا اور جو کتاب آپ لائے ہیں اوسکو موعظت اور شفا مافی الصدور اور ہدے اور رحمت اور امام اور اموال مجتہدہ سہوہ فرمایا۔ اور اوسکے نزول کو دافع اختلاف فرمایا۔ اور قیامت کے دن آپ کو تمام انبیاء کا گواہ ٹھہرایا اور اجلاس مقام محمود اور شفاعت کبریٰ

کا عطا فرمایا۔ انقرض کوئی اتنی صفات کر کے آپ یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام تمام اولیاء^{ان} پر بدرجہ ہافضیت رکھتے ہیں تو حضرت خیر البشر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اولیاء^{ان} پر بدرجہ اولے کر ورون مرتبہ کر کے فضیلت رکھتے۔ با اینہم جنکا یہ خیال ہو کہ اولیاء اللہ افضل انبیاء سے ہیں بلکہ ہیں اور یہ قول کہ اولیاء^{ان} کی ولایت انبیاء^{ان} کی رسالت سے بزرگ تر ہے صریح گمراہی ہو حضرت صلعم کی مقبولیت میں ابراہیم خلیل اللہ موسیٰ و عیسیٰ نوح جیسے جلیل القدر نبی برابر نہیں ہو سکے تو اسے بر حال جو محض ولی ہی ہیں جو صرف تابعداری کرنے سے صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ ولایت میں پہونچے ہیں اور نکاذ کر کیا ہو۔ کل رسول نبی ہو اور کل نبی ولی ہے پس سول نبی اور ولی دونوں ہوئے پھر کیونکر ولایت دیکھی کہ جو شتمل نبوت کو نہیں ہی ہوتی ہوگی اوس نبوت جس میں ولایت داخل ہو۔

آٹھویں مکتوب میں مکتوب صدی کے صفحہ ۶۳ میں مخدوم الملک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں باتفاق جملہ مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیاء متابعان پیغامبرانند و انبیاء فاضلتر انداز اولیاء از انچہ نہایت ولایت ست بدایت نبوت ست و جملہ انبیاء ولی باشند اما از اولیاء کسے نبی نباشد ہمہ سچ کس را از علماء اہل سنت و جماعت و محققان این طریقت اندرین مسئلہ خلافے نیست مگر گروہی از محدثان گویند کہ اولیاء فاضلتر از انبیاء و متکبدین کنند و گویند اولیاء ہمہ وقت بحق مشغول باشند فاضلتر بود از کسے کہ او در بعض وقت مشغول بود و گروہی از یہاں کہ محبت این طاغفہ دارند و بدین شان گمان نیگو بردند و ایشان متابعت

کردند و گفتند کہ مقام ولایت بہتر از مقام نبوت است و نبی را علم وحی باشد و ولی
 را علم ستر باشد و ولی بستر خبر یاد دہند کہ رسولان را از ان خبر نباشد و
 مرآن را علم لدنی نام کردند۔ پس تقریر پاکیزہ سے اس شبہ کا جواب دیکر کہ
 فرماتے ہیں پس کی نفس انبیا فا ضلتر از ہمہ روزگار اولیا است۔ پھر دو قتل
 خواجہ بابائید بسطامی علیہ الرحمۃ کی بیان کی ہو کہ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ انبیا
 افضل ہیں یا اولیا فرمایا جیسا ولایت کا مرتبہ نظر سے عام لوگوں کی نہاں ہے
 اوسیلح نبوت کا مرتبہ بھی اولیا و ان کی نظر سے پوشیدہ ہی یعنی جو نبوت عام لوگوں کو
 اولیا را اللہ سے ہی اوسیلح اولیا و ان کی نسبت انبیا و ان سے ہی مکتوب صدی میں
 ہو کہ حضرت پائیزید بسطامی علیہ الرحمۃ خواب میں آسمان کی سیر کے لئے گئے یا غائب
 تقرب کے وقت ملائے اعلیٰ کی طرف اوڑے۔ فرماتے ہیں کہ وہاں مرغ کی طرح
 ادھر ادھر اوڑنے لگے۔ کوئی چیز آسمان پر مجھے اپنے سوا معلوم نہیں ہوتی تھی
 میں نے کہا یا خدا تیرا تقرب کیونکر حاصل کریں فرمایا کہ ہمارے دوست کی تابعداری
 دیدہ را بخاک قدم اوسر مکہ کن پرتا بعت اول ملازمت نما معلوم ہوا کہ اولیا
 تابع ہیں انبیاء متبوع۔ پھر تابع متبوع کے برابر اوس سے فا ضلتر کیونکر ہو گا۔
 ماہر نکات قرآنی حضرت سید احمد محمد الف ثانی مکتوب ۱۰۸ جلد اول میں فرماتے ہیں
 زیرا کہ نبوت نبی از ولایت ادا افضل است در ولایت از تنگی سینہ روح بخلق نمی تواند اوڑ
 و در نبوت او کمال انشراح صدر نہ توجہ سبحانہ تعالیٰ مانع توجہ خلق است و نہ توجہ خلق
 مانع توجہ حق تعالیٰ در نبوت تنہا روح بخلق نیست تا ولایت را کہ روح دارد ترجیح
 بر وہ ہند عیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت شیخ علاء الدین ولہ سمنانی

ابوالمکام کا قول ہے کہ ولایت اسکا نام ہے کہ سب احکام کو شریعت کے بموجب قبول کرے اور اوسپر متابعت کرے لیکن طریقت میں اگرچہ ولی سعی کر سکتے ہیں اور مرتبہ اول کا اعلیٰ مراتب کو پہنچتا ہے لیکن روح کو ولی کے اوس قدر عروج و تقرب کا نہیں ہو سکتا ہے کہ جس قدر جسم کو نبی کے تقرب حاصل ہے۔ اور محال ہے کہ حاصل ہو جائے کہ انتہا رو لایت میں روح کو ولی کے جسم سے نبی کے مشابہت ہو تو یہ قول سچ ہے کہ اولیاء و انبیاء کا جو مقام ہے وہ انبیاء کے لئے ابتدا مقامات طریقت کے ہیں نہایۃ الاولیاء بدایۃ الانبیاء

بعضے جاہل صوفیوں کا اعتقاد بھی فلاسفہ کا سا ہے

اور بہت سے مقتدا صوفیوں کے اعتقاد مثل اعتقاد ملحدین فلاسفہ کے ہیں یعنی سکاشفہ کے سانچے میں ڈھال کر کے فرمانے لگے کہ آسمان قدیم ازلی ہے واسطے اوس کے علت ہے مشابہ اوس کے جیسا کہ کہا ہے ارسطو اور اوس کے اتباع۔ یا واسطے اوس کے موجب بذاتہ ہے جیسا کہ کہتے ہیں اوسکو متاخرین اونکے مثل ابن سینا وغیرہ کے اور اس امر کا اعتقاد نہیں کہتے ہیں کہ تحقیق رب نے پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں اور جو چیز درمیان اسکے ہے بیچ چہرہ دن کے۔ بلکہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نہیں پیدا کیا چیزوں کو ساتھ ارادہ اپنے کے اور قدرت اپنی کے۔ اور نہیں جانتا ہے اللہ پاک جزئیات کو یا تو یہ لوگ بالکل علم ہی کا انکار کرتے ہیں مثل ارسطو کے۔ یا کہتے ہیں کہ صرف امور مستغیرہ سے کلیات کو جانتا ہے مثل قول ابن سینا کے سیوا کیسے الفاظ و اقوال کے استعمال سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ مطلق علم ہی کا انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ اسکی بڑی بحث علامہ ابن تیمیہ رحمہ نے کتاب تعارض عقل و النقل میں کی ہے۔ اور مختصر

اسکی رسالہ فرقان بین اولیاء الرحمن و شیطان میں ہوا اس اعتقاد کے لوگ یہود و نصاریٰ بلکہ مشرکین عرب سے بھی کفر میں نمبر بڑھائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ارسطو کی کتابوں میں ملائکہ و بنی وغیرہ کا ذکر بالکل نہیں ہوا اور وہ ان امور کو نامعقد نہ تھا بلکہ یہ لوگ نجومی ستارہ پرست صنم پرست تھے صرف ابن سینا کسی قدر ان لوگوں میں اچھا تھا لاکن معتزلہ جہمیہ وغیرہ کے اعتقادات کی طرف اسکا بھی حجان زیادہ تھا انھوں نے دلیل عقلی و فطری کو خلط ملط کیا ہے۔ اور شرعی اعتقاد کی نسبت بڑی بڑی غلطیاں اس سے ہوئی ہیں۔ ابن سینا نے یہ بھی لکھا ہے کہ نبوت کے تین خاصے ہیں اور نبی کے لئے تین بات ضروری ہیں۔ ایک یہ کہ اوسکو قوت علمیہ ہونی چاہئے جسکو قوت قدسیہ کہتے ہیں کہ بغیر تعلیم و تعلم کے اوس قوت قدسیہ کے ذریعہ سے علم حاصل کرے۔ دوسری بات یہ کہ نبی کو قوت تخیلہ ایسی ہونی چاہئے کہ جس چیز کو وہ تخیل کرے ایسے کمال صفت سے تخیل کرے کہ گویا اوس چیز کو وہ دیکھ رہا ہو اور اگر وہ چیز جسکو تخیل کرتا ہے ذی روح ہو تو اوسکی آواز سن رہا ہو جیسا سونیو الا خواب میں مشاہدہ کرتا ہے اور سناتا ہے گو ظاہر میں وجود اوس چیز کا نہیں ہے۔ اس قوت تخیلہ سے جسکو وہ دیکھ رہا ہو وہ تو فرشتہ ہی اور جس چیز کو وہ سناتا ہے وہ اوسکے اعتقاد میں کلام الہی ہی ایسے لوگ معجزہ و خرق عادات سے کرامات اولیاء کے قائل نہیں ہیں۔ وہ اسی قوت کے کمال کے تاثیرات کو خوار و معجزہ شمار کرتے ہیں۔ اسی لئے کسی نبی کے معجزات کے قائل نہیں ہیں۔ شق القمر کے وجود کو سچ نہیں جانتے ہیں۔ تیسری بات جو ضروری ہے نبی کے لئے وہ یہ ہے کہ اوسکو قوت فطریہ ایسی ہونی چاہئے کہ تمام عالم میں ایسا اثر ظاہر

کر سکے جسکو لوگ معجزہ و کرامات و خرق عادات کر کے تعبیر کر سکیں گو وہ قوۃ فاعلہ
 کے کمال ترقی کا اثر ہے درانجا لیکہ اس کے نزدیک بھی وہ معجزہ نہیں ہی لیکن
 لوگ اسے سطح سمجھیں کہ معجزہ ہی ہے۔ اس میں اس امر کا بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ پہلے
 خدا نے عقل اول کو پیدا کیا پھر وہی عقل اول سب عقول کو یکے با دیگر پیدا
 کرتا گیا۔ اور اس میں ایک حدیث موضوع سے وہ استدلال کرتا ہے۔ حاشا وکلا کہ وہ
 کلام رسول ہوا و سکو کسی بڑے کذاب نے بنایا ہی جیسا کہ یہ سب بات بطور کتبہ
 العقل والنقل میں اور باختصارہ فرقان میں علامہ ابن تیمیہ نے بیان
 کیا ہے اور بڑے ورور و شور سے اس کا تعاقب کیا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے بھی خوب
 ہی اسکی خبر لی ہے اور نہایت شد و مد سے اس مسلک کی غلطیوں کو ثابت کیا ہے۔
 ایسے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جبرائیل اسی خیال کا نام ہے جو متشکل ہوتا ہے نفس
 میں نبی کے اور خیال تابع ہی عقل کا۔ سو انھیں ملاحدہ فلسفہ کے پیرو ہوئے ہیں
 بہت سے صوفیہ چنانچہ ان کی ہی پیروی کا سبب ہے کہ ولی کو افضل نبی سے کہتے ہیں
 اور ولی بلا واسطہ نبی کے اللہ تعالیٰ سے احکام کو پوچھ سکتا ہے اور پوچھتا ہے۔
 کہتے ہیں کہ اصل معدن انوار و حکم و جمیع کمالات کا عقل ہی اور خیال واسطہ
 ہے درمیان نبی اور عقل کے تو خلاصہ یہ ہوا کہ نبی بواسطہ خیال یعنی جبرائیل
 کے اللہ صاحب کے حاصل کرتا ہے اور ولی بلا واسطہ اصل معدن ہی یعنی عقل سے
 حکمتوں کو حاصل کر سکتا ہے تو ولی اللہ افضل ہوئے نبی سے۔ یہ بھی کہتے ہیں
 کہ ولی اللہ کو اپنے خیالات کے حاصل کرنے میں کسی نبی کی وساطت کی کچھ ضرورت
 نہیں ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ علوم ظاہری میں حضرت علی علیہ السلام

کی پیروی مجھے ضروری ہو اور امور باطنی میں ہم انکی شریعت کے مکلف نہیں
ہیں۔ اور بعض حضرات علوم باطنی میں پیروی کو جائز رکھتے ہیں لکن علی سبیل الاحتیاط
نہ علی سبیل الوجوب۔ یہ سب اپنے زمانہ میں بسبب خرق عادات کے دلی اللہ ہی
بولے جاتے تھے حالانکہ ایسے اعتقاد والے سب کو سب کیا پیرایہ صوفیہ میں
ہوں کیا فلسفی کرزی میں ہوں ملحد و کافر ہیں۔ ایسوں کو ایمان سے کیا علاقہ
ہے ایک رتی بھرا دنگے قلب میں ایمان نہیں گھسا ہی۔ اگر خاتمہ اسی اعتقاد
پر خدا نخواستہ ہوا تو مغفرت کی امید بہت کم ہے۔ ایسوں کو جو دلی اللہ کہے وہ
لوگ بھی ضعیف الاعتقاد ہیں جس میں نفس ایمان ہی نہیں پھر ولایت تو فضل
ایمان پر۔

بعض لوگ ملائکہ کو وجود اور اس کے مخلوق ہونے کو نہیں مانتے

حالانکہ ملائکہ کا وجود قرآن میں ثابت ہے۔ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ مَوْلًى لِّدَاۤءِ سُبْحٰنَہٗ
بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ
یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَ مَا خَلْفَہُمْ اِلٰیۤتہٗ کَمَا کَا فُرُوْنَ لَے کہ پکڑا
ہے رحمن نے ولد پاک ہو وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے نہیں پیش دستی کرتے
اوس سے بات میں اور اس کے حکم کے تابعدار ہیں جانتا ہے جو کچھ آگے اس کے
ہے اور پیچھے اس کے ہے۔ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ فرشتے پشیمان خدا کی ہیں اللہ نے
اسکی نفی کر کے فرمایا کہ ہماری ذات ان باتوں سے پاک ہے میری شان کے خلاف
ہو کہ میری طرف و لک کی نسبت کیجاءے۔ فرشتے بھی مثل آدمی اور جن کے ہمارے
بندے ہیں پر عزت والے ہیں میرے حکم کے تابعدار ہیں۔ وَ مَنْ یَّقُلْ مِنْہُمْ

إِنِّي إِلَهُ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ جَزَائِهِ جَهَنَّمَ مَكَدَ ذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ

اور جو ان فرشتوں میں سے یہ دعویٰ کرے کہ میں معبود ہوں اللہ کے سوا۔

پس اُسکو جزا دیگے ہم جہنم ایسی ہی سزا ہم دیتے ہیں ظالموں کو و کھم

مَلَائِكَةٍ فِي السَّمَوَاتِ لَا تَفْقَهُنَّ شَيْفَاعَتَهُمْ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَبِهِ يَفْرَقُونَ

آسمان میں کہ نہیں فائدہ دیتی ہی سفارش انکی کسی چیز کا تِلْ اَدْعُوا الَّذِينَ

نَزَعْتُمْ مِنْ دُونِهِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْ ثِقَالِ ذُرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ

وَلَا فِي الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ يُكَادُ وَاسْكَو كَمَا كَرْتُمْ هُوَ تَمَّ سِوَاكَ نَعْنِ

مالکِ قدر زورہ کا آسمان میں نہ زمین میں وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ۔ اوسیکاجو کچھ ہے زمین میں اور آسمان

میں اور اوسکے نزدیک جو لوگ ہیں نہیں تکبر کرتے ہیں عبادت میں اور نہیں

تھکتے ہیں تسبیح پڑھا کرتے ہیں صبح و شام اور نہیں سست ہوتے ہیں۔

اِنَّ آيَاتِیْنَ سے ثابت ہو کہ فرشتے اللہ کے بندے ہیں اور آسمان پر رہتے ہیں

اوسکی عبادت کرتے ہیں اور تسبیح پڑھا کرتے ہیں۔ عبادت میں تھکتے اور سست

نہیں ہوتے ہیں اور فرشتوں کی سفارشیں فائدہ نہیں دیتی ہو کسی چیز میں

اگر خلاف کریں تو انکے ساتھ جہنم کا وعدہ ہو۔ مگر ماشار اللہ خلاف حکم کے کرتے

بھی نہیں ہیں۔ اور زمین و آسمان میں خلاف حکم کرنے کا اختیار بھی نہیں ہے

جو لوگ جبریل کو خیال متشکل کر کے تعبیر کرتے ہیں وہ ان آیتوں کے صریح منکر

ہیں کیونکہ بلا تاویل کے ملائکہ کا بندہ ہونا اور انکا عبادت کرنا وغیرہ وغیرہ

بات ثابت ہو۔ علاوہ اسکے قرآن میں جبرئیل صورت بشر پر ابراہیم علیہ السلام
 کے پاس آئے اور حضرت مریم کے پاس بھی فرشتہ آدمی بنکر آیا تھا اور
 حدیث میں ہو کہ جبرئیل ہمارے سید المرسلین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 وحیہ کلبی کی شکل پر آتے تھے۔ اور کبھی کبھار دیہاتی آدمی کی شکل پر۔ چنانچہ
 صحابہ نے بھی اسی شکل پر دیکھا تھا۔ قرآن شریف میں جبرئیل علیہ السلام کی
 تعریف میں یوں ہے کہ وہ قوت والا ہی پاس عرش کے رہتا ہو مرتبہ والا بڑا
 فرمانبردار پھر مزید اوپر کہ امانت دار ہو ذُو قُوَّةٍ عِنْدَ الْعَرْشِ مَكِينٌ
 مُطَاعٌ شَهْرًا مِّنْ دُوسری جگہ جبرئیل کی تعریف میں یوں ہے ترجمہ
 کہ وہ سخت قوت والا ہو شہر زور پس برابر ہوا۔ حالانکہ وہ کنارہ بلندین تھا پھر
 نزدیک ہوا پھر ٹھک آیا۔ پس ہو گیا مقدار دو کمانوں کے یا اس سے
 بھی نزدیک پس وحی کیا طرف بند سے اسکے کہ جو وحی کیا تھا۔ شَدِيدُ
 الْقُوَّةِ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ثُمَّ دَنَّىٰ
 فَدَنَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَى الْعَبْدِ
 مَا أَوْحَىٰ صَحیحین میں ہے کہ عائشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی
 ہیں کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو صرف دو ہی مرتبہ اونکی اپنی شکل پر دیکھا ہو
 جس پہلی شکل پر پیدا کئے گئے ہیں۔ ایک مرتبہ کنارہ بلند پر دوسری مرتبہ
 سدرۃ المنتہی کے نزدیک لیلۃ المعراج میں اور بعض جگہ جبرئیل کو اللہ پاک نے
 قرآن پاک میں روح الامین روح القدس کر کے یاد کیا ہو۔ اور بھی دوسرے
 القابوں سے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اللہ پاک مخلوقات میں

بہت بڑے مرتبے کے ہیں اور وہ عاقل زندہ ہیں اور وہ جو ہر قائم بنفسہ ہیں صرف خیال ہی خیال نہیں ہیں جیسا کہ ملحدین متفلسفہ نے خیال کیا ہے اور سبکی پیروی کی ہے بعض صوفیہ نے اور جماعت مادیین نے کہ غایت بیوقوفی و حماقت سے ایسے ایسے الفاظ کو شان میں جبریل علیہ السلام اور حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکو تصدیق ماجاہدہ الرسول کی نہیں ہے اور دین کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں چونکہ اکثر اس اعتقاد کے ذی علم فلسفہ دان ہوتے آتے ہیں اور اپنے فضائل حکمیہ و معلومات اشراقیہ کے زور سے جدید جدید چیزیں ایجاد کرتے گئے اور صرف مراعات قواعد و اصول کے ذریعہ سے اکثر اشیاء کے موجود بن بیٹھے جو جاہلون کی عقل میں نہیں سمجھتی تھی اسلئے یہ جماعت مادیین اور متفلسفہ بھی اولیاء اللہ کر کے مشہور ہوئی۔ حالانکہ جن لوگوں کے ایمان میں فتور ہو وہ اولیاء اللہ کیونکر ہو سکتے ہیں کیا کریں سیرچمن یاں آرزو کچھ آورے یا گل کو کیا سونگھیں دماغ اپنے میں بو کچھ آورے۔

یہ لوگ تو اصول ایمان ہی کے منکر ہیں کیونکہ ایمان بالملائکہ تو اصول دین میں داخل ہے اِن تَوٰمِنُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَکُتُبِهِ وَرَسُلِهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ اصول دین میں ہیں ایمان لانا اللہ پر فرشتوں پر کتابوں پر رسولوں پر۔ دن آخرت پر کہ یہ سب برحق ہیں۔

بیان حلول کے رد کا

ایک تہ انھیں صوفیہ کہہ کا یقین کرنا والا ہے کہ اللہ بندے میں حلول کیا ہوا ہے

اپنے دعوے کے استدلال میں بزرگوں کا قول پیش کرتے ہیں ۷ چو آن سچون
 درین چون کرد آرام الخ۔ حالانکہ شعر کہنے والے کا مقصود یہ نہیں ہی جو لوگوں
 نے سمجھا ہی ملا جامی علیہ الرحمۃ ایک بہت بڑی ولی اللہین سے ہیں یا تباع شرعیات
 و عشق رسول میں ممتاز تھے۔ عالم اخلاص و توحید کے عاشق پاکباز۔ اب
 سمجھئے کہ یہ چون کا چون میں آناتین طور سے ہی۔ ایک تو حلول کی راہ سے کہ اللہ
 صاحب بند کے اندر اتر آوے جیسے شیشی میں عطر اترتا ہی۔ حالانکہ یہ اس کی
 شان کے لائق نہیں کہ کسی کے اندر آ جاوے۔ جیسے ابن مطعم بن امیہ وہ اپنے
 دادا سے نقل کرتے ہیں کہ آیا پیمبر خدا کے پاس ایک گنوار پس کہا سختی میں
 پر گئیں جانین بھوکے مرتے ہیں کنبے اور ہلاک ہو گئے مویشی سو میدہ مانگوا لبتہ
 سے ہمارے کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہیں تمھاری اللہ کے پاس اور اللہ کی تمھارے
 پاس سو پیمبر خدا صلعم فرمایا کہ نرا لا ہی اللہ نرا لا ہی اللہ سو اللہ کی پاکی اس قدر شد و بد
 فرماتے رہے کہ اس کا اثر ان کے چہرے پر معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کیا نادان ہے
 تو اللہ کو سفارشی نہیں لاتے کسی کے آگے۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہی کیا تو
 بے سمجھ ہی۔ تو جانتا ہی کہ کیا چیز ہے اللہ۔ اور دوسری روایت میں آیا ہی کہ
 ابو الشخ اور ابن مردویہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کو کبھی دیدار رب العزت
 جل شانہ کی میسر آتی ہی۔ کہا جبرئیل نے نہیں۔ درمیان میں اور درمیان او
 ستر پردے نور کے ہیں۔ اگر نیچے کے پردے کی طرف دیکھو تو جل جاؤں۔
 ان حدیثوں سے صاف معائنہ و مبائن ہونا اللہ کا مخلوق سے ظاہر ہے ایسا اعتقاد

صریح الحادوزندقدہ ہے۔ فرمایا ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے جو شخص اللہ کے مخلوق سے
 بائیں ہونے کا اعتقاد نہیں رکھے وہ کافر ہے کیونکہ سارے صحابہ و تابعین و تبع
 تابعین و ائمہ اربعہ وغیرہ علماء اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہی کہ اللہ عرش پر ہے۔ اور
 قرآن و حدیث و اجماع سے خدا کا عرش پر رہنا معلوم ہے اور کس طرح پر ہے
 کیونکہ یہ کیا ہی کیفیت مجہول ہے۔ اللہ عرش پر ہی جس طرح عرش پر رہنا اوسکی شان
 کے لائق ہے اوسے طرح پر ہی تو حلول ہونا باطل ہوا۔ امام غزالی رحمہ نے کہا ہے
 ليس في ذاتہ سواہ ولا في سواہ ذاتہ نہین اوسکی ذات میں سوا
 اور نہ سوا میں اوسکی ذات ہے۔ سید الاولیاء حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ
 بھی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں نہین جائز ہیں خدا پر حدین مگر
 وہ جو ذکر کیا ہے کہ خدا عرش پرستوی ہے یعنی یہ تحدید جائز ہے۔ پھر اپنی
 دوسری کتاب کتاب البیجۃ میں فرماتے ہیں کہ رب ہمارا عرش پرستوی ہے اور ملک
 پرستوی بدلیل سات آیتوں کے جو قرآن میں ہیں۔ امام غزالی رحمہ فی احیاء العلوم
 اور کیمیای سعادت اور تابعین فی اصول الدین میں لکھا ہے کہ وہ پرستوی ہی عرش پر
 اور فوق عرش ہی بلکہ فوق ہر چیز کے ہی جس طرح سے اوسکو لائق ہے جس طرح سے
 اوسنے کہا ہے۔ امام شافعی و مالک۔ ابو حنیفہ۔ احمد بن حنبل۔
 رحمہم اللہ۔ امام ابو الحسن اشعری۔ امام علی بن ہدی طبری۔ حافظ ابو بکر محمد بن
 حسین آجری۔ حافظ ذہبی۔ حافظ ابو القاسم طبرانی۔ امام ابن خزمیہ۔ امام
 محمد بن موسیٰ۔ علامہ بغوی۔ امام محمد بن عطاء۔ امام شوکانی۔ شاہ دہلی
 محدث دہلوی۔ سید محمد یوسف بلگرامی۔ امام ابن قیم۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ

حافظ ابن القیم۔ ابو عیسیٰ ترمذی شیخ محدث محمد فاخر زائر الہ آبادی سب کا یہی
 عقیدہ ہو کہ اللہ جانب علو کے عرش پر ہی اور اقوال ان حضرات کے مختلف الفاظ
 اور معانی سے الاستواء فی مسئلۃ الاستواء میں بقیۃ کتاب کے مصرح
 ہیں من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ۔ مخدوم الملک بہاری علیہ الرحمۃ
 بھی معدن المعانی میں اسی امر پر زور دیتے ہیں کہ الفاظ متشابہات میں اہل تحقیق
 تاویل کو پسند نہیں کرتے ہیں کیونکہ تاویل کرنے سے الفاظ کا معطل ہونا لازم آتا ہے۔
 حلول کے اعتقاد رکھنے والے کو امام غزالی رحم نے واجب القتل کہا ہے۔ اور اگر
 باتفاق جماعت مفسرین و حضرات صوفیہ کے ہر جگہ پر قریب ہی تاہم کیفیت مجہول ہے
 ان اقوال سے واضح ہو گیا کہ بیچون کا چون میں آنا حلول و اتحاد کی راہ سے قرآن
 و حدیث و اجماع سب کے رو سے باطل ہے۔ ایسی ہی تجزی کی راہ سے بیچون کا چون
 میں آنا باطل ہے کیونکہ جو مخلوق سے بائن عرش پر ہی وہ مخلوق کا جزر کیونکر ٹپ لگا
 یہ عقیدہ نصاریٰ کے کاہنوں کے کہتے ہیں کہ اللہ تین حصہ ہو گیا۔ ایک اللہ رہا۔ ایک فرج
 القدس۔ ایک مسیح۔ خدا کے تین جز ٹھہرے ایک ایک کو ان تینوں سے خدا قرار دیا
 یہ عقیدہ تجزی کا مردود ہے۔ سورۃ مائدہ میں ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ
 ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ۔ البتہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے
 سورۃ زخرف میں ارشاد ہوتا ہے وَجَعَلُوا اللَّهَ صِنِّ عِبَادَہٗ جُزْءًا یَسْنٰی
 ٹھہرائے اور جنہوں نے اللہ کے لئے اس کے بندوں سے علیکے۔ مظلوم ہو کہ اللہ
 تجزی کی راہ سے بھی بندوں میں نہیں آسکتا ہے۔ ایسے اعتقاد کا شخص بھی جب
 سرے سے مسلمان ہی نہیں ہے تو وہ ولی اللہ کیونکر ہو سکتا ہے

آتش دوزخ میں وہ گرمی کہاں سوز غمہا سے نہانی اور ہے

وجود کی طویل بحث اور وحدت وجود اور شہود کی تقصیر میں

بعض فریق ان کے خدا ہی کے منکر ہیں کہ وجود مخلوق کو عین وجود خالق کا کہتے ہیں اور یہ امر باعلان کہتے ہیں کہ وجود ایک ہی ہے اور واحد بالعین اور واحد بالنعوع میں فرق نہیں کرتے ہیں۔ یہ امر بدیہی ہو کہ مسٹے وجود میں تمام موجودات مشترک ہیں جیسا کہ سب آدمی مسٹے انسان میں مشترک ہیں اور سب حیوان مسٹے حیوان میں مشترک ہیں۔ لیکن یہ مشترک کلی مشترک کلی نہیں ہو گا مگر ذہن میں ذکر باعتبار خارج کو جو دہر موجودات کا آپس میں مغایرت حیوانیت انسان کی جو انسان کی ساتھ قائم ہو وہ غیر ہو اوس حیوانیت کے جو انسان کی غیر کے ساتھ قائم ہو اس طرح وجود مخلوق کا مغایرت و مبائن ہو وجود خلقت سے۔ اور حقیقت کا اس مقدمے کے موجود فرعون ہو کہ بڑا پڑانا دہریہ تھا اوسکا عقیدہ تھا کہ میرا پیدا کرنے والا کوئی نہیں ہو۔ ہم موجود بنفس ہیں۔ لاکن اوس وجود مشترک سے منکر نہیں ہوا پراوسنے گمان کیا کہ وہ وجود مشترک موجود بنفس ہے اوسکا صانع کوئی نہیں ہو اور یہ لوگ بھی اوسی کے پیرو ہوئے مگر ان لوگوں نے سمجھا کہ وہی وجود مشترک خدا ہی۔ پھر جب وہی وجود مشترک خدا اٹھرا تو جس جس چیز میں وہ وجود مشترک پایا جاویگا اوسکو یہ لوگ خدا کہنے کے قابل ہیں یہ لوگ اس عقیدے میں فرعون سے بھی زیادہ گمراہ ہوئے۔ یہ لوگ اسی لئے عبادت صنم و کواکب کو عبادت اللہ عزوجل ہی کی کہتے ہیں۔ اس فرقہ سے زیادہ گمراہ فرقہ مخلوقات میں پیدا نہیں ہوا ہی۔ منشأ اوسکا یہ ہو کہ ان لوگوں کے اصول نے اللہ عزوجل کے نظام مملکت اور بعثت انبیاء علیہم السلام

کے پورے فوائد کو آن کی آن میں برباد ہی کر دیا۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی شریعت کی ہدایت اجتماعیہ اور نظام وحدانیت کے حق میں اس گروہ کے اصول نے سخت حملہ کیا ہے۔ مادیوں کا اصول بھی اسی کے لگ بھگ ہے یعنی اشتراک و اباحت پر مبنی ہے۔ اس خصوص میں مولانا فیلسوف جمال الدین الحسنی کا رسالہ ردِ نچری بھی ایک عجیب چیز ہے جسکو میر ایک برطانوی دوست نے ترجمہ کیا ہے۔ اوس رسالے میں ثابت کیا ہے کہ جس جس قرن میں اس جماعت نے نشوونما پیدا کیا ہے اوس وقت میں اچھے اخلاق پر لوگوں کے بہت کچھ حملہ ہوا گیا ہے۔ طمانیت میں امت کے بہت بڑا خلل پڑتا گیا ہے اشتراک و اباحت یہ دو لفظ ہیں لیکن بہت معنی وسیع ہے۔ بعث و نشر۔ حلال و حرام۔ معجزہ و کرامت سب کے سب کا ابطال و رد اسی دو لفظ سے ہو گیا۔ حکیم سولن و ذی مقر اطیس وغیرہ مادیوں کی جماعت کے امام ہیں۔

رہا یہ کہ بعض وجود مشترک کو خدا کہتے ہیں اور وجود مشترک کلی نہیں پایا جاتا ہے لیکن ذہن میں کیونکہ خارج میں وجود انسان کا متاثر ہے اوس وجود کے جو کہ فرس و حار گاہے بیل کے ساتھ متعلق ہے۔ احمین دو فریق ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے اس مسئلہ کو کشف سے سمجھا ہے اور اوس وقت وہ اپنی سمجھ میں بے اختیار ہیں اور ایک وہ جو محض عقل و تہذیب دلائل و براہین الحادیہ سے سمجھ کر کے اپنے زعم میں ایسا دعوے کر بیٹھتے ہیں اور اس اعتقاد کو عالم میں باعلان پھیلاتے ہیں اور کلام نامشروع قابل گردن زدنی زبان سے نکالتے ہیں اور اسکو ہلکی بات یقین کر کے ہر جلسہ میں شائع کرتے ہیں

اور شریعت مصطفویہ کی پوری تفسیح فرماتے ہیں ایسوں کے سو خاتمہ
کا خوف ہی اور انکے لئے وہ ہے جسکے وہ مستحق ہیں۔ وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ
مرزا مظہر جانجانی رحمۃ اللہ علیہ نے معمولات منظر ہر مین فرمایا ہو کہ
بعض عزیزوں سے جو وحدت وجود کے مسئلے پر اقامت دلیل عقلی کی کرتے
ہیں اور اوس دلیل عقلی کو دلیل قطعی زعم کر رہے ہیں۔ حالت اوسکی یہ ہو کہ
جو لوگ کہ مہارت فن معقول کی رکھتے ہیں وہ خود انصاف کو راہ دین تو
سمجھ سکتے ہیں کہ دلائل فن معقول کے خطاب کے قابل تو ہی ہی نہیں ہیں
برہان قطعی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ الخصوص ایسے مسائل میں جس میں قال
معتبر نہیں ہے بلکہ حال معتبر ہو اوس میں دلائل عقلی سے مدعا کو ثابت کرنا
اور شب و روز ان مسائل میں عقل و فکر سے خوض و غور کرنا اوقات عزیز کا
خون کرنا ہی اور اپنے کو ضلالت و گمراہی کی حد تک پہنچانے میں کوشش کرنا
مولانا جامی علیہ الرحمۃ حاشیہ منہیہ میں نقد النصوص کے فرماتے ہیں
کہ ایک شخص مسئلہ وحدت وجود میں خوض و غور کر رہا تھا اثنائے فکر میں اوسکو
نیند آئی۔ ایک کتاب اوسکے سامنے لائی گئی اوسکو اوتھون نے لکھوا تو حاشیہ
پر یہ مضمون لکھا ہوا پایا۔ (کہ دریافت کرنا اسرار کو توحید کے اور پہچاننا معارف
اور بصیرت کو خدا کے جیسا کہ حق پہچاننے کا ہی اوس شخص کا کام ہی کہ جو اعتقادات
و تشخصات کو اپنی ذات سے زائل کرے اور رسوم و عادات سے اپنے کو فانی
سمجھے اور جب تک اس مرتبے کا شخص نہیں ہوئے اوسوقت تک اوس کا فرض
عقل و فکر سے خوض و غور کرنا اپنے سو خاتمہ کا سامان کرنا ہی اَعَاذَ اللّٰهُ

سب احادیث و جمیع المسلمین۔ اور بھی شیخ ابو حذ الدین کرمانی نے
 اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجرد لفظ سے معانی کا نکالنا اور توحید کے دقائق اور
 رموز کو اوس سے سمجھ کر ناز کرنا اور اوس کو مرتبہ کمال کا شمار کرنا غایت خسرا
 اور حیران کا کام ہے کیونکہ الفاظ میں جو معانی کے پہنائے گئے ہیں اوس
 معانی کے سمجھنے سے وحدت وجود یا وحدت شہود کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آسکتا
 یہی وجہ ہے کہ مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ صرف تقلید
 سے عقلی دلیل والوں کے تکلم و کلام اس مسئلہ میں نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مفادہ
 ہی بلکہ بعضوں کے لئے ضرر ہے۔ اس مسئلہ کے تذکرہ کرنے سے بہتر ہے۔ درس نیا
 حدیث و قرآن کا۔ یہ مسئلہ عوام میں الفاظ کا جامہ پہنا کر دیکھلانے کا نہیں ہے
 بلکہ کشف سے سمجھنے کا یہ مسئلہ ہے۔ خوب کسی نے کہا ہے۔ ”تادریائی ندائی“ خاموشی
 اس مقام پر بیان کا کام دیتی ہے۔ ابلی خرد مندی کی خبر دیتی ہے۔ اسی توحید کشفی
 اور توحید حالی کی تعریف میں عوارف المعارف میں حضرت شبلی رح
 سے منقول ہے کہ توحید اسکا نام ہے کہ جو تعبیر کرے اوسکو لفظ میں وہ متحد ہے۔ اور جو
 اوسکی طرف اشارہ کرے وہ دو خدا کا پوجنے والا ہے۔ اور جو اوسکی طرف ایما کرے
 وہ بت پرست ہے۔ اور جو شخص اوسکی نسبت زبان سے کوئی بات نکالے وہ غافل
 ہے وغیرہ وغیرہ باتیں منقول ہیں۔ خود شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ
 الرحمۃ ارشاد کرتے ہیں کوئی موجد کہہ حقیقت کو خدا کے نہیں پاسکتا ہے۔ اور جب تک
 پڑے سے بڑے شخص کی رسائی ہوتی ہے وہ حد فائت رسائی کی اوس شخص کے ہی
 نہ غایت حقیقت کی خدا کے ہے۔ اور جو شخص اسنے ادراک اور دریافت اور اپنی

رسائی کے حد کو اللہ تعالیٰ کی حقیقت و معرفت کی حد تصور کرے وہ مکور
 اور مغرور ہے عَنْزَکُمْ بِاللّٰهِ الْعَزَّوَجَلَّ سے ایسا ہی غرور و مکر مراد ہے
 انچ پیش تو پیش ازان رہ نیست : غایت فہم نسبت اللہ نسبت -
 بعضوں کا قول ہے کہ اللہ پاک کی اور ایک یہی ہے کہ اوسکی اور اک میں اپنے
 کو عاجز جانا الْعَجْزُ عَنْ دَحْرَتِ الْاَدْرَاکِ اِدْرَاکٌ - حضرت جفید علیہ
 الرحمة تعریف میں توحید کے فرماتے ہیں کہ توحید وہ چیز ہے جسکی دریافت
 میں رسوم مضحل ہیں اور علوم نیست و نابود ہو جاتے ہیں - حالانکہ رب العالمین
 علیٰ حالہ جیون کاتیون ہو اور ہمیشہ رہے گا -

صوفی ولی کامل صاحب محمود استقامت کا قول ہے کہ بغیر صفای باطن اور ذوق قلبی
 کے صرف الفاظی استدلال سے ان مسائل میں خوض و غور کرنا اور عقل و فکر سے
 کام لینا اونکی ہلاکت کا سبب ہے - اور شریعت مصطفویہ کے حق میں سخت بے ادبی
 مجدد الف ثانی علیہ الرحمة اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اس راہ میں
 پھسلاؤ قدم کاہو اور دیگر دیگر آفات بہت ہیں عجببات بے شمار ہیں - یہاں
 کہ فلاسفہ اور دہریہ اور ملاحدہ اور معتلیہ اور معتزلہ وغیر ہم جواہل بدعت و ہوی
 میں سے ہیں بغیر شیخ کامل اور مقتدا سے واصل کے اس راہ میں اپنی عقل
 کے سرمایہ کے بھروسے پر آئے ہر ایک ان میں سے ہلاک ہوئے اور گمراہی
 کے جنگل میں تہلا گئے اور دین سے گئے گزرے -

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ توحید کی چار قسمیں کی ہیں اس میں
 تیسری قسم توحید حالی ہے چہرہ توحید منکشف ہوتی ہے وہ سبعاۃ خدا کے

کسی چیز کو نہیں دیکھتا ہے۔ اللہ پاک کے وجود کا نور بھون کئے جو دکی روشنی کو
 لکھو دیتا ہے اور تمام مخلوقات کے وجود کا نور مضمحل ہو جاتا ہے۔ ناظرین کی آنکھ
 میں ایک ہی نور دیکھلائی دیتا ہے۔ اگرچہ نفس الامر میں اور وجود بھی موجود
 ہیں لیکن اس کے وجود کے نور کی تجلی کے سامنے سب مضمحل ہو کر کے کالعدم
 ہو جاتے ہیں۔ فَلَمَّا اسْتَبَانَ الضُّلَمِ اَدْرَجَ صَوْنًا بِاسْفَا
 اَصْوَا وَاَسْوَا کَوَا کِبِ یعنی جب صبح روشن ہوتی ہو اس وقت
 ستاروں کی روشنی مضمحل ہو کر کے کالعدم ہو جاتی ہے۔ یہ توحید حالی وہی توحید
 وجودی و شہودی ہے جو کشف سے نمایاں ہوتی ہیں۔ چونکہ اس توحید کے
 سمجھنے میں قیل و قال حروف و الفاظ کسی سے بھی مدد نہیں لی جاتی ہے
 اس لئے یہ توحید حالی کہلاتی ہے اس کو زیادہ تر حال سے تعلق ہے نہ قال سے
 ان بیانات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ عقل و فہم ناقص بشر کی کہ نہ حقیقت نہیں پہنچ سکتی
 ہو تو ایسے مسائل عقل و فہم سے سمجھنے کی نہیں ہیں جو لوگ محدث جو دو مسائل کو نوری عقل و دانش اور
 ومعانی سے سمجھ کر زبان درازی کرتے ہیں ان کی نسبت مذکورہ بالا تحریر سے
 ظاہر ہو کہ وہ اپنے سو خاتمہ کا سامان کرتے ہیں۔ مجدد صاحب الثانی
 اپنے مکتوبات کے ایک مقام میں ارشاد کرتے ہیں کہ (والد بزرگوار میرے
 اکثر فرماتے تھے کہ ہفتاد و دو ملت میں سے اکثر ان صوفیوں کی جماعت
 ہوگی کہ جو متحیر و سرگردان ہو کر راہ راست سے بھٹک گئی ہے اور صراط
 مستقیم کو چھوڑ دینے کے سبب جو لوگ گمراہ ہو گئے ہیں) اعادنا للہ للسلیم
 باقی رہی وہ جماعت جنھوں نے اس کو کشف سے سمجھا ہے۔ اس میں بھی دو

فریق ہیں ایک وحدت وجود کی طرف گئے ہیں۔ دوسرے وحدت شہود کے
 قائل ہیں اور دونوں فریق نے اس مسئلہ کو کشف ہی سے سمجھا ہے۔ یہ مسئلہ
 ہولناک معرکہ آرا ہے۔ متقدمین و متاخرین اہل تصوف و اہل علم کی رائے اس
 خصوص میں پریشان ہے۔ ہر فریق کا کلام اپنے موقع پر بسیط ہے۔ ہر ایک اپنے
 زعم میں استدلال کامل کے ساتھ دوسرے کا تعاقب کرتا ہے۔ دراصل ایک سبب
 سبب اہل علم و اہل فرع ہیں۔ میرے خیال میں یہ بڑی بے لطفی کی بات ہے
 کہ ایک دوسرے کو کفر کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ حتیٰ الوسع ان دونوں فریقوں
 کی راہ نکالی جاوے گو تطبیق تکلف ہی سے ادا ہو۔ **حسبنا اللہ ونعم الوکیل**
 مولوی غلام بیگ بھاری علیہ الرحمۃ نے اس مادے میں ایک طویل کلام
 اپنے رسالے کلمات الحق میں کیا ہے۔ جسکو نواب صدیق حسن خان مرحوم
 نے اپنے تصوف کے رسالے مریاض المتراض میں بلفظ نقل کیا ہے۔
 اور جسکو مولانا نعیم اللہ بہرائچی نے معمولات مظہریہ میں بیان فرمایا
 ہے۔ مختصر خلاصہ ان کے کلام کا یہ ہے کہ مسئلہ وحدت وجود۔ وحدت شہود و علم
 ضروریہ دینیہ سے نہیں ہے۔ جبر ایمان کی صحت موقوف ہو نہ مسائل فروعیہ
 اسلام سے ہو کہ جبر صحت اعمال ظاہری کی منحصر ہو اور مغفرت فوز جنت اس کا نتیجہ
 کلام اسقدر ہے کہ یہ عالم مصنوع اور حادث ہے اور اللہ تعالیٰ صانع حقیقی
 بیان واضح شرع شریف سے اسی قدر ثابت ہوا۔ اب رہی یہ بات کہ حادث
 قدیم صانع و مصنوع کے درمیان میں کونسی نسبت ہے رابطہ عینیت یا
 اتحاد کا ہے یا غیریت محض و مباہنت کلی ہے۔ شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام

کوئی بات واضح ثابت نہیں ہے۔ ائمہ دین اور سلف امت بھی ساکت ہیں اگرچہ دونوں فریق استدلال رموز شریعت ہی سے کرتے ہیں لیکن ایسا بیان واضح استدلال میں پیش نہیں کرتے کہ جس سے یہ مسئلہ مسائل اعتقادیہ میں دین کے شمار کیا جائے۔ منتشر اختلاف یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو اثنائے راہ سیر و سلوک عرفان مراتب ملک و ملکوت۔ امتیاز مدارج لاہوت و ناسوت میں بعض کو وحدت وجود اور بعض کو وحدت شہود و مکشوف ہوا۔ لکن صحابہ و تابعین و تبع تابعین و اکابر صوفیہ قدس السدا سرار ہم سے کوئی بات صراحتہً ان دونوں سکون میں ثابت نہیں ہوئی ہے اور بھی اُن اولیاء اُن سے جو صاحب صحو و استقامت ہیں اور شیرانِ بیشیہ رضا و تسلیم کے ہیں۔ انکی صراحتہً ان دونوں سکون میں ایک ظاہر منقول نہیں ہے الا اشارۃً و کنایۃً و تلمیحاً۔ مسئلہ وحدت وجود کے موجود شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور اتباع ان کے ہیں عفا اللہ عنہما و عنہما۔ انھیں کے زمانہ میں یہ مسئلہ ظاہر ہوا۔ بہانہ شک کہ وہ لوگ بھی جن کا باطن پریشان اور ظاہر آراستہ ہے اعتقاد میں اس مسئلے کو کمال دین و یقین کا تصور کرنے لگے اور ظاہری شریعت مصطفویہ کو کہ جسکی بنا اسلام و ایمان و احسان پر ہی نظر سے گرا دئے اور شعائر ملت حنیفیہ اوزار کان مذہب اسلامیہ کو من قبیل رسوم ظاہر و مراسم صورتیہ کے شمار کرنے لگے نفوذ باللہ منہا و من جمیع ماکرہ اللہ۔ اور اس بات سے غافل ہیں کہ اہل عرفان نے کہا ہے کہ سعادت تمام تر اتباع شریعت میں ظاہر و باطن ہے جسکو منظور ہے کہ وہ ہوے سعید دنیا و آخرت میں لازم ہے کہ ظاہر کو آراستہ تقوائے سے کرنے اور باطن کو حسن اعتقاد سے اور منع کرے اپنی

کو بڑی خواہش سے اور اللہ کے سب کام میں مخلص بن جائے جیسی او کی مرضی
 ہے اور جس امر کو وہ دوست رکھتا ہے جب ایسا ہو جائیگا تب او سپر اسرار
 خفیہ کھلنے اور معارف خدا کے او سپر نازل ہونگے انتہی کلام غلام بھی بہائی
 حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ میرا علم مفید کتاب و سنت
 کے ساتھ ہی۔ یہ قول حضرت سید الطائفہ جنید رحمہ کا سب کتب تصوف میں ہے۔
 فرقان میں ابن تیمیہ نے اور مکتوبات میں شیخ شرف الدین احمد کیے منیری
 نے اور لواقع الانوار میں شعرانی نے لکھا ہے۔ ریاض المتاض - خیر الخیر
 میں نواب صدیق حسن صاحب مرحوم نے لایا ہے۔ طریقہ تھریہ میں ابن رجب عینی نے
 ذکر کیا ہے جتنے اہل تصوف مابعد کے ہیں غالباً سب کی کتاب میں یہ قول اور
 وسائر ہوگا۔ اور کہ شیخ ابوسلیمان دارائی نے جو کہ بڑے ادیب و کبار
 سے ہیں کہ تحقیق واقع ہوتا ہے میرے دل میں ایک نکتہ ٹکھون میں ہوتا ہے
 قبول نہیں کرتا ہوں مگر دو گواہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ اور حضرت
 جنید سید الطائفہ رحمہ سے ایک روایت صحیح میں یہ ہے کہ جو کوئی نہیں پڑھتا
 قرآن اور نہیں لکھتا حدیث کو نہیں لائق ہے او سکو کہ وہ بولے علم میں ہمارے
 اور نہ اقتدا کرے کوئی او کے ساتھ۔ اور کہ شعرانی نے لواقع الانوار
 میں جبکہ ترجمہ خیر الخیر ہے کہ نہیں پہنچا ہے مجھے کسی ایک صوفی کامل ہے
 بھی کہ اٹھون نے غار زورہ حج و زکوٰۃ و صوم کو کبھی بھی منع کیا ہے اور کسی
 شے میں معارضہ شریعت کے ساتھ کیا ہے اور کیسے ولی اللہ اسکو چھوڑے گا
 کیونکہ یہی سب اعمال اللہ تک پہنچانے والے ہیں بلکہ سب صوفی کامل لوگوں کو

ان اعمال کی طرف رجوع کرتے تھے کہ جلد وصول الی اللہ حاصل ہو۔

الغرض مسئلہ وحدت وجود و وحدت شہود مسائل کشیفہ سے ہی۔ حالات ذوقیہ

عین الیقین اور مکاشفات حق الیقین سے سمجھنے کا یہ مسئلہ ہی مناسب

تھا کہ جن پر حالت ذوق و انکشاف میں وحدت وجود ہی حق معلوم ہوا وہ

اسکو اوسی حالت پر رکھتے نہ عوام میں اسکو چھپڑتے نہ اس کے مطالب و مبادی

کو الفاظ کا لباس پہنا کر لوگوں میں شائع کرتے جن پر کشف کے ذریعہ سے

یہ مسئلہ منکشف ہوا ہے اور انکو جھوٹا کہنا بھی زیادتی ہی کوئی حق نہیں ہے

کہ خواہ مخواہ بھی انکو جھٹلاوین کیونکہ وہ اعلیٰ درجہ کے صوفی کامل اور صاحب

درجہ متبع شریعت تھے مجھ کو لائق نہیں ہے کہ بغیر سمجھے بوجھے ان حضرات علیہم السلام

پر زبان طعن کی کھولوں در اسخالیکہ تاویل کا محل باقی ہے چنانچہ امام شوکانی

علیہ الرحمۃ نے فرقہ وجودیہ پر کفر کا فتویٰ دیکر چالیسی برس کے بعد رجوع کیا۔

اور کہا کہ مجھ پر ثابت ہوا ہے کہ یہ لوگ محل تاویل کے ہیں۔ تاویل کرنے سے بری

ہو جا سکتے ہیں ان کا قول فتح ربانی میں یہ ہے قد طالعت الفقحات والفقہاء

فراہت ما للتاویل فیہ من خل لا سیما عند هؤلاء الذین ہم خلاصۃ

الخلاصۃ من عباد اللہ عز وجل۔ اولاً جیسے کشف سے منکشف ہو جائے گا نہ وہ

بیان کر سکتا ہے نہ بیان کر لگا۔ وہ محض ذوق کی چیز ہے تمام تر کوائف ہیں

جب تک مراتب عرفان میں قدم نہ رکھ لیگا اس وقت تک ان دونوں کی مشق میں

میں سے کسی ایک کا بھی کشف نہیں ہو سکتا ہے۔ ہاں کمال تقویٰ و ورع و اخلاص کے ساتھ فرط جذب کے عالم میں کوئی بات ایسی حد سے تجاوز

کی ہوئی جسکی تاویل ہو سکتی ہو زبان سے نکل جائے تو وہ معذور و مضطر کی
 مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس خصوص میں کف لسان کرتے ہیں اور
 طعن کو جائز نہیں رکھتے ہیں اور صاحب حال کو معذور شمار کرتے ہیں۔ عباد
 ادنیٰ یہ ہو جلد اول صفحہ ۴۱۰۔ کاتب این سطور از انکار باب این معرفت
 ستائے نمی نماید و از طعن ایشان خود را دور نمی دارد و انکار و طعن اوقتے
 مجال باشد کہ ارباب آن حال را در ظہور آن حال مقصدے و اختیارے
 باشد بے ارادہ ایشان این معنی در ایشان ظاہر شدہ است ایشان مغلوب
 آن حال اند ہر آئینہ معذور باشند و لا طعن علی المضطر المعذور۔
 آگے جا کر فرماتے ہیں کہ آگے بھی اسکے دوسری معرفت ہو اور سیواے
 اس حال کے دوسری حالت بھی ہو۔ ارباب توحید و جود ہی بہت سے کمالات
 سے محروم رہتے ہیں اور بڑے بڑے مقامات میں ان کی رسائی نہیں ہوتی
 مجبوسان این مقام از کمالات بسیار ممنوعند و از مقامات بے شمار محروم۔
 مجدد صاحب علیہ الرحمۃ ایک مکتوب میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرات
 نقشبندیہ علیہم الرضوان اسی توحید شہودی کو دوست رکھتے تھے اور صاحب
 توحید و جود ہی پر طعن و تشنیع نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ توحید و جود ہی
 ابتداءے راہ سلوک میں فرط جذبہ و ذوق سے کبھی کبھار منکشف ہو جاتی ہی
 اور اسکو کوچہ تنگ توحید کا تعبیر کرتے تھے۔ اسی واسطے صحابہ و تابعین و
 دیگر اولیاء اللہ صاحب استقامت سے اس امر کا ثبوت بالکل نہیں ہے۔
 ریاض المتراصل میں مرزا صاحب سے منقول ہے کہ در رد و انکار اقتدا

مشائخ خود کہ بر آن با حقیقت کیے ازین دوسمکہ کشف ظاہر ساختہ اند نہ نماید
زیر کہ آہنہا انچہ گفتہ اند از دید خود گفتہ اند پس ایشان در انکار غلط دید
خود مغدور اند

اور توحید شہودی کی اشاعت اولاً جناب رکن الدین ابوالمکارم شیخ
علامہ الدولہ سمغانی رحم سے اور ثانیاً حضرت شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی رحم سے ہوئی ہے اور نہایت عمدہ طرح سے دو ورق کے
مکتوب میں ثابت کیا ہے کہ ظل شے کا حقیقت میں عین اوس شے کا نہیں
ہے بلکہ شخص شہم و مثال ہے۔ اور وجودیہ اوس ظل کہ عین اوس شے کا کہنے
پس فرق درمیان دونوں مذہب کشف کے یہ ہوا کہ شہودیہ حمل ظل کو اصل پر
نہیں کرتے ہیں اور وجودیہ ظل شے کو حمل اوس شے پر کرتے ہیں۔ نہایت
کامل استدلال کے ساتھ مجدد صاحب نے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ ظل
اوس شے کا عین اوس شے کا نہیں ہے۔ سر یا ض الملتا ض میں نہایت
بسیط تقریر کے ساتھ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحم کے الفاظ و دلائل
کو بھی کہ جو کمال کشف کا اون کے نتیجہ ہے لکھا ہے جس میں شیخ اکبر لکھتے ہیں
کہ ہم نہایت کنشاف حق البقین عین البقین سے کہتے ہیں کہ ہم پر یہ امر
منکشف ہوا ہے کہ تمام اشیاء بطرح وجودات خاصہ میں اپنے باہم افتراق
رکھتے ہیں اوسط طرح ایک مہین کہ جو منشاء انتزاع تعینات کا ہوا ہے باہم
افتراق رکھتے ہیں۔ الخ۔ معلوم ہوا کہ نزاع حقیقی ہے تطبیق نہیں ہو سکتی ہے
چنانچہ مرزا صاحب علیہ الرحمۃ تقریظ میں رسالہ کلمات الحق

غلام بچے بہاری کے لکھتے ہیں کہ تعرض مسئلہ تطبیق ضرورتے بنود کہ
 این تطبیق بین المکشفین اگرچہ خالی از تکلف نیست لکن متضمن مصالحت
 عمدہ است و ہی اصلاح بین الفئتين العظیمتين۔

حضرت جناب شیخ الشیوخ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی
 تطبیق دی ہے۔ لیکن غلام بچے بہاری نے اوپر تعاقب کیا ہے۔ چنانچہ
 اسکے جواب میں اونکے بیٹے شاہ مولانا رفیع الدین صاحب محدث
 دہلوی نے ایک رسالہ منع الباطل لکھا ہے اور تطبیق میں بڑا زور لگایا
 اور جہد کثیر و سعی بلیغ کی ہے لیکن تکلف سے خالی نہیں ہے۔ علامہ غلام بچے
 بہاری لکھتا ہے کہ نزاع حقیقی است تطبیق ہر دو متصور بنی شود۔ اور
 بھی عوارف المعارف میں حضرت شہاب الدین سہروردی
 علیہ الرحمۃ نے تطبیق میں زور لگایا ہے۔ اگرچہ تکلف کے پیرایہ میں ادا
 ہوا ہے لیکن نزاع اٹھ جانے کی صورت درمیان دونوں مسئلہ مکشوف
 کے معقول ہے۔ تو یہ امر ثابت ہوا کہ یہ دونوں مسئلہ مکشوف ہے۔ تا
 درنیامی ندانی و ناظرین ان مباحث کے دلائل کے الفاظ کو تفصیلاً کتب
 تصوف میں درج ہیں مذاق صحیح۔ ذوق سلیم سے دیکھینگے تو اوپر میرے
 اس امر کے کہنے کا تجربہ ہو جائیگا کہ ان مباحث کے الفاظ مثل اوس
 پھول کے ہیں جسکی بو اوڑھی ہوئی ہے۔ صرف لفظ معلوم ہوتا ہے معنی نثار
 تحریر و تقریر مراقبہ عین الیقین و مکاشفات و تجلیات و ذوق و شوق
 معنوی کی جو متضمن ادراک مراتب سیر و سلوک کے ہیں۔ اور شامل حالات

درجات لاہوت و ماسوت کے ہیں اور نگاہ سمجھنا اور اوسکے معانی صحیح اور
مبرا و حقیقی کو پہونچنا علوم کبیبہ فنون فلسفہ کے زور سے محال ہے
این زمین را آسمانے دیگر است۔ یہ ایک ملکہ راسخہ ہے اور انوارات متوافر
برکات متواترہ فیوضات متکاثرہ ہیں کہ بعد استقامت تقوٰے و ورع
زہد و خلوص۔ اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ۔ اجتناب محارم۔
تفحص حلال کے قلب پر اہل اللہ خاصان خدا کے تاثیرات غیبیہ و فائض
ہوتے ہیں اور اسکی شیرینی اور اسکی حلاوت سے وہی خوب واقف ہونگے
کشتگان خجیرت سلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است

اے عزیزان بیانات سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ اگر کشف سے یہ مسئلہ وحدت
وجود کا کسی پر نکشف ہو گیا ہو اور احیاناً فرط شوق و ذوق سے حالت سکر
میں کوئی لفظ کسی صاحب ورع و استقامت زہد و تقوٰے والے سے
صادر ہو تو اسوقت اسکو مغذ و شمار کرتے ہیں ولا طعم علی العذر المضطر
گفتہ مشائخ بہت تاہم اسکی تنگ ظرفی و محدودی مقامات کی کافی دلیل ہے
محبوسان این مقام از کمالات بسیار ممنوعند از مقامات بے شمار محروم
گفتہ مجدد علیہ الرحمۃ بہت۔ ناواقف کو رباطن کا صرف عقلی دلیلون سے ان
دونوں توحید مکشوفین میں کلام کرنا دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا
در آنجا لیکہ یہ عقائد مزوریہ دینیہ میں سے نہیں ہے جس کسی کو الحاد و زندقہ سے
بچنا ہے اسکو بے استعداد باطن کے ان امور میں پڑنا ہی بچا ہے۔ ان
مسائل میں بے راہ باطن اور بے صفاء قلب کے خوص و غور کرنا اور ملحد ہونا

ایک ہی بات ہی در اخبار الاخبار عبارت ہا از بحر المعانی نقل کردہ و گفتہ کہ کلمات اہل سکر و حال کہ در حالت ذوق و تجلّی و حال وقوع باید خارج از قواعد عقل و مہ ازین قیاس اند

تفسیر دیگر

قرآن مجید تمام تر بیان توحید سے مملو ہے اس طریقہ پر کہ اللہ نے وحدت کو ظاہر کیا ہے بملاست غیر اور غیریت کے۔ اللہ پاک گاہ اپنے کو غائب کر سکے۔ تعبیر فرماتا ہے۔ اور گاہ ہے صیغہ متکلم اور خطاب سے اپنے کو مریخ اور مکتا ہوتا ہے اگرچہ غیب و خطاب و تکلم میں وہی ذات واحد ہے۔ سید آزاد بلگرامی نے اپنے منظر البرکات میں دونوں مذہب شہود و وجود کی تمثیل لکھی ہے۔ مسئلہ وحدت وجود کا ذکر صراحتہ نہ قرآن مجید نہ سنت مطہرہ میں ہے۔ حضرات صوفیہ واسطے تائید کشف و شہود کے قرآن پاک سے اشارات ثابت کرتے ہیں اَلَا اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّخِيطٌ ۝ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وُجْهَهُ ۝ مثل حدیث مسلم نَوَدَّ لَوْ كَانَ بَحْلٌ اِلَى الْاَرْضِ السَّابِعَةِ الشُّفْلَى لَهَبَطَ عَلَى اللَّهِ ۚ اِنَّ اللَّهَ قَبْلُ وَجْهِهِ۔ لیکن یہ اشارات دلیل صریح و کافی اثبات مدعا کے لئے نہیں ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ علما و ظاہر انھیں اشارات کو مقبول کر کے الزام صوفیہ پر دیتے ہیں۔ کیونکہ احاطہ کے لفظ سے محیط و محاط لفظ ہی اور وہ دونوں مغائر ہیں۔ مراد مالک سے زمانہ مستقبل میں ہی نہ زمانہ حال میں اور بھی نابطل ہے اور وہ مغائر ذات باری کے ہے۔

اور چونکہ توحید و جود میں امام خلفہ فوق۔ تحت وہی ہی بدین مجہول کہ

ایک ناقص تمثیل کے پیرائے میں عرض کرتے ہیں کہ جس طرح شمس آفتاب مختلف
 جگہوں پر پڑنے سے بخش نہیں ہوتی۔ یہ ایک ہی طرح حقیقت کی مانند ان کی
 باوجودیکہ مسلمانوں کا فریالطاف حق علیہم السلام ہے۔ اور ان کے لئے نور ہے۔ اور جو
 اوس سے نقصان نہیں قبول کرتا ہی۔ یہی اندہ سب ہی شیخ اکبر نجی الدین عربی و
 شیخ صدر الدین قونوی و شیخ عبد الحکیم عیسیٰ و شیخ عبدالرزاق جہانوی و شیخ ابوالفتح
 پانی پتی کا یہ حضرات سب کے سب قادر یہ ہیں۔ اور یہی عقیدہ ہی شیخ جلال الدین
 رومی اور شیخ شمس الدین تبریزی کا۔ یہہ دونوں حضرات کبرویہ خاندان کے
 ہیں۔ اور اس طرف گئے ہیں شیخ فرید الدین عطار۔ آپ سہروردیہ ہیں اور اس طرف
 رحمان ہی۔ سید محمد گیسودار از چشتی کا۔ اور بھی مذہب ہو خواجہ عبید اللہ احرار
 ملا نور الدین جامی و ملا عبد الغفور لاری و حضرت خواجہ بانی بابتہ کابل کا ہے
 اور شیخ عبدالرزاق کاشی و شمس الدین فناری و قیصری و سعید الدین فرغانی
 و سید جعفر بنکی چشتی کا بھی مسلک یہی ہے۔

اور ایک جماعت تاویل حکایت یا سکر حالت پر حمل کر کے وحدت وجود کی منکر
 ہو۔ اس جماعت کا بیان ہو کہ وحدت وجود بعض اوقات اور بعض مقام میں
 نظر میں سالک کے معلوم ہوتی ہے۔ نفس الامر میں وہ وحدت وجود نہیں
 ہے جیسا کہ آفتاب کی روشنی میں ستارے سب آسمان پر نظر نہیں آتے ہیں
 حالانکہ نفس الامر میں موجود ہیں اور باروشتی ہیں۔ لیکن شدت روشنی سے
 آفتاب کے اوسکے نور کا ظہور نہیں ہوتا ہے۔ اور بصارت کے اعتبار کر کے
 وہ موجود نہیں ہوتے ہیں۔ حالانکہ علے حال روشن ہیں اس طرح کمال تجید

کے مقام میں سالک کو کمی نظر میں آسکتی ہے۔ اور نہ وجود کے کچھ بھی دیکھ لائی نہیں دیتا ہو حالانکہ وہ ان پر صرف وحدت وجود ہی نہیں بلکہ اور وجود بھی نفس الامر میں ہیں جیسا کہ چراغ کا وجود عدم وجود مشعل کے سامنے اکیسا ہی ہو اسی طرح سالک ملے کرنے میں مقامات طریقت و معرفت کے شدت انہماک کی وجہ کر آور وجود دون کا اعتبار ہی نہیں کرتا ہو اگرچہ نفس الامر میں امر واقع ہی ہے کہ اور وجود بھی ہے گو نظر کو ہی حقیقت نفس الامر کی نہیں دیتی ہے۔

یہی مذہب ہی شیخ علاء الدین تمسانی اور نقیبا اور قدیم صوفیوں کا اور امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا ان حضرات کے رسالے اور تصانیف اور تالیفات اس خصوص میں بہت ہیں۔

لیکن ہر لوگ اس اختلاف کے بعد پیدا ہوئے ہیں ہر لوگوں کو کسی جانب متوجہ نہیں چاہئے بلکہ حق کو دائرہ انھیں دونوں میں سمجھے جیسے مذاہب اہل سنت و جماعت کا دائرہ ہے مذہب اربعہ و اہل حدیث میں اور ایک دوسرے کو باوجود اختلاف کے براہین جانتا ہے۔ اسی طرح کسی کا دل دلیل کی وجہ کر راجح و مجید وجودی کی طرف ہو جائے تو وہ شہود یہ کو برا نہ جانے اور کسی کی طبیعت وحدت شہود کی طرف رجوع ہو تو وہ وجود یہ پر زبان طعن کی نہ کھولے۔ اور گمراہ بن جائے اسکی تکفیر نہ کرے جیسا کہ علامہ ربانی محمد بن علی شوکانی رحمہ بعد چالیس سال کامل کے تکفیر سے شیخ اکبر رحمہ وغیرہ کے رجوع کیا۔ ہاں لیکن بعض مقلد صوفی ناواقفیت سے ایک طرف غلو کر بیٹھتے ہیں فرق مراتب کا نہ کر کے قدم جاوہ اعتدال سے نکال کر کے عابد کو معبود۔ حادث کو قدیم۔ ملوث کو منفرہ۔ حلال کو حرام نجس کو طاهر

معلوم کرتے ہیں پس جو شخص ایسا اعتدال سے بڑھا ہوا فرقہ وجودیہ سے ہوئے وہ البتہ گمراہ و ضال ہے۔

اسی طرح توحید شہودی والے تقلیداً دائرۂ احتیاط اور اعتدال سے قدم باہر نکال کر کے ایک جماعت صوفیہ کو گمراہ و ضال و کافر کر کے یاد کرتے ہیں وہ لوگ بھی قابل طعن و ملامت کے ہیں۔

پس جو شخص زمرہ وجودیہ سے شرع کی قید رکھتا ہو۔ آدمی کو نماز و روزہ و تلاوت قرآن اجتناب شرک و بدعت خوف ورجا تقویٰ و صلاح کی طرف بولانا ہو اس کی شان میں زبان طعن کی اور لب کو ساتھ تکفیر اس کے نہیں کھولنا چاہئے وہ اتحاد و زندہ سے دور ہے۔ ہاں اگر وہ امت کو فسق و فجور کی طرف دعوت کرتا ہو اور لوگوں کو اباحت اور اتحاد کی طرف بولاتا ہو تب، البتہ قابل تکفیر و تضلیل کے ہے تاہم تکفیر میں احتیاط چاہئے اگر کسی دین چند وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ عدم کفر کی ہو تو مفتی کو عدم کفر پر فتویٰ دینا چاہئے۔ لیکن جو وقت قائل خود تصریح وجہ کفر کی کرے تو مجبوری ہو۔ فتاویٰ ہندیہ میں ایسا ہی مرقوم ہے۔ یہی مذہب، علامہ شوکانی اور دیگر علماء ربانی کا۔

لیکن جو اولیاء اللہ قائل وحدت وجود کے ہو گزرے ہیں ان کو ہرگز تحقیر و انتہا کی ادا سے نہیں دیکھے۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ الخ بلکہ اولے و النسب یہ ہے کہ عوام کو نفیاً اور اثباتاً اس مسئلہ میں گفتگو ہی نہیں کرنی چاہئے۔ محض سکوت چاہئے کیونکہ عقل ہر کس کی رسا نہیں ہو حق کو باطل۔ باطل کو حق سمجھنے لگتی ہے۔ دراصل لیکہ یہ مسئلہ ضروری مسائل میں نہیں

پس جو فقہ سے وزید ہے آراستہ نہیں ہی اتباع شریعت کے نور میں نہیں
 جلتی ہی مثل عیسایانہ بازاری کے ہے نہ حرام حلال کا اور مسکو نیال ہی نہ شرک و عیبت
 سے اور مسکو نیال سے غرض ہی نہ احسان سے سروکار ایسوں
 کو نہ فی ہنگام میں تصریح میں کلام کرنا اور کلام بے ادبانه زبان سے نکالنا زندقہ
 والحاد نہیں ہی تو کیا ہی؟ عوفیہ کرام ایسوں کو شہر سے نکال دینے کا حکم کرتے ہیں
 یا خود اوس شہر سے چلا جانا مثلاً تہ ہیں۔ ارباب مشائخ نے فرمایا ہے کہ ایسوں
 کی صحبت اور سائے سے ایسا بھاگ جیسا کوئی شیر سے بھاگتا ہے وہ مجسم الحاد
 ہے اہل ظاہر کو سیوا قتل کے چارہ نہیں ہے۔

لطائف اشرفی میں ہی کہ قدوة الکبراء فرماتے ہیں کہ ولی اللہ ہونے کے لئے
 علم ضروری جاہل ولی اللہ نہیں ہو سکتا ہی۔ دوسرے ولی اللہ ہونے کے لئے دنیا
 سے منفصل ہونا واجب ہی۔ جب دنیا سے الگ تھلگ رہیگا تب البتہ اللہ میں ملے
 شبلی رح ارشاد کرتے ہیں کہ طہارت صورت انفضال کی ہی اور نماز مقام اتصال
 ہے جو شخص وضو میں تمام خلوقات سے امید منقطع نہیں کریگا نماز میں درجہ اتصال
 کا اوسے حاصل نہیں ہوگا۔

لطائف اشرفی کے دوسرے مقام میں ہی کہ ولی کے لئے اگر چراغ علم کا نہ ہوگا
 تو خیر کو شر سے فرق نہ کر سکے گا اور صحرا میں گمراہی کے اور میدان میں کدورت کے
 نتیجہ ہوگا اور مراد علم سے علم وراثت ہے نہ علم درست العلماء و رتہ کہ انبیاء
 اور علم وراثت محض فضل الہی اور عنایت نامتناہی سے حاصل ہوتا ہی۔
 مخدوم آخری جمشید را جلیگیری جو بروایت شاذ ابو علی قدس سرہ کے مرید ہیں

اور ہر دہائیہ محمدیہ میں جہان گشت کے خلیفہ ہیں مقوج ہیں اولیٰ
 مزار سے اولیٰ تھا تو ان کی ہرگز وہ آئینہ کسی جاہل کو ولی اپنا نہیں
 بنایا ہو۔ فکر الہیہ میں موجود ہے واعرض عن الجاہلین جاہلون سے اعراض
 واجب ہے۔ صحبت بدکارہ تہمی کند، دیگ سیہ جاہل سیہی کند، اولیٰ
 بھی قول ہے کہ بعض مردہ ہیں اور بعض نصف مردہ ہیں اور بعض لاشہ ہیں۔ مرد و اصل
 الی اللہ مرد ہے۔ مرد جو طلب اللہ میں ہو وہ نصف مرد ہو۔ مرد جو طلب دنیا میں ہے
 کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ تو می فرماید کہ طالب صادق را باید کہ قدم در متابعت شریعت
 حضرت رسالت مسلم نہ ندو در اعمال پیروی او کند و آنچه سے صلے اللہ علیہ وسلم
 فرمودہ ہے اتا لہا یرا بر سوزنے تجاوز نہ نماید و ہمیشہ بر جادہ سنت مستقیم باشد
 و اگر کیے کرے و در یرا سیر و یاد در آتش دہمی آید و خارق عادت بخلق می نماید و فرستہ
 از فرشتہ اللہ تاکہ اید پر یا سننے از سنن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
 نقصان می کند یرا تاکہ او شیطان و ضال و مضل است و کرامت نمودن او و تہذیب
 است و در دہوی کہ اب است اتقوا من الصوفیۃ الجہلۃ فانہم اصول
 الدین و قطب علیہ السلام یعنی بجا و اپنے کو صوفیہ جاہل سے تحقیق کہ
 وہ لوگ جو بہینا دین کے اور ڈاکو ہیں اسلام کے سے جنگ و جال از
 درون و رنگ اسدالابرار و دام دزدان در ضمیر و فرشتان در خطاب
 بر اہل جہاد و ست در کئی عمر ضائع ہے ہر جزیر عشق ہر چہ بخوانی بطلت ہے
 سعدی بدو کہ دل اور نقش غیر حق و علیکہ رہ بحق نہ نماید جہالت ہے
 شیخ محمد الدین بن عربی جو خلیفہ ہیں علی جامع کے اور علی آجام خلیفہ

ہیں پیرانہ پیر سیدنا عبد اللہ بن جلی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ متبع سنت قاصد عبت
کمال زہد و ورع سے مشفق تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
سے انکی ملاقات ہوئی۔ دونوں باہم ہم حکام نہیں ہوئے ایک نے دوسرے کو غور سے
دیکھا جب دونوں علیحدہ ہوئے تو لوگوں نے شیخ مخدوم شہاب الدین سہروردی
رحمہ سے اونکے بارے میں پوچھا۔ فرمایا میں محی الدین بن عربی کو ایک مرد پایا
کہ سر سے قدم تک اتباع رسول میں غرق ہے۔ اور شیخ رحمہ کے بارے میں محی الدین
بن عربی رحمہ سے پوچھا فرمایا وہ حقیقتاً کادریا ہے۔ جامی رحمہ نے مناقب اولیاء
میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین بن عربی ہوسٹینے بحر الحقایق و خاتم
الاولیاء حقیقتوں کے دریا کا وہ شیخ ہے اور آخر اولیاء کا ہے۔

سعد الدین جموئی کو لوگوں نے پوچھا کہ ابن عربی کو کیسا پاتے ہو۔ فرمایا
بحر مواج ہے جسکا کنارہ نہیں۔ پھر کہا کہ سچ سچ سہروردی کو کیسا پایا۔ فرمایا وہ سراپا
نور ہے اتباع رسول کا نور اسکی پیشانی سے چمکتا ہے۔ شیخ احمد ولی اللہ
محدث دہلوی بھی انکی تکفیر کے قائل نہیں ہیں۔ با این ہمہ چونکہ عوام میں کتاب
لکھ کر وحدت وجود کے مسئلے کے متعلق گفتگو کی ہے اور الفاظ نامناسب بولے
ہیں جو استقامت عالی ظرفی کے منافی ہے اگرچہ تاویل سے برارت اچھی طرح سے
ہو جاتی ہے پھر بھی ایک جماعت صوفیہ کرام کی انکی تکفیر پر فتوے دی رہی ہے۔
جامی رحمہ نے کہا کہ بہت سے فقہاء و علماء اہل شان میں اس کے طعن کرتے
ہیں اور ایک جماعت صوفی کی اور تھوڑے سے فقیہ انکی نزرگی کے مقرر ہیں۔
شیخ مویذ الدین جندی رحمہ شرح فصوص الحکم میں فرماتے ہیں بعض

در تکفیر و تفصیل شیخ مبالغہ دارند۔ شیخ اوحمد الدین کرمانی بڑے بزرگوں سے
ہیں گو شہود یہ تھے لیکن چونکہ جمال مطلق کو مقیدات صورت میں مشاہدہ کرتے تھے
اسلئے شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا کہ نام اسکا میرے سامنے مت لو
بستیع ہو۔ حسین بن منصور حلاج طبقہ ثالثہ سے ہیں اگرچہ وہ اچھی حالت کے
شخص تھے۔ چنانچہ ابو سعید ابوالخیر کیے از متاخرین گفتہ کہ او در علو حال است۔
شیخ الاسلام ہر وی آؤسکی شان میں متوقف ہو۔ جلیلید سید الطائفہ نے
فتوے قتل کا دیا ہو۔ نظام الدین نے کہا کہ حسین بن منصور حلاج
اگر وہ عالم محویت میں ہوتا اس سے ایسا امر صادر نہوتا کیونکہ جبکہ محویت ہے
اؤسکو آنا کا خیال نہیں رہتا ہے۔ حضرت شبلی رحمہ نے حسین بن منصور حلاج
کی تعریف کی ہے۔ غرض بعض متفق بھی ہیں اور زیادہ تر مختلف ہیں۔ چونکہ ان حضرات
سے بے اعتدالی ہوتی گئی ہے۔ اسلئے باوجود تقویٰ و اخلاص کے بھی مقبولیت
عام کے درجے سے گرسے ہوئے ہیں۔ پھر کیا حال ہوگا اؤنکا جنکو نہ زہد ہو نہ تقویٰ
نہ وہ صحیح ایمان ہو نہ ذائقہ احسان کا اؤسنے چکھا ہے نہ باطن زندہ ہے نہ ظاہر
ستودہ ہو۔ صرف صوفی کی زری میں آکر کے ہر جلسہ ہر موقع ہر محفل میں کچھ نہ کچھ
وحدت وجود کی گالیتے ہیں بلکہ اچھا کچھ کہہ لیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہو
کہ اس اعتقاد کو ضروریات دین میں شمار کرتے ہیں اور براہِ ثواب کلمہ خیر
کی مشافی کرتے ہیں لغو ذباللہ من ذلک۔ حالانکہ چھٹی صدی شیخ محمد بن
اگر کے زمانے میں اسکی اشاعت ہوئی اگریم بات دین کی ضروریات سے
ہوتی تو صحابہ کرام تابعین تبع تابعین۔ ائمہ اربعہ و دیگر صلحا سے سادات

واولیاء اللہ صاحب صحوہ استقامت بھی اس سے حظ وافر اٹھاتے۔
 منصور کے قتل کے وقت حضرت جنید سید الطائفہ رہے لوگوں
 نے کہا کہ فتوے پر دستخط فرمائے تاویل ممکن ہو۔ فرمایا کہ اب محل تاویل کا
 باقی نہ رہا فتوے پر یہ لکھ دیا کہ بخن مخکم بالظاہر او بظاہر حال
 کشتی بہت و باطن را خدا داد۔ مرزا مظہر جانجانی علیہ الرحمۃ فرماتے
 تھے کہ ایک شخص مولوی عبد الباعث وجودی مشرب کے تھے وہ اپنے
 والد سے نقل کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ
 ساتھ ایک بھاری جماعت صوفیہ و علماء کے بیٹھے ہیں۔ جماعت علما کی
 داہنے جانب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ اور جماعت صوفیہ کی بائیں
 جانب علما کے ہے کمال دلیری سے حضور میں سرور کائنات کے شکایت
 کر رہے ہیں کہ حضرات صوفیہ نے شریعت کو آپ کی بے رونق کر دیا۔ ہزاروں
 بدعت کو ان لوگوں نے رواج کر دیا ہے اور لب کو ساتھ دعوئے وحدت
 وجود کے کھولا ہے اور ایک عالم کو گمراہ کر رہے ہیں۔ علما شکایت کر رہے ہیں
 صوفیہ نہایت خجالت و شرم سے نیچی نظر کئے ہوئے ڈر رہے ہیں اور سر کمانیا
 باوجود وقوع قصور کے بمقتضای حیا کے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ علما کی اس خصوص
 میں جرأت و دلیری براہ اصالت و حقانیت کے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا سکوت محض براہ محبت صوفیہ کے ہے۔ لیکن وہ صوفی عالم جسکا ظاہر و
 باطن آراستہ ہے وہ البتہ کمال مدارج کے اشخاص ہیں اور خلاصہ مخلوقات
 کے ہیں۔

اجتناب بدعت اور اتباع شریعت سے طریقت منکشف ہوئی ہے

منازل السائرین کی شرح لتدینہم المقربین شیخ محمد طاہر رحمہ سے
ہے اس کے صفحہ ۱۱۱ مقامات ولایت میں یوں لکھا ہے کہ ولایت میں محبت کی
ضرورت ہو اور وہ محبت اگوتی ہو اللہ کے احسانات پر غور کرنے سے اور قائم رہتی
ہے اتباع سنت سے اور کم کھانے سے روز بروز زیادہ ہوتی ہے۔ خواجہ
عبد الخالق عجدوانی کا قول ہے فنا سے نفس اس شخص کا معتبر ہے کہ
اللہ کی راہ میں چلتا ہے دامن ہاتھ میں اور اللہ کے قرآن خدا عزوجل کا ہو
اور بائیں ہاتھ میں اور اسکے سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو۔ پھر
دونوں کی روشنی میں راہ کو طے کرے۔ خواجہ بہار الدین نقشبند
محمد بن محمد بخاری رحمہ کا قول ہے کہ ہر حالت میں اللہ کے امر و نہی کے مصلے
پر قدم جمائے رکھو اور ہمیشہ عمل کرنے میں غنیمت و سنت کا خیال رکھو۔
بدعت و رخصت کے گرد نہ پھرو۔ ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال
احوال افعال کو پیش نظر رکھو جو بات حضرت صلعم سے پناؤ تو ان کے صحابہ کے
اخبار و آثار میں ڈھونڈو۔ آپ کا قول ہے کہ میرا طریقہ مضبوطی سے متابعت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈوری کو پکڑنا ہے۔ اور صحابہ کرام کے افعال و آثار کے
ساتھ اقتدا کرنا ہے کیونکہ اس طریقہ میں تھوڑے عمل سے کام زیادہ نکلتا ہے۔
لیکن حضرت کی پیروی کا خیال رکھنا بھاری کام ہے جو کوئی اس طریقہ سے
روگردان ہوا اس کے دین کی صحت میں کلام نہیں۔ جتنے صوفی عالم گزرے ہیں

۱۱۱
۱۱۲

اونکو اتباع رسول الثقلین میں ثابت قیام کیا گیا۔ امام ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ جس طرح علم فقہ و قرآن میں امام تھے اسی طرح زہد و عبادت و تقویٰ و اخلاص میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ ایک دن آپ نے ایک لڑکے کو کپڑے میں بھینسا ہوا پایا فرمایا ہوش کر کے چل تاگرے نہیں آؤ سنے جواب دیا کہ زیادہ آپ کو ہوش گوشش سے کام لینا چاہئے۔ میں اگر گرا تو اکیلا گرا آپ اگر پھسلے تو سیکڑوں کو لے کر آپ کے مقتدی، و پیروہین پھرب کا اوٹھنا دشوار ستہ اور بڑا اوٹھنا اکیلے کچھ دشوار نہیں ہی۔ امام صاحب علیہ الرحمۃ کو تعجب ہوا اور فوراً اپنے احباب و شاگردوں کو نصیحت و غیبت فرمانے لگے کہ اگر کسی مسئلے میں تم لوگوں کو شک ہو اور میرے کہے ہوئے کے خلاف میں تمھارے پاس دلیل روشن ہو اس میں میری تابعداری نہ کرو اور میری تقلید میں اپنی تحقیق پر عمل کرنے سے باز نہ ہو۔ اسی حکایت کو دیکھ کر کے شیخ عارف قمریہ الدین عطا رحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ قول امام صاحب علیہ الرحمۃ کا کمال الشان کی خبر دیتا ہے۔ اسی بنا پر ابو یوسفؒ و محمدؒ کے پاس سیکڑوں مسئلے ایسے ہیں جس میں امام صاحب کے وہ لوگ خلاف میں ہیں انتہی۔

اس بنا پر حنفی بکا وہی شخص ہو کہ جو اتباع دلیل کی کرتا ہو اور پیروی میں قال وقیل کے نہیں رہتا ہو۔ اچانا اگر کوئی مسئلہ صریح حدیث رسول الثقلین کے خلاف ہو اس مسئلے میں حدیث کو چھوڑ کر کے پیروی کسی فقیہ علیہ الرحمۃ کی کرنی گویا جناب امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف

میں سعی کرنی ہے۔ آپ کی وزارت با برکات و جمع زہد و عبادات اس سے بڑی
 ہے آپ نے صاف فرمادیا ہے اذ احکم الحدیث فهو منہابی جب
 حدیث صحیح ہو جاوے تو وہی ہمارا سنا ہے۔ معاذ و رازی رحمۃ اللہ
 علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ کہاں
 آپ کو ڈھونڈھوں۔ فرمایا ابو حنیفہ کے علم میں کیونکہ علم اسکا اتباع
 دلیل اور ترک تقلید ہے۔ پس جو شخص نیکون کو بدنام کرے یا الانام کا حنفی
 باوجود صحیح ہو جانے حدیث کے پیروی رسم و رواج کی نہیں چھوڑتا ہے
 اور پیرویش کی رائے کی تقلید کو ہاتھ سے جاتے نہیں دیتا ہے وہ علماء
 محققین اور صوفیہ کرام کے نزدیک ہرگز و ہر آئینہ امام ابو حنیفہ کو نفی رحمۃ
 اللہ علیہ کا پیرو اور مستلد نہیں ہے کیونکہ ایسا شخص شریک رسالت میں
 کرتا ہے۔ اور محققین مذہب حنفی نے شرک و بدعت کی ایسی جڑ کاٹی ہے کہ کسی
 مشرک کو اور کسی بدعتی کو حنفی کہنے کی جرأت نہیں رہی اور نہ ہوگی۔ بایں ہم
 جو شرک کر نیوالے اپنے کو حنفی کہتے ہیں وہ اس مصرع کے مصداق ہیں
 بدنام کنندہ نکونامے چند۔ ایسے ہی حنفی کو پیران پیر علیہ الرحمۃ
 غنیۃ الطالبین میں سخت و درشت لکھ گئے ہیں لاریب و لبیبہ
 اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان سے بہت بعید ہے کہ وہ حدیث صحیح
 صلی اللہ علیہ وسلم کی رہتے ہوئے اسکو چھوڑ کر کسی کی رائے کی پیروی
 کریں۔ اور رسم و رواج جو مخالف دین اسلام کے ہے اسکو سہاڑے رہیں
 کیونکہ ولایت نام ہی فنا ہو جانا اللہ کے ساتھ کمال اتباع رسول کی بکرت

سے جب اطاعت رسول کے موقع پر کہ وہ عین اطاعت خدا کی ہو زید و عمرو و دیگر
 خیال دل میں باقی ہے تو فانی فی اللہ باقی باللہ نہیں ہوا۔ **سرباچی**

این طائفہ اند اہل تحقیق ہا	فانی ز خود و بد دست باقی ہا
باقی ہمہ خوشتن پرستند ہا	دین طرفہ کہ نیستند و ہستند ہا

بدعت ضلالت ہی اولیاء اللہ کی شان سی بہت بعید ہو

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمہ اللہ کا نام اوزکا محمود ہے آپ خلیفہ نظام الدین
 اولیاء رحمہ اللہ کے ہیں۔ ایک روز حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کے یہاں جمع
 شروع ہوا شیخ اوٹھ کھڑے ہوئے۔ یارون نے روکا فرمایا کہ خلاف سنت ہے
 یارون نے کہا کہ تم اپنے پیر کے مشرب سے پھر گئے۔ کہا فعل ہر کا حجت شرعی
 نہیں ہو۔ دلیل کتاب و حدیث سے چاہئے یہ رد و کد یہاں تک پہنچی کہ حضرت
 نظام الدین اولیاء سے اس قصے کو لوگوں نے کہا آپ نے فرمایا کہ شیخ نصیر الدین
 دہلوی کا قول صحیح ہے۔ میرا فعل حجت شرعی نہیں ہو۔ سید اکابر و لیاء میں
 ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء کی مجلس جمع میں مزامیر و تصدق نہ تھا بلکہ جمع
 سے بھی یارون کو منع کرتے تھے اور ارشاد کرتے تھے کہ خوب نہیں ہے۔

شیخ چراغ دہلوی رحمہ اللہ کے بغایت تھے۔ آپ کا قول ہے
 کہ ایمان کے بچانے کی فکر میں ہمیشہ رہنا چاہئے نہ کرامت و خرق عادات کے
 پیدا کرنے کی فکر میں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زیر حدیث

ماحدث قوم بدعة الا مرفع مشلہا من السنة فتمسک السنة خیر

من احداث بدعتہ کے لکھا ہو کہ جب نئی بات کا دین میں نکالنا بمنزرت
 سنت کے اوٹھانے کے ہو تو اس بنا پر سنت کو جاری کرنا بدعت کی جڑ کاٹنا ہے
 پھر بعد اسکے ارشاد کرتے ہیں کہ تھوڑی پیروی سنت کی کرنی بدعت حسد کے
 ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ سنت معنی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی
 میں نور پیدا ہوتا ہے اور بدعت کے کرنے سے تاریکی قلب پر طاری ہوتی ہے۔
 مثلاً کسی شخص کا پائٹھانے جانے اور استنجا کرنے میں آداب سنت کا لحاظ رکھنا
 بہتر ہے اور اسکے لئے در سے اور مسافر خانے کے بنانے سے۔ کیونکہ سالک
 یعنی صوفی سنت کے آداب کے برتنے میں تقرب کے مقامات میں ترقی کرتا ہے
 اور سنت کے چھوڑنے سے دن بدن تقرب سے جدا کے لگتا جاتا ہے۔ لمحات
 مرزا مظہر جانجاناں رحم نے فرمایا ہے کہ جتنے الوسع بدعت سے اپنے کو
 بچانا چاہئے اور ہر حال میں غسل کتاب و سنت پر چاہئے۔ آپ مافرمانہ
 ہیں کہ جو حدیث نظر سے گزرے اور سپر ہمیشگی کے ساتھ عمل کرے۔ ورنہ
 جہان تک کر سکو کرتے جاؤ اگرچہ عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ ہوتا اور حدیث
 پر عمل کرنے کے نور سے محروم نہ رہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس بدعت عرس
 وغیرہ کا مقید نہیں ہونا چاہئے کیونکہ کرنے میں اس فعل کے دینی قباحت بہت
 ایک دن ایک خلیفہ کو آپ نے خرقة دیا فرمایا کہ اس خرقة کو عورتوں کے حیض کے
 لتے سے بھی کم جانتے ہیں لیکن چونکہ عادت مشائخ سلف کی ہے کہ وقت رخصت
 کے خرقة دیتے ہیں ہم نے بھی دیا۔ ہم نے براہ ثواب کے اس خرقة کو نہیں
 دیا ہے۔ مرزا صاحب علیہ الرحمة اکثر فرماتے تھے کہ بڑوں کی اس راہ میں

کامیابی موقوف استقامت پر ہے کہ کرامت سے بھی مرتبہ اسکا زیادہ ہے ۵
براہن استقامت فیض نازل میشود منظر پر نمیدانی تجلی گر در کجہ طور میگردد ۶
کشف کی اس راہ میں ضرورت نہیں ہے اور کرامت کا کچھ اعتبار نہیں ہے
نہ تو وجد اور سمع کی مرتبہ ولایت میں قدر و قیمت ہے۔ اور نہ عرس اور نہ
چراغان کی کچھ وقعت ہے الخ معمولات منظر پر

اللہ پاک کی محبت اور اوسکے درگاہ کے تقرب میں جناب رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا سارا ظہور ہے۔ جنھوں نے شریعت محمدیہ کی فرمانبرداری
کا بیڑا اٹھایا اور یحییٰ کا بول بالا ہے کسی نے شریعت احمدیہ کو مخاطب کر کے
کیا خوب فرمایا ہے ۵ روزم تو بر فروز و شہم را تو نور بخش ۶ کاین کارست
کار مہر و آفتاب نیست ۶ بے حلقہ کند سر زلف نیکوان ۶ گر کعبہ میر ویم دعا
مستجاب نیست ۶

مولانا ابوالحسن نقشبندی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ عجالہ نافعہ میں نسبت عبد
کے یوں فرماتے ہیں کہ جس خیر کا ماخذ کتاب و سنت اور اجماع امت نہ ہو وہ
بدعت ضلالت ہے۔ اور فاعل اوسکا ضال ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی
علیہ الرحمۃ مالابد منہ میں ارشاد کرتے ہیں کہ جس کسی کا قول برابر
بال کے بھی مخالف صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ہو اوسکو پھینک دو وہ قول
مردود ہے۔ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات کے جلد دوم کے صفحہ ۳۲
میں لکھتے ہیں کہ بدعت کو زواج دینا گویا دین کی خرابی میں کوشش کرنا ہے۔
اور بدعتی کی تعظیم کرنی گویا اسلام کی عزت بر باد کرنی ہے۔ آگے اسی مکتوب میں

فرماتے ہیں کہ فقیر اس مسئلے میں اون لوگوں کے ساتھ موافقت نہیں کرتا ہے اور ہم کسی فرد کو بدعت کے بدعت حسد نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ بدعت میں ہم سیوا سے تاریکی اور کدورت کے کوئی چیز نہیں پاتے ہیں جسکی طبیعت چاہے سنت کا نور لوٹے اور جبکا دل خواہش کرے وہ بدعت کی غلمت کو جمع کرے۔ جسکی طبیعت چاہے اسد و لون میں آئے۔ اور جبکو پسند ہو شیطانوں کی جماعت میں داخل ہوئے لیکن خوب جان لو کہ شیطانوں کی جماعت گھائے میں رہیگی۔ اور اللہ والے اپنا بیڑا پار لے جاویں گے۔ اس زمانے کے صفوں اگر انصاف کو راہ دین اور اسلام کی ضعیف حالت اور کثرت سے کذب کے شائع ہونے کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو یقین ہے کہ سنت کے سیوا میں تقلید اپنے پیروں کی نہیں کریں۔ اور نئی نئی دین میں نکالی ہوئی باتوں کو اپنے پیروں کی پیڑی کا بہانہ کر کے عمل میں نہ لاویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں البتہ نجات ہو اور موجب برکات ہے ابن کار دولت بہت کنون تا کرادہندہ اور تقلید میں غیر سنت کے تمام تر خطر ہی خطر ہے۔ میرا کام کہہ دینا ہے۔ تمام ہوا ترجمہ قول کا مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے۔

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات کے ۹۰ مکتوب میں فرماتے ہیں کہ جہاننگ قوۃ بشری کام دے پیروی کو صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں دینا چاہیے اور بھی بدعت اور بدعتی کی صحبت سے پرہیز رکھنا چاہیے اور ایسی کوشش کرنی چاہیے کہ ہمیشہ حضوری اللہ کی بے فراحت اغیار کے حاصل کرو۔ اور مکتوب ۱۱۱ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بزرگان کے طریقہ کا خلاصہ اور لب لباب

یہ ہو کہ سالک تابعداری میں سنت کے ڈوبا ہو اور بدعت سے دور بھاگتا ہو۔ عجز
 نیاز گریہ و رازی درگاہ خداوندی میں کرتا ہو اور اللہ پاک کے ساتھ حسن ظن نہ کھتا ہو
 کیونکہ حدیث قدسی میں وارد ہے انا عند ظن عبدي بی۔ جیسا حسن ظن
 اللہ کے ساتھ بندہ رکھے گا عجب نہیں کہ ویسا ہی معاملہ خدا اوسکے ساتھ فرمائے
 می توانی کہ وہی شک مرا حسن قبول پذیر ایکہ در ساختہ قطرہ بارانے را نہ تنگ
 ترجمہ عوارف المعارف میں ہو کہ جمیع اہل ایمان پر واجب ہو کہ سنت
 کو جاری کر کے سچے دین کی مدد کریں۔ اور بدعتی کے مکر کو کھول کر کے بطل
 کار و فرامین۔ اسکے بعد اسی مقام پر حضرت شیخ سہروردی علیہ الرحمۃ بدعت
 کے ضلالت ہونیکے حدیث کو جو صحاح ستہ وغیرہ میں ہے شد و مد سے بیان
 فرما کر کے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مہوس مبتدع دعویٰ کرے کہ طریق مستقیم
 یہ ہے یعنی اپنی بدعت کی راہ کو صراط مستقیم قرار دے اور اوسی طریقہ کی طرف
 خلق خدا کو بولاوے تو نزدیک عاقلوں کے قول اوسکا مسموع اور مقبول
 غنیۃ الطالبین میں پیران پیر علیہ الرحمۃ کے ہے کہ بدعتی جس راستے
 سے گزرے اوس راستے کو چھوڑ دینا چاہئے۔ سہل بن عبد اللہ درج کا قول ہے
 کہ جس نے صحیح کیا ایمان کو اور خالص کیا توحید کو تو اوسکی شان یہ ہو کہ مبتدع یعنی
 بدعتی کو جلسے میں جگہ نہ دے اور نہ اوسکی شرکت کسی امر میں کرے اور نہ اوسکو
 ساتھ کھلاوے۔ اور جو قبول کرے دعوت مبتدع کی اللہ سلب کر لیتا ہو اوسکے
 قلب سے نور ایمان کو اور جو امانت کرے بدعتی کی بے غم کر لیتا اللہ اوسکو فرغ
 اکبر سے یہ سب روایتیں حقائق التفسیر میں ہیں من شاء اللہ تعالیٰ

شیخ عبدالعزیز بن نوح بن آدم حنفی نقشبندی جواہر اللغات کے
باب الباری مع التاریخین لفظ بدعت کے نیچے فرماتے ہیں کہ بدعت کی دو قسم
ہے حسنہ اور شئیئہ۔ بدعت حسنہ اُن اعمال کو کہتے ہیں کہ بعد زمانہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے نکلے ہوں اور رفع سنت کی او
سے نہ ہوتی ہو اور بدعت شئیئہ وہ بدعت ہے کہ بعد زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نکلے ہو اور اس سے افعال سنت میں خلل واقع ہوتا ہو۔ اس خصوص میں
حضرت شیخ احمد کابلی قدس اللہ سرہ کا یہ قول ہے کہ میں کسی بدعت
میں حسن اور نورانیت کو نہیں پاتا ہوں بلکہ ہر بدعت میں ظلمت اور کدورت کو
محسوس پاتا ہوں۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ بدعتی کا فعل نیا میں ضعف بصارت
کی جہت سے لوگوں کے قبیح نہیں دکھلائی دیتا ہے تو قیامت میں ضرور خسار
و ندامت کا سامنا ہے بوقت صبح شود ہچو روز معلومت یا کہ باک باخستہ
عشق در شب دیخور۔

حسان رحمہ نے کہا ہے ما ابتدع قوم بدعة فیدین بها کالانزوع
اللہ من سنتهم مثلهما لا یعید الیہم الی یوم القیامة انتہی کلام
نقل ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنی سلطنت کے زمانہ میں جب
ترویج دین کی اور احیائے سنت کی کوششیں کرینگے ایک عالم بدعتی مدینہ کا تعجب
کرے گا اور کہیگا کہ بدعتی پھیلاتا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام اس کے
مارنے کا حکم نافذ کریں گے اور اس کی بدعت نکالی نہویں جو وہ حسنہ سمجھتا ہے
تھا سب سے بڑے بغیر کریں گے۔ مولانا ضیاء الدین سنائی رحمۃ اللہ علیہ

معاشر نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ کے تھے رد انواع بدعت اور بیان آداب سنت
 میں ایک سالہ آپ نے لکھا ہے نصاب الاحتمساب اوسکا نام ہے وہ سالہ
 قابل دید ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ کی تعلیم میں کمال مبالغہ فرماتے تھے مولانا
 کے مرنے کے وقت شیخ نظام الدین لولیا تشریف لائے مولانا نے اپنی
 دستار کو اونکے بیٹھنے کو بچھو دیا شیخ نے اوسکو سر پر رکھا آنکھ میں لگایا
 اور ناسف کیا فرمود کہ یکذات بود حامی شریعت حیف کہ آن نیز نمائندہ را بگی
 صد حیف ز بزم دوستان رفتند و سیمین بدان و کلف ذاران رفتند
 چون بگل آمدند برباد سوار و در خاک چو قطرہ ہاے باران رفتند
 شیخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ چونکہ سمع سنتے تھے اور آپ سمع کو بدعت
 کہتے تھے اسی جہت سے جناب مولانا رحم شیخ علیہ الرحمۃ پر تعریض فرماتے تھے
 اور نظام الدینؒ اولیا ہمیشہ نہایت معذرت و نہامت ظاہر کرتے تھے حالانکہ
 جس شرط و آداب سے آپ بیلا فرامیر معارف کے سمع سنتے تھے وہ ہمارے
 خیال میں بدعت نہ تھا۔ ہاے آجکل جو بیلا رعایت شرائط و آداب کے فرامیر
 کے ساتھ سمع سنتے ہیں یہہ بالکل حرام ہے یہ اولیا اللہ صاحب استقامت
 کی شان سے بہت بعید ہے میر سید ابراہیم بن معین عبدالقادر الحسنی
 الایرجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۳۹ھ کو شیخ رکن الدین نے عرس کے دن
 قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے تکلیف حاضری کی سمع کی مجلس میں
 دی فرمایا آپ جانے اور توجہ ہو جائے دیکھئے کہ خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ
 کیا فرماتے ہیں اونھوں نے ایسی ہی کیا جسوقت صوفیان وقوالان جو

خروش میں آئے خواجہ نے فرمایا کہ یہ بد بخت سب بقاءِ میرے دماغ کو تکلیف
دیکھتے ہیں اور وقت کو ضائع کر رہے ہیں۔ شیخ رکن الدین میر صاحب رحمہ
کی خدمت میں واپس آئے میر صاحب ہنسنے لگے اور فرمائے لگے کہ مجھے اب معذور
رکھئے۔ خواجہ میر درد رحم بہار الدین نقشبند علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں تقصیر
جیوٹ اکاحوار میں آپ کا تذکرہ خیر یون ہی اقرار مسئلہ وحدت وجود راہے ادلی
سیفر مایہ مسئلہ وحدت شہود را تقریر ملتوی نشان می دہد ہر جادِم اتباع سنت
زودہ و دامن خلوص محمدیت گرفتہ منکر بدعات است و قانع ضلالت آسمان اگر ہزار
چرخ زند مشکل است کہ چنین صاحب کما ہے بہم رسد۔ مولانا شاہ عبداللہ
غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت تقصیر جیوڈ اکاحوار میں ہی کہ آہ بود از
آلات اذاعت سنت و جارجہ بود از جوارح اضاعت بدعت امانت محدث الخ
حسن بن علی جوہر جانی رحم کا قول ہے کہ اصح طرق الی اللہ و احمد و العبد
سے اتباع سنت ہی قولاً و فعلاً عرفاً و قصداً و نیتاً اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
وان تطیعوا قمتدی کسی نے پوچھا سنتہ اتباع سنت کا کیا ہے کہا بدعت
سے دور رہنا اور اتباع کرنا اون امور کا جن پر عمل صدر اول میں علماء اسلام
کا تھا الخ۔ خیر الخیرہ شیخ محی الدین بن عربی علیہ الرحمۃ فتوحات کو باب
۱۸۱ میں فرماتے ہیں کہ پیران مثل پیمبران اند در نیابت حق پس ایشان نوآب
حق اند در زمانہ خود و لیکن مرا ایشان را حفظ شریعت باشد بر سبیل عوام نہ احد
شریعت بخلاف پیمبران یعنی پیران طریق اگرچہ نائب خدا کے ہیں انکا کافہ شریعت
کا حفاظت کرنا ہے نہ کہ شریعت میں کوئی نئی بات نکالنا۔

شرايط الوسا ئطین کلام صاحب المرصاد کا شاہ تراب علی قدس سرہ نے
 نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ شیخی کے لئے بی صفت کمال کے ساتھ ہونا شیخ میں
 ضروری ہے۔ اول اوسقدر علم کہ جقدر جانتا او امر و نواہی سے شریعت کے
 ضروری ہے۔ دوم عقائد اوسکے اہل سنت و جماعت کے سے ہون اور بدعت سے
 محترز و محتنب ہو کسید طرح حیلہ و صریحہ بدعت کا مرتکب نہوا الخ۔ بدعت کا درجہ
 سب گناہ کبیرہ سے بڑھکر ہے شرک سے نیچے ہے۔ کبیرہ گناہ کرنیوالا گناہ
 جان کر کے کرتا ہے اگر گناہ کو گناہ نہ جانے تو کفر ہے اور جب گناہ کو گناہ
 نہیں جانتا ہے تو تو یہ بھی نصیب نہیں ہوگی کیونکہ وہ مطمئن ہے کہ ہم کا
 ثواب کرتے ہیں۔ بدعتی بھی بدعت کو گناہ جان کر کے نہیں کرتا ہے اسلئے
 بدعت کا درجہ سارے فسق سے زیادہ ہے۔ علی رض بن ساریہ سے روایت
 ہے کہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے بچاؤ اپنے کو بدعت سے پس تحقیق سنئی بات ^{لست}
 ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ نے۔ احمد بزار کی روایت میں
 ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایجاد کیا کسی نے بدعت کو مگر اوٹھا یا
 گیا مثل اوسکے سنت سے پس حضرت کے طریقے کو مضبوط پکڑے رہنا نئی بات
 دین میں نکالنے سے بہتر ہے۔ خطبہ انبی کی روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت
 صلعم نے کہ نہیں نکالی کسی امت نے نئی بات دین میں بطور خود بعد نبی کے
 لیکن اوسی قدر سنت کے طریقے کو ضائع کیا۔ مسلم شریف میں جابر رضی
 اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا صلعم نے کہ اچھی باتوں سے اللہ کے
 کتاب اللہ قرآن مجید ہے اور بہتر انہوں میں راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی ہے اور سب بُرا کام بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ آپ ماجہ
 ابن ابی عاصم کتاب السنۃ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ
 فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ صاحب نے انکار کیا ہے بدعتی کے
 عملوں کو قبول کرنے سے یہاں تک کہ چھوڑ دے بدعت کرنا۔ اور
 عقائد القہید میں مذکور ہے کہ بدعت نہیں واجب کرتی ہے کفر کو
 پس تحقیق واجب کرتی ہے زجر و منع کو اور واجب کرتی ہے تعزیر کو
 جس طرح سے ممکن ہو۔ بعضوں کا قول ہے کہ جو دھت کرتا ہے اہل بدعت
 سے سلب کر لیتا ہے اللہ اوس سے نور ایمان کو اور حلاوت کو شریعت کے
 دوسری روایت میں ہے جو اہل بدعت کو دیکھ کر خوش ہوا اوس نے دھم سلام پڑھتا
 کیا فضیل بن عیاض نے کہا جو دوست کو صاحب بدعت کو جب دیکھا اللہ عمل کو اوس کو او
 نکال لگا نور ایمان کا قلبے اوس کے اللہ مع من احب جو آدمی جسکو دوست کھتا ہو اسکا
 حشر اوس کے ساتھ ہوگا فضیل بن عیاض کا قول ہے اللہ کے علم میں جو بغض کھتا ہے اہل بدعت
 سے تو امید کرنا ہوں کہ اس صلہ میں خدا اوسکی خطا کو معاف کر دے گا اگرچہ قبیل بن علی اسکی
 زیادہ تر اہل بدعت بڑی ہوئی جب یہ ہو کہ انھوں نے اپنی جی و مقابل اسلام کے نبی باتیں گالیز
 قرآن میں ہی میں یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ جو دین اسلام کو سوا کسی دوسرے
 دین کی خواہش کرے اوسکی وہ بات مقبول نہیں من احدث فی امرنا هذا فهو کافر
 دین میں نکالے نئی بات وہ بات قبول کے قابل نہیں ہے۔ طرفہ یہ کہ صرف
 نکالے ہی نہیں بلکہ دین کے امور میں داخل کر دیا تو گویا اللہ صاحب کی تمام
 شریعت میں اصلاح و ترمیم دینے لگے اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ

وسلم کے آگاہ ہوتے احکام میں گھٹاؤ بڑھاؤ کرنے لگے من کے مذہب علی متعلاً
 فلیتبعوا مقلد من الناس جو ہم پر قصد اجموٹھ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ
 کرے۔ پھر جو بات دین میں نہمین ہو او سکودین میں
 داخل کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جموٹھ تبلیغ کی تمت دینا تو
 اللہم حفظنا۔ باوجود اسکے کہ بدعت ایسا فعل شنیع ہو اور ایسا عمل قبیح ہو
 تاہم بڑی بڑی اچھی صورت والے اور اچھے مرتبہ والے حضرات بھی اس میں مبتلا
 ہیں۔ کیا شیخ کیا سید کیا گدی نشین کیا پیشوا سے طریقت اس زمانے
 کے ہر فریق میں یہ فعل تسبیح پایا جاتا ہوا اما اشار اللہ جکوا اللہ نے بچایا
 فی الحقیقت خوب کسی نے کہا ہے مسلمانان درگور مسلمانان در کتاب سر باجی
 احوال دے بیا در حمان نشدی و ذکر دہ خویشان پشیان نشدی
 صوفی نشدی و شیخ نشدی و دانشمندین این جملہ نشدی و مسلمان نشدی
 اولیاء اللہ۔ خاصان خدا۔ تورع والے حضرات۔ شیخ کامل متبع مرتبت
 کا یہ کام نہیں کہ بدعت کی پھینکار اپنے پر لے اور اس امر شنیع کا کلمہ
 ہو کیونکہ بدعت مذہب سنت کا اور سنت ادن احکامات کا نام ہو جسکی طرف
 صلی اللہ علیہ وسلم نے است کو بولایا ہے چاہے وہ وحی متلو سے ہو یا
 غیر متلو یعنی حدیث صحیح سے جب ادن احکامات و شریعت سے جب کو خدا
 نے صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 خود انحران و اعراض کرنا اوس سے ممتنع ہے اور موجب نارضا مندی
 خدا کی ہے تو اسے بر حال دیگر ان چنانچہ اللہ صاحب جا بجا قرآن میں

بقا
 النور

صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہوں اتبعواہواءہم من
 بعداجاءک من العلم انک اذا لمن الظالمین۔ ایتہ۔ ولئن اتبعتم
 اہواءہم بعدما جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا
 لا وای۔ اکیۃ۔ سورہ انعام میں ہے وان تطع اکثر من فی الارض
 یضلک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن ان ہم الا یخضون
 اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلہا الذکر
 ان آیتوں میں ایسا انذار و تحویف و زجر ہے مومن کے لئے کہ روئے کھڑے
 ہو جاتے ہیں اور ہوش اڑ جاتے ہیں کہ جب میل کرنا ہو یہ باطلہ پر اولوگوں
 کے جو مخالفت شریعت یعنی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی کرتے ہیں سوال
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ظلم ٹھہرایا باوجود اسکے کہ وہ سردار بنی آدم
 اور فخر تمام عالم کے ہیں تو پھر دوسروں کا کیا پوچھنا ہے۔ دوسروں کو بغیر اتباع
 سید المرسلین کے چارہ نہیں ہے اور بغیر قدم بقدم انکی پیروی کے گریز
 نہیں ہے۔ فخر ہے تو انکی امت میں ہونے کا۔ ناز ہے تو لا الہ الا اللہ
 محمد رسول اللہ پڑھنے کا امید ہے تو اللہ کے فضل اور انکی شفاعت کی۔ بیم
 تو اسے انحراف کر کے بُری موت مرنے کی۔ سراپا لگی ہے

ہر چند نہ برگے نہ نوا سے دارم	در زاویہ خمبول جائے دارم
آثار محبت رسول الثقلین	در سینہ بہشت دل کشائے دارم

معارف و مزامیر کی حرمت کا بیان

بہت سے صوفی مزامیر و معارف کو پیرائے میں تصوف کی حلال جاتی ہیں

اس باب میں وہ جس قدر قولاً وفعلاً اصرار کرتے ہیں گویا اپنی جہالت کی خود داد دیتے ہیں۔ ظاہر ان لوگوں کا صاف و مستحضر اور باطن پر آگندہ ہے۔ نہ اسلام و ایمان کی حقیقت سے واقف ہوئے ہیں نہ احسان و تصوف کے گرد پھرے ہیں۔ ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی پکینہ کہ تو میری بہ ترکستان است۔ مزامیر و معارف چنگ و بر لب سنا حرام ہی اور گناہ کبیرہ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ اپنے مکتوب کے صفحہ ۳۶ میں فرماتے ہیں جو لوگ اس وقت اپنے پیر کی پیروی کا بہانہ کر کے سرود و رقص کو اختیار کئے ہیں اور ملت طریقت میں حسنات و برکات و طاعت قرار دے رہے ہیں وہ اس آیت کے مصداق ہیں اولئک الذین اتخذوا دینہم لہواً و لعباً اور جو لوگ اسکو حلال جانتے ہیں وہ بہت بھاری بات کا دخول کرتے ہیں۔ حنفی المذہب کے روئے ناموس عزت و دولت ایمان دونوں پر فخر آنیکا یقین قوی ہے۔ مخدوم الملک علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات صدی کی مکتوب سوم میں ارشاد کرتے ہیں۔ دوم گناہیت کہ میان بندہ و خداوند بہت چنانکہ شراب خوردن و زنا کردن و آواز مزامیر شنیدن و مانند این شیخ بران الدین محمود اکابر اولیاء سے ہیں زمانہ میں سلطان غیاث الدین بلبن کے تھے اوکا قول ہے کہ مجھ سے گناہ کبیرہ سے پرشس نہیں ہوگی لیکن ایک کبیرہ سے لوگوں نے کہا وہ کون گناہ کبیرہ ہے فرمایا چنگ و مزامیر کا سنا اس فعل کو اکثر فرماتے تھے۔ اور قصاب کا احتساب میں ہے کہ رقص کرنا کانا شکر جائز ہے یا نہیں؟ جواب دیا ہے کہ نہیں جائز ہے۔ اور ذخیرہ میں

کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور جہنم اس کو مباح کیا ہے اور اسکی حرکت مضطربانہ و مجنونانہ ہی
 خواہش المعارف میں حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہ
 العزیز کے ہے کہ گانا سنا اکابر و مشائخ کی شان سے نہیں ہے اور نہ
 انکی شان سے ہے جو اکابر و مشائخ کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ بالکل مشابہ
 لہو کے ہے اور مبائن ہے استقامت کے۔ کوئی پوچھے کہ سماع جائز ہی
 یا نہیں؟ جواب دیا جائے گا کہ سماع قرآن اور سماع موعظہ درست ہے و تحببت
 جائز ہے اور اگر سماع مزامیر و غنا کے ساتھ ہے تو قطعاً حرام ہے کیونکہ گانا
 سنا اور غنا کے لئے مجمع کرنا حرام ہے۔ اجماع کیا ہے اس پر علماء نے مبالغہ
 کے ساتھ۔ اور جو صوفی اس کو مباح جانے وہ ہواے نفس کے پھیرنے
 پڑا اور تقویٰ سے اوسنے تہہ موڑا اور بعض مشائخ صوفیوں سے جو ہوا
 نفسانی سے الگ ہو بیٹھے ہیں بڑے متقی پرہیزگار ہیں لیکن سماع کی ضرورت
 انکو ایسی ہی جیسی دو اکی ضرورت مرلیض کو ہوتی ہے ایسے صوفی کامل کے
 لئے چند شرطوں کے ساتھ بعضوں نے مباح کیا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اس
 محفل میں امر دہمیں ہوے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ سب کے سب اوس
 جلسے میں سچے مومن کامل ہوں کوئی فاسق دنیا دار نہ ہو اور نہ امرا
 سے کوئی شریک جلسہ ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ نیت قوال کی محض
 اخلاص ہی اخلاص ہو اجرت اور طعام کا لینا مقصود نہ ہو۔ چوتھی شرط
 یہ ہے کہ سب لوگوں کا اجتماع اوس مقام پر ایقہ ہی کے لئے ہوا ہو حصول
 طعام و شیرینی کے لئے کوئی نہ آیا ہو۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ سب کے سب

مغلوب المجتہد ہوں یعنی اللہ کی محبت اور پیر غالب ہو۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ اس جلسے میں کوئی وجہ نہیں کرے مگر سچے لوگ بعض صوفی کا قول ہے کہ جھوٹا وجہ کرنا سالہا سال گناہ سننے سے بھی بدتر ہے اور ختم کلام پر حضرت شیخ شہاب الدین مہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حاصل یہ ہے کہ نہیں رخصت ہو بیچ سماع کے زمانے میں میرے کیونکہ حضرت حسد سید الطائفہ ابوالقاسم رحمۃ اللہ عنہ اپنے ہی زمانے میں تو بہ کر چکے تھے ان شرطوں سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی رعایت اس زمانہ میں محال ہے اور جو مشروط بالمحال ہے وہ بھی محال ہے تو سماع بالمرامیر تو مطلقاً حرام ہی ہے باقی رہا سماع بیلہ فرامیر اسکا بھی بڑا ذریعہ سبب نہیں رعایت کر شرائط مذکورہ بالا کے نہیں ثابت ہوتا ہے۔ محمد بن المعانی میں مخدوم الملک فرماتے ہیں کہ آداب سماع کا تین چیز ہے۔ اخوان زمان و مکان اور فرمایا ہے کہ جو تبسم کرے یا کہو میں مبتلا ہوا و سکو مجلس سماع میں آنے نہ دینا چاہئے۔ اور حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے فوائد الفوائد میں اور امام غزالی علیہ الرحمۃ کے احیاء العبادی و کیمیائے سعادت میں اس سے زیادہ شرطیں جو از سماع میں لکھی ہیں اور سیرالاولیاء و فوائد الفوائد میں مفصل لکھا ہے کہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کی صحبت میں سماع کے ساتھ ملا ہی کا نشان نہ تھا تا مامرخانی میں ہے کہ امام جملوا ئی رح سوال کئے گئے کہ صوفیوں نے جو رقص و مزامیر کو جائز رکھا ہے اور بائینہ منازل عالیہ کے تقریب کا

دعوے کرتے ہیں اسکی کیا حقیقت ہو نفس الامر میں یہ شریعت سے ثابت
 ہی؟ فرمایا افر کیا ہے اللہ پر جھوٹھ کا جسے اللہ کی خوشنودی کو اس
 مزامیر و رقص میں سمجھا ہے۔ اور بھی نانا مار خانہ میں ہو کہ لوگوں نے
 سوال کیا کہ جو صوفی حد شرع سے تجاوز کیا ہو انظر آوے اور بہکا ہوا
 معلوم ہوے او سکو قطع فتنہ کے لئے شہر سے نکال دینا چاہئے؟ کہا
 اذیت کو دور کرنا حفظ مآل تقدم کے لئے بہت مناسب ہے۔ ثمان دیانت بھی
 یہی ہو بھلے جڑے میں امتیاز و فرق اولے ہے۔ امام شہاب الملک والین
 کے رسالے اور نواد سر برہانی میں ہی۔ اور بھی ابو نصر دہلوی نے
 قاضی ظہیر الدین خوارزمی رحم سے نقل کیا ہے کہ جس نے غنا سنا گانوا
 سے یا کوئی فعل حرام کرتے دیکھا پس اگر تعریف کیا او س فعل کرنیوالے
 کی اور گویا کی اعتقاد یا غیر اعتقاد ہوتا ہے ہر تہ فی الحال بنا علیہ کہ
 باطل کیا حکم شریعت کو وہ مومن کسی مجتہد کے نزدیک نہیں۔ او سکی طاعت
 اللہ کی جناب میں مقبول نہیں بلکہ او سکے حسنات ضبط ہونگے اور عورت
 او سکی او سپر بائن ہو جائیگی پس اگر تو بہ کرے تو قتل اور ضرب جنت ضرور نہیں
 اور بغیر عرض سلام کئے ہوئے کوئی او سکو اگر قتل کرے تو قاتل پر الزام
 نہیں صرف کردہ ہی حکم ہے من بدل دینہ فافتلوه فتاویٰ مختار
 النوا در البرہانی میں امام المدائے ابی منصور الماتری رحمہ اللہ
 عنہ سے حکایت ہے کہ جو گویا کی تعریف کریگا اس کے وقت وہ کافر ہو جاتا
 اور اسکی عورت او س سے بائن ہو جاتی ہے اور کل اعمال و حسنات ضبط

ہو جاتے ہیں اگر تو بے کیا تو قتل و ضرب عنق ضرور نہیں ورنہ قتل و ضرب
 عنق چاہئے۔ اور بھی ظہیر الدین مرغینانی سے حکایت ہے کہ جو شخص گویا
 کو کہے کہ تو نے خوب ہی گایا کا فر ہوا۔ اور عجب القادری جلی رحمۃ اللہ علیہ
 نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں نہایت شد و مد سے اس امر کی
 تصریح فرمائی ہے کہ جس حکیم طبیب و جنگ و برتبط امیر و ہل ستار و غیر ہکا
 چرچہ ہو و ہانگی دعوت قبول کرنا ممتنع ہے۔ رسالہ نکاح میں امام ضیاء الدین
 سنائی رحم نے نقل کیا ہے کہ امام یعقوب کسائی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ
 قول ومن الناس یشترى لہو الحدیث کی تحت میں فرماتے ہیں
 کہ ہر کہ بے نماز و بے دین بود حدیث و سے لہو و لغو و سرود و باطیل
 بود و ہر کہ بلہو و لغو شنیدن بسرود و آید در مذہب اباحت برو کشادہ شود
 و ہر کہ شنیدن سرود و لہو و لغو پیش گرفت و یا مباح دانست و سے برکلام
 خدا تعالیٰ فسوس کرد و عاقبت بکافری او فتاد۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہو کہ غنا او گاتی ہے نفاق کو دل میں جب طرح لحم کو طعام و شراب
 او گاتی ہے قسم او اس شخص کی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہو نہیں بلند کرتا
 کوئی غنا کے لئے آواز کو لیکن دونوں مونڈھے پر او سکے شیطان سوار ہو جاتا
 ہے اور لات سے او کو ٹھوکتا رہتا ہی یہاں تک کہ گویا ساکت ہو جاتا ہے
 علی بن ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
 وسلم نے دف طبیل و بازی جنگ و آواز فرامیر سے منع کیا ہے اور مناجی
 میں مذکور ہے کہ سہل بن سعد نے صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

کہ میری امت میں خسفت و مسخ ہوگا۔ کہا یہ بات کب ہوگی۔ کہا جب ہر طرح کے
 باجے نکلیں گے۔ اور کثرت گانیوالوں کی ہوگی اور شراب کو حلال جانیں گے۔
 مجاہد سے روایت ہے کہ سنا عبد اللہ بن عمر نے آواز طبل کی پس داخل کیا
 دونوں انگلیوں کو کان میں اور کہا کہ اسی طرح ہنسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ جس گھر میں تنبورہ رہتا ہے اوس گھر میں ملائکہ رحمت کے داخل
 نہیں ہوتے ہیں۔ مکحول مرغوعا روایت کرتا ہے کہ سننا ملاہی کا معصیت ہے
 اور بٹھنا مجاس میں فسق ہے اور لذت لینا اوس سے کفر ہے۔ مجاہد
 لا یشہد ون الزور کی تفسیر لا یحضر ون الغناء فرماتے ہیں۔ ابن مسعود
 کا قول ہے کہ غنا رنفاق کو دل میں اسطرح پیدا کرتی ہے جسطرح پیداکرتا ہے پانی
 نباتات کو فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ گانا رقیہ ہے زنا کا ابن مسعود کا
 قول ہے کہ نفاق کے بڑھانے میں غنا سے کوئی چیز زیادہ اشد نہیں ہے۔ کافی
 میں ہے کہ گانیوالے گویا کی گواہی قابل اعتبار کے نہیں ہے کیونکہ وہ فاسق ہے
 اور لوگوں کو کبیہ گناہ پر جمع کرتا ہے تشریح اصول الصغار میں ہے کہ تالی
 بجانا اور ناچنا حکم میں جوے کے ہے یہ سب روایتیں فتاویٰ حماد دیہ میں موجود ہیں
 جو حقی مذہب کی ایک بہت بڑی معتبر کتاب ہے یہ فتاویٰ مولفہ مولانا ابوالفتح رکن الدین
 بن حسام الناکوری رحمہ کی ہے یہ اختصاراً اوس سے نقل کیا گیا ہے جسکو تفصیل سے
 دیکھنا مقصود ہو وہ فتاویٰ حمادیہ ۱۱۱ سے ۸۲ صفحہ تک ملاحظہ فرمائے۔
 ضحاک کا قول ہے کہ غنا فاسد کرنیوالی ہے قلب کی اور باعث غضب و غصہ کا ہے

خدا کے۔ بعض تابعی کا قول ہے کہ بچاؤ اپنے کو غنا سے کیونکہ یہ زیادہ کرتی ہے
 شہوت کو۔ مصنف ہر اہل کبریا میں ہی کہ سننا خلوت میں ملاہی کا مثل نفاہ
 وغیرہ کے حرام ہے کیونکہ ملاہی ہے تحقیق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سننا
 ملاہی کا معصیت ہے اور بیٹھنا فسق ہے اور لذت لینا اوس سے کفر ہے۔ کتاب مسیحی
 انوار میں ہے کہ شافعی کا مذہب ہے کہ جو ظاہر کرے وجد کو اور سر کو حالانکہ نہیں
 مستقیم ہے ظاہر اوس کا اور نہیں فرمانبردار ہیں جو ارج اوس کے ساتھ ورع کے
 بغیر ہے دور ہے اللہ تعالیٰ سے ہذا کلام من فتاویٰ الحما دیۃ
 اور بھی تاجہ القصص فی تحف الرصاص مصنف سلمان فارسی ہیں کہ محمد
 بن سلمہ نے جب سید الطائفہ حمید بغدادی رح سے ملاقات کی پس کہا اے
 حمید تیرے حالات تیرے انباء تیری طاعت کی نسبت بہت کچھ سنائی ہیں
 بھی تجھ کو کیا یہ بات نہیں پہنچی ہے کہ دنیا فانی ہے اور شیطان مسلمانوں کا دشمن
 ہے اور کیا تجھ کو یہ امید نہیں ہے کہ جنت مسلمانوں کو ملے گی بدلے عمل صالح کے۔ او
 کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے مسلمانوں کو دخول جنت کا
 ساتھ عمل صالح کے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے حالات سے علم
 حاصل نہیں کیا ہے؟ کیا تجھے شیطان کے مکائد سے اطلاع نہیں ہے؟ کیا
 قرآن کے احکامات سے تجھے اطلاع نہیں ہے؟ کہ کیا کیا اللہ پاک نے کرنے کا
 حکم دیا ہے اور تو شکر نہیں کرتا کہ ایسے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر
 کی امت میں تجھے گردانا۔ کیا یہ نہیں معلوم ہے کہ اللہ پاک نے پانچ وقت
 کی نماز فرض کیا ہے ساتھ احکام و ارکان کے۔ کس سبب سے تو مایوس ہے

اپنے رب سے کس عمل سے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اور کس فعل سے شیطان کے گروہ میں بشمار کیا جاتا ہے۔ کس نبی پر تو نے ایمان لایا ہے۔ اور کس امام سے تو نے رخصت پائی۔ حرام کے حلال کر دینے پر تب حضرت جنید رحمہ اللہ نے کس بات کو اس تمہید شدید و عظیم لطیف سے منع کرتا ہے تب محمد بن مسلمہ نے کہا تو وعدہ کر کہ میں ضرور مانوں گا اور تو بہرگز نہ کہا میں وعدہ کرتا ہوں کہا کیا تو نہیں حاضر ہوتا ہے رخص کی محفل میں اور وہاں لوگ بچتے ہیں اور دف بجاتے ہیں اور وہ مجلس مجلس سماع کر کے نام زد بھی حالانکہ حساب شرع نے اسکو حرام کیا ہے اہل و فرع کے ساتھ بالکل عیہ آرتو اسکو حلال کرتا ہے اگر تھکلو مسلمان اللہ سے ملتا ہے تو ترک کر دے اے میرے شیخ میرے استاد میں نے رجوع کیا اس سے اللہ بخشدے میرے گناہوں کو۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں کہ حضرات نقشبندیہ کے یہاں فرج کر بالجہر بدعت ہے تو گانا سننا ناچنا وجد کرنا کیونکر جائز ہوگا۔ حضرات نقشبندیہ کے نزدیک احوال و مواجید جو مشتمل اسباب نامشروعہ کے ہو وہ قبیل سے استدراجات کے ہی کیونکہ ان امور میں حکما سے یونان براہمہ جوگی ہندو سادھو شبہ ایک ہیں سچا حال وہی ہے جو موافقت شریعت کی ہو اور اوہا میں ارتکاب امور مجرمہ اور شبہہ سے اجتناب ہو چنانچہ اسی کی ممانعت میں یہ آیت ارڈ ہے ومن الناس من یشتري لھو الحدیث اللہ تعالیٰ ہا بن عباس کا شاگرد ہے اور کبار تابعین سے ہے وہ قسم کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ مراد غنا ہی ہے اور مجاہد اس دوسری آیت والذین لا یشھدون النراوہ سے مراد غنا ہی لیتے ہیں۔ امام الشافعی ابو منصور ماتریدی کہتے ہیں کہ جو شخص اس زمانے میں گناہوں کی تعریف وقت گمانے کے کرتے ہیں وہ کافر ہیں اور کسی عورت اور سپر مان ہے

عبدال کو اسکے والد تعالیٰ ضبط کر لے گا اور قاضی حمید الدین سے اور ابو منصور
دبوسی سے منقول ہو کہ جو کانا سنے گویا سے اور اس فعل کو اچھا سمجھے اعتقاداً
یا غیر اعتقاداً وہ مرتد ہو گیا بنا علیہ کہ باطل کیا حکم شریعت کو اور جو باطل کیے حکم
شریعت کو وہ مومن نہیں کل مجتہد کے نزدیک اور اسکی طاعت مقبول نہیں اور
اسکے حسنات ضبط ہو جائیں گے۔

احادیث و روایات کتب فقہ حنفیہ کی حرمت غنا (یعنی سرود مع فرامیر معارف)
میں بہت ہیں کہ شمار ناممکن ہے اور اگر کوئی روایت شاذہ اور کوئی احادیث کو
اباحت میں پیش کرے تو قابل اعتبار نہیں کیونکہ کسی فقیہ نے کسی زمانہ میں فتوے
اباحت کا نہیں دیا ہے اور وجد۔ پاکوبی۔ رقص کو جائز نہیں رکھا ہے جیسا کہ لفظ رسالہ
امام ہام ضیاء الدین سنائی میں مذکور ہے اور عمل صوفیوں کا اصل حرمت میں
سند نہیں ہے۔ ہمیں بس یہ کہ من ایشان را معذور میدارم و طاعت نمی کنم و
امر ایشان را بخداوند مفوض می نمایم۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس مقام پر ابو بکر شبلی
ابی حسن انوری رحمہ کے قول کا اعتبار نہیں ہے بلکہ ابو حنیفہ و محمد و ابو یوسف رحمہ
کا قول فتاوے میں معتبر ہے ہذا کہ من املکتی بات۔ امام ابو حنیفہ
و باقی ائمہ مجتہدین وغیرہم نے جنکا دین میں اعتبار ہے سماع و وجد کو حرام
کہا ہے اس باب میں بہت آثار ہیں ہاں بعض صوفیہ نے کلاباس بہ کہا ہے
اسلئے کہ حدیث میں سبقت جو از کی طرف اشارہ ہے بشرطیکہ مودی طرف منکر شرعی
کے نہ۔ نیل الاوطار میں قاضی شوکانی کے اسکی تحقیق ملاحظہ فرمائے
پیر نقشبند علیہ الرحمۃ کا قول خوب ہے ذہن این کاری کنم و نہ انکار می کنم۔

شاہ حبیب اللہ قنوجی نے مناقب الاولیاء میں سلسلہ اپنا حضرت نظام الدین
 متک پہنچایا ہے اور اونکا قول نقل فرمایا ہے کہ سماع مطلقاً نہ حرام ہے نہ
 حلال ہے۔ کسی بزرگ سے کسی نے پوچھا سماع کیا چیز ہے اور سننے والے کیسے
 لوگ ہیں اونھوں نے کہا کہ سماع نام ہے ایک نہایت خوش اسلوب زون
 صوت کا۔ یہ حرام ہونے کیون لگا۔ ہاں سماع فرامیر حرام البتہ ہی۔
 معدن المعانی میں حضرت مخدوم الملک رحم فرمائے ہیں کہ یہ مسئلہ مختلف
 ہے اہل حرص و ہوا فاسق و فاجر کے لئے حرام ہے اور جنہر اللہ کی محبت غالب
 ہے دل اونکا زندہ جسم مردہ ہی اونکے لئے حلال ہے۔ ابو علی مراقم
 فرماتے ہیں سماع عوام بازاری کے لئے حرام ہے تاکہ نفس اونکا فتنہ سے
 محفوظ رہے۔ اور زاہدون کے لئے مباح ہے تاکہ زہد اونکا یہ سبب اوس
 سماع کے کہ جس سے محبت و شوق اللہ کا زیادہ ہوتا ہی باقی رہے۔ اور صوفیوں
 کے لئے مستحب ہو تاکہ اونکا دل اللہ پاک کی یاد میں زندہ رہے اور یہ بھی اوس
 صفحہ میں ارشاد کرتے ہیں کہ جو دلیل اور وعید حرمت میں سماع کے وارد ہے
 حق میں اوسی شخص کے ہی جس کیلئے سماع حرام ہے۔ خواجہ عثمان مغربی
 کا قول ہے کہ جو شخص سماع کی حلت کا اپنے حق میں دعوے کرے اور آواز سے
 طیور کے اور بھینے سے ہوا کے اور دروازہ کے کیواڑ کی آواز سے سماع کا ذائقہ
 بہنیں لے وہ جھوٹا مدعی ہے۔ کسانیکہ تیردان پرستی کنندہ باواز دولاہستی
 کنند۔ بعض صوفی رحم کا قول ہے جس شخص کو پھولی اور درختوں کے پتے کی
 حرکت و جد میں نہیں لاوے وہ فاسد المزاج ہے۔ اسی بحث سماع میں مخدوم الملک

علیہ الرحمۃ معدن المعانی میں ارشاد کرتے ہیں کہ جو شخص سر کی
 دیکھا دیکھی سماع سنتے ہیں اگر پیر سا حال و معالیٰ ذوق و شوق کشف
 و معارف مریدین نہیں ہے تو ایسی صورت میں اوس مرید کا سننا مسلم
 نہیں ہے علی الخصوص اوس مرید کو جس میں حال دل کا بالکلیہ پیدا
 نہیں ہوا ہے یا اگر کچھ حال و ذوق دلی پیدا ہوا ہے لیکن خواہش نفسانی
 مردہ نہیں ہوئی ہے اوسکو پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اسمین آفات بہت
 ہیں اور پندار باطل حد سے زیادہ ہے۔ مکتوبات صدی کے بیان
 سماع میں ہے کہ سماع بعضوں کے حق میں مباح ہے اور بعضوں کے لئے
 مستحب ہو اور بعضوں کے لئے مکروہ ہو۔ اہل حقائق کے لئے مستحب ہو اور
 اہل زہد و ورع کے لئے مباح ہے اور اہل نفوس اور حظوظ کے لئے
 مکروہ ہے۔ واضح رہے کہ سماع سے غرض سماع بیلا فرامیر ہے ورنہ
 فرامیر تو سب کے لئے گناہ کبیرہ ہے علی الخصوص اہل حقائق اور اہل ورع
 کی شان سے تو نہایت البعد ہے۔ چنانچہ فرامیر سننے کو مخدوم صاحب گناہ کبیرہ
 اسی مکتوبات صدی میں لکھ چکے ہیں۔ چارون امام کے مذہب میں فرامیر و
 معارف حرام ہے علی الخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اس
 شدت اور وعید سخت سے حرام ہے کہ جو کوئی حلال جانے اور صوفیت کے
 پردے میں اگر مستحسن سمجھے اوسکا یہ سمجھنا کفر ہے اور جو حلال جان کر اسکا منکر
 ہو اوسکی جو روا و سپر باتن ہی۔ خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ ابو الخیر
 کو نصیحت کرتے تھے منجد نصاب کے ایک نصیحت یہ بھی ہے کہ اپنے کان تک

مزا مبر کو دخل نہ ہے اگرچہ تو مردان حق میں سے ہو گیا ہو۔ حضرت یانیرید لبساطی
 مناجات میں فرماتے تھے کہ اے سماع و اے مصیبت میں بہن اور میں تجھ سے اس
 کام کو طلب نہیں کرتا ہوں۔ ایک فقیر حریص سماع کا تھا شیخ خوب اللہ الہ آبادی
 یعنی والدہ سے زائر الہ آبادی رحمہا اللہ کے سوال کیا کہ سماع کی کراہت پر کیا دلیل ہے
 فرمایا ناخوشی کا سبب رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تو ظاہر ہے اگر معلوم نہ ہو تو
 کتب حدیث و سیر کی موجود ہیں او سکھو ملاحظہ فرمائے علاوہ ازیں مجلس سماع نماز کے وقت
 کو ضائع کرتی ہے آخر وقت نماز کی اجازت دیتی ہو قوال اجورہ دار ہیں۔ وجد و حال
 کر نیوالے ریائی بہن۔ زنان و امر دشمنیک جلسہ کے ہیں۔ ان سب امور کو صلی اللہ
 علیہ وسلم دیکھتے تو کیا پسند کرتے ہرگز نہیں۔ ترجمہ عوارف المعارف میں ہے
 کہ اس زمانے میں جو سماع مروج ہے وہ ایک رسم ہے وبال سے بھرا ہوا اور تمام تر انکا
 کا محل ہے ذاق بن احمد الطائی علیہ الرحمۃ جو کہ ابوسلیمان دارائمی کے بھائی تھے
 او کو لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اون لوگوں کے حق میں جسکے دل میں آواز خوش
 اثر کرتی ہے فرمایا وہ دل ہے بیمار و ناتوان او سکا علل کرنا چاہئے۔ ابو حفص حداد
 رح کا قول ہے کہ جب تو کسی مرید کو دیکھے کہ سماع کو دوست رکھتا ہے جان لے کہ او سمین
 کھوٹ کا بھاری مادہ ہو۔ ابو بکر رازی سے کسی نے نسبت سماع کے پوچھا فرمایا فتنہ
 کی اوٹھانیو الی چیز ہے اور طرب کی زیادہ کرنیوالی۔ اپنے کو اوس سے دور رکھ۔ ابوالسہیل
 صعلوکی علیہ الرحمۃ جو شریعت میں بڑے امام وقت تھے طریقت میں صاحب بخت اون سے
 کسی سماع کی نسبت پوچھا فرمایا اہل حقیقت کے لئے مستحب ہو اور اہل علم کے لئے مبغض
 ہے اور اہل فسق کے لئے مکروہ ہے۔ ابوبکر اُستثنائی رحمہما اللہ سماع سنتے تھے ایک

نوجوان نے دو شعر پڑھا ۛ دَنِتُّ بِدُقُبِّ بَدَائِهِ ۛ وَالْمَوْتُ دُونَ
 بَدَائِهِ ۛ اِنْ عَاشَ عَاشَ مُنْعَصًا ۛ اَوْ مَاتَ مَاتَ بِدَائِهِ ۛ
 اس میں عاشق کے حال کا بیان ہے کہ دن بدن بیماری عشق سے گھلتا جاتا ہے۔ اوکی
 تکلیف کے سامنے موت بھی ایک ادلے سی بلا ہے۔ اگر زندہ ہے تو زندگی تلخ ہے۔ اور اگر
 مرا تو حسرت و اندوہ ہی کے ساتھ مرنا جیتے چیتے مرتے آرام خوب کسی نے فرمایا ہے ۛ
 یاں فکر معیشت ہی تو وان دغدغہ حشر ۛ آسودگی حرفیت نہ یہاں ہو نہ وہاں ہے ۛ
 الغرض دونوں شعر مذکورہ بالا کو سنکر ابو بکر اشنائی رحمہ اللہ کو ٹھٹھے سے کود پڑے
 پیر ٹوٹ گیا مر گئے۔ ابو بکر طوسی رحمہ اللہ میں ایک روز مہمان ٹھہرے میرزا کی نوٹنی نے
 ایک شعر عربی کا خوش الحانی سے پڑھا ۛ لَا مَنِيْ فِيْكَ مَعْشَرٌ ۛ فَاقْتُلُوْا
 اَكْثَرَهُمْ ۛ جماعت کی جماعت نے تیرے عشق میں مجھ کو ملامت کیا ہے۔ بعضوں نے
 کم بعضوں نے زیادہ۔ آپ نے زور سے ایک آواز دی۔ فوراً زمین پر گرے ہی روح
 بہ دار کر گئی۔ ابو بکر سوسی رحمہ اللہ نے ایک بات سمع کو یاد کیا اور فرمایا کہ کوئی کچھ پڑھتا
 ایک شخص نے خوش الحانی سے تین شعر پڑھا جس میں صوفیہ کرام کے قلق اور سوزش
 قلب کا تذکرہ تھا سنکر بہت خوش ہوئے۔ شیخ الاسلام مہر وی کا بیان ہے کہ ذوالنون
 مصری رحمہ اللہ شبلی رحمہ اللہ خزار رحمہ اللہ نوری رحمہ اللہ دراج رحمہ اللہ سب سمع سے متحرک اور اس
 جلسہ سمع میں شریک ہوتے تھے لیکن خرامیر و معارف کے جلسے میں نہیں
 بلکہ جلسہ سمع قرآن۔ یا غزل لغت۔ یا ابیات توحید۔ یا ہجو کافران۔ فوراً رہ قاضی پھر
 ایک روز نماز میں تھے امام نے یہ آیت پڑھی ۛ اِذَا نَفَخْتُ فِيْ النَّافِثَاتِ ۛ
 يَوْمَئِذٍ يَوْمَ عَسِيرٍ ۛ جب صور پھونکا جاوے گا اور قیامت قائم ہوگی تو وہ دن نہایت

سختی کا ہو گا۔ فی الحال اس آیت کو سنکر کے قاضی صاحب نے نعرہ مارا اگر پڑے
روح پرواز کر گئی۔

حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ نے ایک ن دہلی کی جامع مسجد میں نو رکے
ٹرکے سوزن کی زبان سے اس آیت کو سنا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْسَعَ
قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ سَيَا بَ تَمَّ وَه وَت
نہیں آیا ہے ایمان والوں کے لئے کہ ڈرین قلوب اونکے اللہ کی یاد سے
اور جو نازل ہوا اللہ پاک کی طرف سے۔ سننے ہی حالت متغیر ہوئی بغیر زار راہ
کے خدمت بابرکت میں بابا شیخ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے روانہ
ہوئے اور انکی خدمت سرا پا خاصیت میں رہ کر ولایت و تقرب کے کل مقام
کی سیر کی اور پہونچے جہان کہ پہونچے۔ ایک صاحب دل بہا پڑا آزر بجان کے
یہ تین شعر عربی کے پڑھ رہے تھے وَاللّٰهِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ
اَلَا وَاَنْتَ مَبْنٰی قَلْبِيْ وَوَسْوَسِيْ ۝ لَا جَلْسَتْ اِلٰی قَوْمٍ اَحَدٍ نَّهْمٌ ۝
اَلَا وَاَنْتَ جَلِیْسِيْ بَيْنَ جَلَا سِيْ ۝ وَلَا تَهَمَّتْ بِشَرْبِ الْمَاءِ مِنْ عَطِشٍ
اَلَا وَاَنْتَ خِيَا لَاهِنَا فِيْ كَاسِي ۝ خلاصہ ان شعروں کا یہ ہے کہ جب آفتاب طلوع
اور غروب ہوتا ہے تجھ کو میں اپنے قریب بمنزلہ دل کے پاتا ہوں۔ جب کسی سے بات
کرنے بیٹھتا ہوں تو تجھ کو بھی ساتھ ہی بیٹھا ہوا پاتا ہوں جب میں کبھی پیاس
پانی پینا چاہتا ہوں تو اس پانی میں بھی تیری ہی تھلک کو پاتا ہوں۔
لکھا ہے کہ بچارے یہ تینوں اشعار توحید کے پڑھتے پڑھتے گر کر مر گئے اور
اپنی نفس پر حسرت و قلق کو ماتم کنان چھوڑ گئے۔

آئے ہندوستان کے مشائخ حضرات اگر آپ لوگ حنفی المذہب ہیں تو اللہ تعالیٰ
 آپ کو اس مذہب کے اصول حقہ کے احکامات کی پابندی میں برکت دے اور
 اپنا خوف عطا کرے یہی خوف خدا حق و باطل میں تمیز کرنے کی توفیق بخشنا ہے
 اور سالک کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ خوفِ خدا ہر عبادت کی روح
 ہے جیسے ہر جسم کی روح اوس جسم کی مصلح اور مدبر ہے اوسیطر ہر عبادت
 قلبی مالی۔ بدنی کی اصلاح یہی خوفِ خدا کرتا ہے۔ جیسے بغیر روح کے جسم مردہ
 ہے اوسیطر بغیر خوفِ خدا کے عبادت نامقبول ہے۔ اگر حنفی المذہب
 حضرات خوفِ خدا سے کام لیں تو ان پر منکشف ہو جائیگا کہ کہاں تک ہم اس
 مذہب کے اصول و فروع حقہ کے پابند ہیں۔ اسی طرح شافعی المذہب حنبلی
 المذہب مالکی المذہب۔ اہل حدیث اپنے اپنے اصول و فروع حقہ کے برتنے
 میں خوفِ خدا سے معاملہ رکھیں تو وہی خوفِ خدا باہم لڑائی سے بھی مانع
 ہوگا اور سچے اصول کی پیروی کی بھی ہدایت کریگا اور یہ بھی کھول کر بتلادے گا کہ
 مذہب کے اصول و فروع کے ہموگ کہاں تک پابند ہیں اور اپنی خواہش و ہوس
 کی کہاں تک تقلید کرتے ہیں مثلاً سارے روسار و مشائخ ہندوستان اور
 صوبہ بہار کا زعم ہے کہ ہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متقلد ہیں اور اُن کی فقہ پر
 عمل کرتے ہیں حالانکہ مزارعہ امیر و مغازف کا سننا اس مذہب میں حرام ہے قبر پر
 چادر چڑھانا شامیانہ کھڑا کرنا نذرِ غیر اللہ کا ماننا ممتنع ہے۔ بے ایمان فاسق
 فاجر فقیر کے خرق عادات کیو کر آت اولیا بقصور کرنا اس مذہب حنفی کے اصول
 سے باہر ہے۔ مشرک و مبتدع کو ولی اللہ کہنے سے اس مذہب کا اصول منع کرتا ہے

بے نمازی فاسق معین کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے اس مذہب کے بڑے فقہاء کا ملین
 مخالفت ظاہر کرتے ہیں حدیث صحیح کے رہتے ہوئے اسے وقیاس پر عمل کرنے
 سے خود جناب امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ علیہ کا قول روکتا ہے پھر بایں ہمہ دعویٰ
 خفیت کے آپ لوگوں کا ان امور متذکرہ بالا پر جو اختصار اس موقع پر لکھا گیا
 ہے عمل درآمد کرنا تقلید امام ابو حنیفہ رحمہ کی ہے یا اپنی خواہش نفسانی کی اور باہم
 خلاف مذہب کرنے کے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کا دعویٰ کرنا دعویٰ
 کاذب ہی یا صادق۔ ہاں اگر آپ لوگ صوفیہ کرام رحمہ کے پیرو ہیں تو چشم مار و شن
 دل و شاد صوفیہ کرام رحمہ کی سی توحید اور اذکار کا ہی سا ذوق و شوق اپنے میں
 پیدا کیجئے۔ اونکی ہی سی ریاضت جسمانی و روحانی فرمائیے۔ ایک دم اللہ کی یاد سے
 غافل نہ ہو جائے غافل احتیاط نفس مکفیض مباحش و شاید ہمیں نفس نفس سپرد
 بود و شریعت مصطفویہ کی تابعداری محبت خلوص کی راہ سے بجالائیے۔ ہر ہر
 فعل و قول پر رسول کے جان نثار کیجئے۔ اور ہر ہر اخلاق پر سید المرسلین صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سوجان سے قربان ہو جائے۔ ملت و مذہب کے بند سے آزاد ہو کر
 محبت و اتباع و عشق کی وادی میں قدم رنجہ فرمائیے ملت عشق آن زلمت
 جداست و عاشقان را زلب و ملت خداست و
 حدیث ابو امامہ میں فرمایا ہے ایک قوم اس امت کی کباب شراب و لہو و لعب
 میں رات بسر کریگی صبح کو بندر ستور خبا نیگی۔ جو لوگ گمانیو الی ان اختیار کریں گے
 اوپر قوم عاد کی طرح ریح عقیم آئے گی اور ہلاک کرنے کی مشراہ احمد ہو و لعب
 سے تماشا لگانا بجا نامراد ہے۔

عالم رضی کرم اللہ وجہہ فرفو غار روایت کرتے ہیں کہ اس امت میں گناہ بجا ناجب بہت رواج پکڑے گا قنایات اور معاذون کی کثرت ہوگی تب ان پر بلا اوترے گی یا خسف و مسخ ہوگا۔ ترمذی نے روایت کیا ہے اور غریب کہا ہے۔

ابو امامہ کہتے ہیں کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رحمت و ہدایت کیلئے عالم میں بھیجا ہے۔ خدا کا مجھ کو حکم ہے کہ میں مزامیر و کبارات یعنی برابط و معارف اور اوٹان کو جو جاہلیت میں پوجے جاتے تھے اوکو مٹا دوں۔ احمد بن حنبل رحمہ نے روایت کیا ہے اور حدیث طویل ہے۔

بڑا ربط کہتے ہیں عود کو۔ معارف سے مراد بواجے ہیں کسی قسم کو ہون۔ طلبہ سارنگی۔ ڈھول ستارچنگ وغیرہ وغیرہ ان چیزوں کا ذکر ہمراہ بت پرستی کے کیا ہے بت پرستی کے ساتھ بیان کرنا وعید سخت کی خبر دیتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر قلب با خدا ہے۔ اعمال و انفعال موافق شرع شریف کے ہیں اور سمع سے فتنہ کا گمان نہیں ہے تو شرائط متذکرہ بالا کا خیال کر کے سمع سنئے اور مزامیر و معاذون سے توبہ النصوح فرمائیے۔ پس جو شخص شریعت کے حرام کئے ہوئے مزامیر و معارف کو حلال جانے اور اصرار کے ساتھ بنیت حلال اور سکا مرتکب ہو اوکو چاہئے کہ پہلے اپنے جامہ سے کفر کے داغ کو تو دھو لیں تب ولی اللہ ہونے کا دعوے کریں اوکو لازم ہے کہ پہلے شریعت کی عدالت عالیہ سے اپنے اسلام و ایمان کا فیصلہ ناطق تو حاصل کر لیں تب ہر کار میں طریقت و معرفت کے جانیکا سامان کریں ورنہ اس شعر کے مصداق علیہ السلام

بطواف کعبہ فتم زحرم ندا بر آمد : کہ بروں در چہ کردی کہ درون درائی
 پھر جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ نہیں ہو سکتے ہیں لیکن وہ لوگ کہ جو مستحق
 دیر ہیزگار مومن خیر و شر کے ہیں اور طاعات حق جل جلالہ میں منہمک رہتے ہیں اور
 منہیات سے اوسکے دور ہیں۔ اور جس میں یہ صفات تقویٰ و رع زہد اشکثار عات
 اجتناب منہیات کے پائے نہیں جاتے ہوں وہ ولی نہیں ہو اور ولایت اوسکی احسانی
 نہیں بلکہ شیطانی ہو اوسکے خرق عادات کرات نہیں ہیں بلکہ بلیس بلیس ہیں۔
 اور یہ کوئی بات بعید عقل سے نہیں ہے۔ سیکڑوں ہیں کہ اُن کے خادم جن و
 شیاطین ہیں وہ جن و شیاطین اوسکی خواہشوں میں مدد دیتے ہیں پناہ
 بہت سے جوگی برہمن کافر مبتدع سے اس قسم کے خرق عادات صادر ہوتے
 ہیں کہ مشابہ خرق عادات حقہ کے ہیں کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ پیشاب بھی پانی ہی
 اور پانی بھی پانی ہے ایک ناپاک ہی دوسرا پاک ہی صورتہ دونوں میں کوئی فرق
 نہیں جیسا کہ اوپر صوفیہ کرام حلیم الرحمتہ والرضوان کے اقوال سے ظاہر ہو
 کی گئی ہے اس صورت میں کہ اتفاقاً ضرورت ہو ولایت حقہ میں تو نیاز و ہم
 و دیگر فرائض کا تارک کوئی اہل اللہ نہیں ہو سکتا ہے۔

ولی اللہ ہونیکے لئے نماز ضروری ہے بے نمازی ولی اللہ
 نہیں ہو سکتا ہے

نظام الدین اولیا علیہ الرحمتہ وقت مرگ کے ہمیشہ ہر لحظہ پوچھتے تھے کہ
 وقت نماز کا ہوا میں نے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے کہہ دیا کہ آپ نماز
 پڑھ چکے ہیں تاہم کمراد کرتے تھے۔ حضرت معین الدین چشت رحمۃ اللہ

فرمایا ہو کوئی آدمی ہنر لگاہ سے اپنے تقرب خدا کا حاصل نہیں کر سکتا ہو مگر
فرمان برداری سے نماز میں کیونکہ مومن کے لئے یہی نماز معراج ہے حضرت
امیر خسرو علیہ الرحمۃ ہتجد کے وقت سات پارہ قرآن کا پڑھتے تھے سید محمد
بن جعفر الملکی اہلبینی بہت بڑے خلفا سے چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
ہیں فرماتے تھے معراج روح کی آسمان ہو اور معراج قلب کی نماز ہے شیخ الاسلام
یہ ہمارا الدین ابو محمد زکریا خلیفہ شہاب الدین سہروردی کے ہیں ظاہر و باطن
دونوں علم میں کامل تھے اور ان کا قول ہے سلامتی بدن کی کم کھانے میں ہے اور سلامتی
روح کی ترک گناہ میں ہے اور سلامتی دین کی نماز میں ہے کتب تصوف میں
وارد ہے کہ جب طالب اولاد اسرہ حقیقت صلوٰۃ کو طے کرتا ہے اس وقت اس کو
حلاوت نماز میں ایسی ملتی ہے کہ حدیث اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْتَ شَرَّاهُ کی
حقیقت اس پر کھل جاتی ہے۔ نماز میں دار فانی سے نکل کر دار آخرت میں داخل ہو جاتا ہے
کلام الصَّلٰوۃِ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے اسی نماز کی طرف اشارہ ہے۔ اَقْرَبُ
مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِي الصَّلٰوۃِ سے بھی ایسے ہی نماز مراد ہے۔
شیخ جمال الدین الہامی فرید الدین شکر گنج کے بہت بڑے خلفا میں
سے تھے جب آپ کا انتقال ہوا تو گون نے خواب دیکھا حالت دریافت کیا
فرمایا میں قبر میں سو لایا گیا دو فرشتے آئے اور فرمان شاہی لا کر سنائے کہ
خدا نے تم کو یہ سب مقبولیت دو رکعت نماز سنت مغرب کے جس میں بدروح
و طارق پڑھتے تھے اور اوس آیت الکرسی کے کہ بعد فرض کے دو انا وظیفہ
کرتے تھے بخش دیا۔

مولانا کمال الدین راہدجن سے شیخ نظام الدین اولیاء نے مشارق الانوار کی
سند لی اور آپ نے دست خاص سے سند لکھ کر دیا یہی سیر الاولیاء میں موجود
ہے بادشاہ بُلبن نے منصب امامت مسجد کیلئے آپ سے درخواست کی آپ نے
فرمایا کہ ایک نماز ہی تو مجھ میں ہی کیا بادشاہ کی راے ہی کہ یہ بھی مجھ سے رخصت
ہو جائے۔ بادشاہ بُلبن ساکت ہو رہے۔ خواجہ علی شیخ جلال الدین تبریزی
کے مرید ہیں شیخ نظام الدین اولیاء نے فرمایا ہی کہ وہ کچھ زیادہ نہیں جانتے
تھے یہی پانچ وقت کی نماز کو ادا کرتے تھے اور بڑے سچے تھے لیکن سارے مشائخ
طریقت و علما اور تمام مخلوق خدا کی اونکو تبرک جانتی تھی اور قدم اونکا چوتی
تھی ایسی مقبولیت اون میں تھی کہ جو کوئی دیکھتا تھا فی الحقیقت مرد خدا
کا کہتا تھا یہ اوس نے مانے میں کہ بدایون میں جس وقت بزرگان بہت تھے۔

شیخ صوفی بھنی نماز کے بڑے شائق تھے فوائد الفواد میں آپ کو
معاصر فرالدین شکر گنج کا لکھا ہے ایک عاقل سے آپ نے پوچھا کہ بہشت
میں نماز پڑھنا ہو گا یا نہیں؟ جواب دیا کہ نماز وغیرہ دنیا ہی میں ہی دہان نہیں
فرمایا کہ جس بہشت میں نماز نہیں اوسکا میں طالب نہیں۔ خیر المجالس
میں ہے کہ شب و روز آپ نماز ہی میں بسر کرتے تھے کوئی دوسرا ذکر نہیں
اِتیَمِ الصَّلٰوةَ لَذٰکِ رِیَیْ۔ نماز اللہ کی یاد کا ذریعہ ہے۔

خواجہ احمد بدایونی مجدد تھے ابدال کی روش پر چلتے تھے سیر اکا ولیا
میں مذکور ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ اچھی طرح میں مسرور رہتے ہیں فرمایا
خوشی و مسرت اس امر میں ہے کہ پانچ وقت کی نماز جماعت سے ادا کروں۔

شیخ نور الدین مشہور نام آپ کا قطب عالم پڑوہ ہندوستان کے مشہور
 اولیاءوں سے ہیں آپ کی نماز نہایت استغراق و تمام تر خشیت سے مملو تھی
 کسی نے آپ سے سوال کیا کہ بعد نماز کے جو مصافحہ کرتے ہیں اسکی اہلیت
 کیا ہے یہ مسئلہ کہاں سے نکلا ہے فرمایا کہ جب کوئی مسافر سفر سے آتا ہے تو سنت
 ہے کہ دوستوں سے مصافحہ کرتا ہے۔ فقیر جب نماز میں مستغرق ہوتا ہے تو
 اس عالم سے نکل کر کے سفر باطن میں مشغول ہو جاتا ہے جب سلام ادا کرنے
 کیا تو گویا سفر باطن سے لوٹ آیا پھر ضرورہ دوستوں سے مصافحہ کرتا ہے۔
 یہ بات نہایت لطیف پیرایہ میں حضرت قطب نے بیان فرمایا ہو جسکے بعد یہ لکھنا
 کسی قدر بے ادبی نہیں تو بے موقع ضرور ہے کہ مصافحہ بعد ہر نماز کے ضروری
 و سنت نہیں ہو۔ مصافحہ متمم سلام ہو اور سلام وقت ملاقات کے ہے اس صلہ
 سے جب سلام کیجئے تو مصافحہ فرمائیے۔ حضرت سید الطائف جعفیہ کا قول ہے
 طَاحَتِ الْعِبَادَاتِ وَفَنِيَتْ الْإِسْكَرَاتِ وَمَا يَنْفَعُنَا إِلَّا رَكْعَاتُ
 رَكْعَتَاهَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ یعنی ساری عبادتیں برباد گئیں لیکن وہ نمازیں
 کہ جسکی میں آدمی رات کو پڑھا کرتا تھا وہی کام آئیں۔ دوسرا قول حضرت جعفیہ
 کا ہے یعنی تو صاحب استقامت ہو اور نہ ہو تو صاحب کرامت کیونکہ خدا تجھے مستقامت
 استقامت چاہتا ہے اور تیرا نفس کرامت طلب کرتا ہے۔ حدیث میں وارد ہے
 اسقیہوا ولن تحصوا استقامت کرو طاعت پر اور تمام طاعتوں کو گھیر نہ سکو گے۔
 جمیب عجمی رح سے امام احمد بن حنبل رح نے پوچھا کہ ایک شخص کی پانچون نماز
 میں سے ایک غار فوت ہوئی اور اسکو معلوم نہیں ہے کہ کون سی فوت ہوئی

وہ کیا کرے فرمایا کھل ادا کرے کیونکہ اس کا قلب غافل رہا اور سکی سزا یہی ہے کہ کامل ادا کرے۔

میر سید مبارک محدث بلگرامی آیتناح سنّت و ازالہ بدعت میں آپ کی ذات معّت نم تھی آپ نے میدان میں سکونت اختیار کی اور وہیں مکانات تعمیر کرائے عیال کو بسوایا اور حکم کیا سب کے سب پانچ وقت مسجد میں چاشت کے ساتھ نماز ادا کیا کریں ایک مومن بھائی بنے عذر کیا کہ میرا خسارہ ہوتا ہے پانچون وقت مسجد میں نہیں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں۔ آپ نے اوس سے دریافت کر کے روزانہ خسارہ کو اپنے ذمہ لیا اور اوس کے ادا میں سرگرمی طے کر لی۔

جنگم الدین رازی کی جناب میں ایک روز مولانا جلال الدین رومی و شیخ صدر الدین قونویٰ جمع آئے مغرب کے وقت امامت کے لئے نجم الدین رازی علیہ الرحمہ کو دونوں صاحبوں نے فرمایا اور اصرار کیا آپ نے دونوں رکعت بھر یہ میں میں سورہ کافرون ہی کو پڑھا مولانا رومی علیہ الرحمہ شیخ قونویٰ سے فرمائے لگے کہ شاید ایک مرتبہ میرے لئے اور ایک مرتبہ تمہارے لئے سورہ کافرون کو پڑھا ہے عربی شمع ارچہ چو من ذاع جدائی دارد نہ با گریہ و سوز شنائی دارد نہ سر رشته شمع نہ زمر رشته من نہ کان رشته سرے برو شنائی دارد جناب مظفر کرمان شاہی رح طبقہ رابعہ سے ہیں رات کو تین حصہ کر کے ایک حصہ میں رات کے نماز پڑھتے تھے اور ایک حصہ میں رات کے قرآن پڑھتے تھے اور ایک حصہ میں رات کے دعا و مناجات درگاہ رب العزت میں فرماتے تھے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام شہید دشت کربلا کس قدر اس نماز کی حلاوت کے ذائقے کو چکھے ہوئے تھے کہ باوجود شدت زخم و ہجوم کرب و بلا کے آخر وقت تک عمر کے اس حلاوت نماز کے ذائقے سے شیریں کام ہوتے ہوئے جنت کو سدھارے این صبح چہ صبح بہت کہ خون شہر جگر من : این شام چہ شام ست کہ سنگ ست و سیر من چاہا امام اعظم علیہ الرحمۃ جس قدر علم آپ یگانہ روزگار تھے۔ تقویٰ و زہد یعنی عملی حصے میں بھی آپ مستند وقت تھے رات کو نوافل بہت پڑھتے تھے اور بہت بڑے شب زندہ دار تھے۔ اے اللہ ہملوگوں کو اپنے حبیب صلعم کی محبت و اطاعت عطا کر اور ائمہ دین و اولیاء کرام کے ساتھ حسن ظن کی توفیق دے کیونکہ سرور کائنات کی پیروی نکر فی ضلالت کا باعث ہے اور ائمہ دین و خاصان خدا کے ساتھ حسن ظن نہ رکھنا ضبط اعمال کا سبب ہے۔ حباب بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درمیان مرد اور کفر کے چھوڑنا نماز کا ہے جب تک مرد نماز اپنے وقفوں پر ادا کئے جاتا ہے تو مسلمان ہے ورنہ کچھ اور ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ فرق درمیان مرد اور کفر کے چھوڑنا نماز کا ہے۔ ابو داؤد و نسائی کی روایت میں ہے نہیں ہے درمیان بندہ و کفر کے مگر چھوڑنا نماز کا یہاں پر کلمہ اکابر زیادہ ترویج کی قوت اور استحکام کو بڑھاتا ہے عبادہ بن صامت نے کہا کہ ہمارے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات وصیتیں کیں منجملہ اسکے ایک یہ ہے کہ قصداً نماز ترک مت کرو جس نے قصداً نماز ترک کیا وہ نکل گیا دین و ملت سے۔ طبرانی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

قزوئی شریف میں ہے کہ عبداللہ بن شقیق عقیلی فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کسی نیکی کے عوض چھوڑ دینے پر کفر کا فتوے نہیں دیتے تھے الا
 ترک صلوٰۃ پر۔ ابن عمر مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ بے نمازی بالکل بد دین ہے
 نماز کی نسبت دین اسلام کے ساتھ کیسی ہے جیسی نسبت سر کو بدن کے ساتھ
 ہے طبرانی نے اوسط میں اسکو لایا ہے۔ ابن ماجہ و بیہقی کا لفظ ہے کہ فرمایا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور وصیت کے کہ مت چھوڑو پنجوقتہ نماز جسے اسکو قصداً
 ترک کیا تحقیق کہ بری ہو گیا ذمہ اللہ و رسول کا چاہے یہودی مرے خواہ نصرانی
 مرے۔ کوئی اسکو قتل کرے یا اس کے مال کو لوٹے۔ ابو یعلیٰ نے ابن عباس
 سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نماز ایک ستون عظیم اسلام کا ہے جسے چھوڑ دیا اس کا
 اسلام برباد گیا اسکا خون حلال ہے۔ یہ بھی روایت کثیرہ میں ہے کہ نہیں ہی درمیان
 شرک بندہ کے مگر چھوڑنا نماز کا۔ قرآن شریف میں ہے فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا
 الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 اللہ صاحب سورہ توبہ میں فرماتا ہے پھر اگر توبہ کریں اور کھڑی کریں نماز اور دیبا کریں
 زکوٰۃ تو چھوڑ دو اور انکی راہ اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔ موضح القرآن میں ہے کہ
 دل کی خبر اللہ کو ہے ظاہر میں جو مسلمان ہو وہ سب کے برابر ایمان میں ہو اظاہر
 میں مسلمان کی حد ٹھہرائی ایمان لانا کفر و شرک سے توبہ کرنا نماز پڑھنا زکوٰۃ دینا۔
 جب کوئی شخص نماز چھوڑ دے زکوٰۃ دینا موقوف کر دے تو اس سے ایمان اٹھ گئی۔
 ابن عباس کا قول ہے کہ اس آیت سے اہل قبلہ کا خون بیٹا حرام ہو گیا۔ ابن
 کثیر نے کہ تمہارے حکم کئے گئے ہو نماز و روزہ کا سب جو شخص زکوٰۃ نہ دے تا اسکی

نماز بھی یوں ہی ہو یعنی قابلِ تہنیت۔ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تہنیت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول ہونے سے فرمایا کہ میں جہاد کروں گا جو رکوع کو موقوف
 کروں گا حضرت رسالتِ آبِ علیہ السلام کے زمانے میں جو شخص جب رکوع کو
 دیتا تھا اگر اب کوئی مہانت کی راہ سے ایک چھاند یا بکری کا بچہ دینا موقوف کروں گا
 تو میں اس سے جہاد کروں گا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے عرض کیا کہ کیا
 ایسے جہاد ہی درنہا لیکہ یہ لوگ کلمہ گو ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نیکوۃ
 نہیں دینے والے سے مقابلہ کروں گا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
 الَّذِیْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ شکر اوس خدا کا کہ جس نے ابو بکر کے
 سینے کو قتال کے لئے کھول دیا ہے۔ انس بن مالک کا مرفوع لفظ ہے کہ جو میری
 نماز پڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کرے اور میرا ذبیحہ کھاوے تو وہ مسلمان ہو اللہ
 و رسول کے ذمے میں ہے۔ حسین بن فضل کا قول ہے کہ یہ آیت سورہ توبہ
 کی اوّل سب آیتوں کی ناخ ہے جو جمیع دشمنوں کی اید پر صبر کرنے اور ان سے
 کرنے پر اوتری ہے۔ قرآن میں اللہ صاحب نے صدام مقام پر نماز کی تاکید
 فرمائی ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدَکُمُیْ نَمَاز اللہ کی یاد کا ذریعہ ہے
 اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ ذٰلِکَ ذِکْرٌ لِّلَّذٰرِکِیْنَ
 روز قیامت کے دن فرعون ہامان ابی بن خلف جو بڑا دشمن حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا تھا اوس کے ساتھ رہنا ہو گا۔ پہلے پہل قیامت میں نماز ہی کا حساب ہو گا۔
 جو اوس میں کھرا نکلا اوسکی آور نیکیاں بھی دیکھی جاوین گی ورنہ اور نیکیاں ضبط
 ہو جائیں گی اہل علم نے اس امر پر قرآن کی آیات سے استدلال کیا ہے۔

مذمت کرے اور سکی مہلوگ مدح کرے یہ کیسی بے ایمانی ہے حدیث میں ہے۔
 مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَآبَعْضَ لِلَّهِ وَآمَنَ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ إِيمَانَهُ
 جو اللہ کے واسطے کسی سے محبت کرے اور اللہ ہی کے واسطے کسی سے عداوت کرے
 اور اللہ ہی کو اس کے کسی کو کچھ نہ دے اور اللہ ہی کو اس کے کچھ دے اور اس کا ایمان کامل ہے
 اہل علم نے کہا ہے کہ یہ حدیث اتفاقاً و پرہیزگاری کا اہل اصول اور جامع ہے اور کمال
 ایمان کی کسوٹی ہے۔ اور اس پر ولایت و محبت خالصہ کا دار مدار ہے۔ علامہ ابن کثیر
 نے فرمایا ہے کہ قرآن کا انکار چار طور پر ہے۔ قرآن کا انکار ایک تو یوں ہوتا ہے
 کہ سرے سے اس کو اللہ کا کلام ہی نہ سمجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء
 نہ جانے جس طرح عقیدہ یہود و نصاریٰ کا ہے۔ دوسری شکل ہے کہ کلام اللہ کو مانے
 اور پیغمبر کو سچ جانے لاکن قرآن کو مخلوق سمجھے یہ بھی کفر ہے کیونکہ مخلوق حادث ہے
 اور وہ اللہ صاحب کا کلام قدیم ہے کلام یہ اللہ کی صفت ہے اور اللہ اپنے سارے
 صفات کے ساتھ قدیم ہے اور سارے صفات نقص و عیوب سے پاک ہیں اور
 مخلوق و حادثات ہونا یہ بڑا عیب ہے جس طرح عقیدہ معتزلہ و حکماء یونان وغیرہ کا ہے
 تیسری صورت ہے کہ قرآن و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دونوں پر ایمان لاؤ اور کلام اللہ
 کو مخلوق نہ جانے مگر بعض حکم قرآنی کو نہ مانے جس طرح بعضوں نے کہا ہے کہ حرمت
 سود کی تقسیم فراغ کی صحت طلاق کی نہیں مانتے ہیں یہ بھی کفر صریح ہے چونکہ
 بعض جزو قرآن کا انکار لازم آیا اور بعض جزو قرآن کا انکار کرنا مثل انکار پروردگار
 قرآن کے ہے کیونکہ نفیض موجبہ کلیہ کی سالبہ جزئیہ آتی ہے۔ چوتھی صورت ہے
 کہ قرآن کا اقرار کرے مگر قرآن پر کسی امام مجتہد یا عالم درویش کی بات کو غالب رکھے

اور درویش عالم کے حلال کی ہوئی چیز کو حلال جانے اور اسکی حرام کی ہوئی کو حرام جانے اگرچہ خلاف قرآن پاک کے ہو یہ بھی انکار قرآن کا ہے جیسا کہ مشرکین عرب و قبائل مدینہ کی عادت تھی سو ملنے جلنے میں خیال رکھنا چاہئے کہ جس سے محبت کرنے اور جسکی تعظیم کرنیکا حکم ہے اسکی عظمت کریں اور جسکی تعظیم و توقیر شریعت میں ممنوع ہے اسکے ساتھ ملنے میں اغماض کو راہ دے۔ حد سے تجاوز کرنے میں بیروی شیطان کی لازم آتی ہے اس سے بچنا چاہئے۔ اِنَّهٗ لَکَرِہٖ وِہٖاں ہرگز وہر آئینہ قرآن کے حد باندھے ہوئے سے تجاوز نہ چاہئے کیونکہ تجاوز کرنے میں ایک قسم کا انکار قرآن کے ساتھ لازم آتا ہے وَ مَنۢ یَّکْفُرۡ بِآیٰہِہٖ مِنْۢ بَیِّنٰتِ الْاَحْزَابِ فَالْاِثْمُ مُوَءَدًّا ۖ اللہ صاحب فرماتا ہے کہ جو گروہ اس قرآن کو نہ مانیکا اسکے لئے جہنم وعدہ ہے۔ اور بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں تو ایسی بُری کہ اسکی مقبولیت میں اختلاف ہی نہ رکوع و سجدہ کا خیال نہ تعدیل ارکان کا لحاظ ہے نہ بے وقت نماز ادا کرنے سے باک ہی اور نہ کبھی کبھار چھوڑنے سے ننگ و عار ہے ایسوں کے لئے قرآن میں یہ حکم وارد ہوا ہے فَتَوٰیۡلُ الْمَصٰیۡلِیۡنَ الَّذِیۡنَ تَتَّبِعُوۡہُمۡ سَآھُوۡنَ ۚ یَعْنِیٰ خُرَابِیۡ ہِے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں نماز کو راست و درست ادا کرنے کا حکم ہے۔ حضرت نے ایک شخص کو نماز میں تعدیل ارکان اور قومیہ و جلسہ کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے کے سبب یہ حکم دیا کہ تو نے نماز گویا نہ پڑھی جا پھر ادا کر۔

غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمہ میں ہے صفحہ ۷۷ کہ ابن مسعود نے ایک شخص کو دیکھا کہ امام پر سبقت کرتا ہی فرمایا کہ تو نے

نہ نماز اکیلے پڑھی نہ امام کے ساتھ یعنی نماز تیری نہیں ہوئی۔ اور البسا ہی
 ابن عمرؓ نے ایک شخص کو کہا تھا اور اوسکو اس فعل پر مارا تھا اسی کو
 غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۷۷ میں ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہونگے دن قیامت
 میں کہ اونکی نماز نہیں ہوئی تھی اور وہ وہ شخص ہیں جو رکوع و سجدہ سر
 اوٹھانے میں امام پر سبقت کرنے تھے۔ ابرکان الصلوٰۃ
 تصنیف علی قاری حنفی میں ہے طبرانی ابو یعلیٰ ابن خزیمہ سے روایت
 کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے دیکھا ایک شخص کو کہ نماز میں تعذیل کا
 نہ کرتا تھا اور سجدہ میں ٹھونک مارتا تھا آپ نے فرمایا لَو مَاتَ هَذَا عَلَيَّ
 حالہ مات علی غیر ملۃ محلیٰ یعنی اگر یہ شخص اسی حالت پر مرا تو مرا غیر دین
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر و موطاء میں ہے اسواء السرقۃ الذی
 سرقۃ صلی اللہ علیہ وسلم بدتر چور وہ ہے جس نے اپنی نماز میں چرایا۔ صحابہ فرعون
 کیا کہ اپنی نماز میں کس طرح چور اتا ہے آپ نے فرمایا لَکُم مَرُوعُهَا وَسُجُودُهَا
 یعنی رکوع و سجدہ میں پورا اہتمام نہ کرے۔ اور احمد و ابن ماجہ ابن خزیمہ و علی
 بن شیبان نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اے گروہ مسلمان کے نہیں
 ہوتی نماز اوس شخص کی کہ اپنی پٹھیہ کو رکوع و سجدہ میں برابر نہیں کرتا ہے
 ابو یعلیٰ۔ اصہبانی نے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا مَثَلُ الَّذِي لَا يُقِيمُ
 صَلَاتَهُ فِي صَلَوَاتِهِ كَمَثَلِ جُبْلٍ خَلَّتْ فَلَمَّا دَنَى نَفَاسُهَا اسْقَطَتْ
 فَلَا هِيَ ذَاتُ جَمَلٍ وَلَا هِيَ ذَاتٌ وَلَدٍ یعنی حال اوس شخص کا جو اپنی نماز
 میں پشت راست نہیں کرتا مثل حال اوس عورت حاملہ کے ہے کہ اسکو حمل ہوا

جب جھنے کا دن نزدیک ہوا حمل سا قطع ہوا پس نہ حاملہ رہی نہ اولاد والی۔
ایسی ہی اس نمازی کی نماز برباد ہو۔ اصبہانی نے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہر نماز پڑھنے والے کے داہنی طرف ایک فرشتہ اور بائیں
طرف ایک فرشتہ ہوتا ہو اگر نماز پوری کی یعنی رکوع و سجود وغیرہ اچھی طرح
سے پورا کیا تو دونوں فرشتے اسکی نماز اوپر لے جاتے ہیں اور اگر پوری نہ کی تو
اوسکے منہ پر راتے ہیں یعنی نماز قبول نہیں ہوتی ہے اللہ صاحب فرماتا ہے
فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُودَ
يُلْقُونَ غَيًّا پھر اوسکی جگہ آئے بعد میں پیچھے آئیوا لے ضائع کیا نماز کو اور
پیروی کی خواہشوں کی سوا گے ملے گی گمراہی۔ ضائع کرنا نماز کا یہ ہو کہ اوسکو
وقت پر خشوع و خضوع طاعت کے ساتھ نہیں پڑھنا۔ سجدہ میں ٹھوکر مثل
مرغون کے نماز رکوع میں پیٹھ برابر کرنا قومہ میں سیدھے کھڑا نہیں ہونا اور
بے وقت نماز پڑھنا۔ ایسی ہی نماز کی شان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ نماز منافق کی ہے نماز منافق کی ہو نماز منافق کی ہو منظر رہتا ہے کہ جب
آفتاب ڈوبنے کو ہوتا ہو تو اوٹھ کر چار ٹھوکرین اگالینا ہو خدا کو اوس میں تہمت آجی
یا ذکر تا ہو صرف دیکھا دیکھی رسم کرتا ہو اِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُفَادُّعُونَ اَنْفُسَهُمْ وَهُمْ
كَاذِبٌ عَمُّهُمْ وَاِذَا كَانُوا اِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالًا يُدْرِ اُولَئِكَ النَّارُ
كَأَيِّدٌ كُرُونِ اللّٰهِ اِلَّا قَلِيلًا دھوکھا دیتے ہیں اللہ کو حالانکہ خدا ہی اذکر و دھوکھا
میں ڈالے ہوئے ہے جب منافقین کھڑے ہوتے ہیں تو انکی طرف تو نہایت اگلی
ہے کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دیکھاتے ہیں خدا کو یاد نہیں کرتے ہیں مگر جیل۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ تَحْقِيقٌ کہ منافقین
 نیچے درج میں ہونگے دوزخ کے۔ ایک روایت میں ہے جو نماز پوری و کامل
 پڑھتا ہے تو اوپر کو جاتی ہے اور اس کے لئے دلیل ہوتی ہے مثل دلیل شمس
 کے اور کہتی ہے وہی نماز بندے کو حفاظت سے رکھے تجھ کو اللہ جیسے تو نے
 میری حفاظت کی ہے اور اگر نماز پوری و کامل طور پر نہیں پڑھتا ہے تو وہ نماز
 لپیٹی جاتی ہے مثل لپیٹ جانے کپڑے کے اور ڈال دی جاتی ہے منہ پر اس کے اور
 نماز کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھے ضائع کیا تجھے بھی خدا ضائع کرے خسران میں رکھے
 مسکن میں ہے کہ بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے حالانکہ بعضوں کو خمس بعضوں کو سد
 بعضوں کو ملت بعضوں کو نصف بعض کو عشر ثواب ملتا ہے ایسے ہی نماز کی شان میں ہے
 کہ بہتیرے نمازی کو نہیں کچھ حاصل فائدہ مگر صرف اوٹھنا بیٹھنا اور بہتیرے روزہ دار
 کو کچھ نہیں فائدہ مگر بھوکے رہنا کافی التذعيب والترهيب للمندري
 بہت سے اکابر دین تارک نماز کو کافر ہی کہتے ہیں ان میں سے یہ حضرات رحمہم اللہ ہیں
 حضرت عمر بن الخطاب عبداللہ بن مسعود۔ ابوہریرہ۔ عبد الرحمن بن عوف۔ امام احمد
 بن حنبل۔ اسحاق بن راہویہ۔ ابوبکر بن شیبہ۔ عبداللہ بن مبارک حکم بن عتبہ۔ ابوالو
 ب سحستانی۔ ابوداؤد طیالسی۔ زہیر بن حرب وغیرہم۔ بے نمازی کی سزا
 امام ابوحنیفہ کے نزدیک ضرب اور حبس ہے جب تک توبہ نہ کرے۔ امام شافعی
 احمد بن حنبل کے نزدیک قتل ہے۔ چنانچہ میزان شعرانی وغیرہ میں لکھا ہے اور جمہور
 تحقیق علما کے نماز نہ پڑھنے کا گناہ خنزیر کے کھانے کے گناہ سے زیادہ ہے۔
 طریقہ محمدیہ کی شرح میں ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے کہ جو شخص نماز پر

اصرار کرے بعض فقہار کے نزدیک اوسکی جو رو بائن ہو جاتی ہو یا اوسکی جو ترک نماز
 پر اصرار کرتی ہے تو وہ نکاح فسخ ہو جاتا ہو۔ یہ حکم میرے نزدیک قلیظاً و تہیداً ہے
 یا اوس مذہب کی بنا پر جو جن کے نزدیک نماز کا تارک کا فرسہ والہ اعظم بالصواب
 غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ہاں ہے
 کو مقبرت میں مسلمانوں کو نہ گاڑو اور بعضوں کی رائی ہے کہ تہذیباً و عقیدتاً
 مسلمانوں کو بے نمازی کو جنازے پر نماز بھی مت پڑھو در انما ایک تہذیب و عقیدت
 مفید پڑی ورنہ ترحم کر کے پڑھنا چاہئے خاتمہ کا علم خدا کو ہی مقامات میں
 کوئی ایسا مقام نہیں ہو کہ اوس مقام تک پہنچنے سے نماز ماقط ہو جائے
 مخدوم الملک بہار علی علیہ الرحمۃ اپنی مکتوبات ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں
 غلط گاہ سالکان ہو فرماتے ہیں مثلاً پنج وقت نماز چھوٹے سے بڑے تک
 کہ اگر میں مار پوسٹہ یا کوہنود از کمال باز آفتہ چنانکہ ابابکر رضی اللہ عنہما
 آگے جا کر فرماتے ہیں کہ اگر آن نبود هیچ کمال سود ندارد چون ہمیدہ رضی اللہ عنہما
 پسند گوید آن کمال کجاشد گوئید مسامندداشت از هیچ گسبہ نبرد و توبہ
 چنانکہ ابلیس آن ہمہ کمالات با یک نافرمانی سود نداشت۔ ابابکر رضی اللہ عنہما
 ارشاد فرماتے ہیں کہ نادان لوگ یہ نہیں جانتے ہیں کہ اگر اس زمانہ میں
 کوئی اسرار الہی نہیں ہوتا اور تمام کمالات آخر دی کی یہ نماز موقوف علیہ نہیں
 ہوتی تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اسقدر غار رہتے کہ ہر روز
 اور گریہ نماز مختصر تھا سے حضرت کے ہوتی تو تمام برکتوں کی راہ کھولتی ہے
 و فرمائی کہ ان روز وصال کے مختصر نماز حضرت سے تشریف فرما ہے

سب اولیا کریم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے عامل ہو گزرے ہیں بغیر اتباع شریعت
 کے وصول الی اللہ دشوار ہے۔ پسندار سعدی کہ راہ صفا نہ توان رفت جز
 در پئے مصطفیٰ پد خلافت پیغمبر کسے رہ گزیدہ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید پد
 سید الطائفہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو وقت مرگ کے ایک آدمی وضو کرارہ تھا خلال
 داری کا بھول گیا فوراً آپ نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر اس سنت کو بجالایا۔ وضو کرانیوالے
 نے کہا کہ اے بزرگ ایسی سنت کیلئے کیا ایسے وقت نازک میں بھی رخصت نہیں ہے
 کہا میں نے اس مرتبہ کمال کی سیر اسی اتباع سنت ہی کی بدولت تھی ہو اسکو کیونکر
 چھوڑ دوں۔ دوسری نقل ہے کہ سید الطائفہ جنید رحم کی نماز کی ایک وقت کی یا ایک ماہ کی
 بسبب غلبہ شکر کے چھوٹ گئی تھی جب افاقہ ہوا تو پوری نماز کو اعادہ کیا اور بہت کچھ
 استغفار پڑھا اور اپنے اس حالت سے ناامید ہوئے گو حالت سکر میں نماز کے تکلف نہیں تھو تاہم
 بسبب چھوٹنے نماز کے اس حالت غلبہ شکر کو محسوس نہیں جانتے تھے لیکن یہ امر اختیار
 سے باہر تھا۔ ایک مقام میں مکتوبات صدی کے یہ بھی نقل لکھی ہوئی ہو کہ
 ایک شخص کے ساتھ شیطان ہوا جب وہ شخص گھر میں پہونچا اور نماز نہیں پڑھی ایک
 وقت دو وقت تو شیطان نے دیکھا کیا بعد میں رخصت ہوا اور کہا کہ ایسے بے نماز
 شخص کی صحبت تو میرے حق میں بھی نہ ہر قابل ہو۔ ایک تعین خود ملعون ہوں دوسرے
 جسکی صحبت اختیار کی ہو اوپر بھی ترک نماز سے شب و روز کی بھاری پھٹکار ہے تو میرا
 ایسوں کے ساتھ ٹھہرنا سونے میں سہاگہ ہو گا فوراً چل جنیت ہوا۔ ایک شخص نے
 ایک اونٹ خرید کر کے گھر لایا جب معمول اوسنے نماز نہیں پڑھی چونکہ قبل سے بھی
 نہیں پڑھتا تھا۔ وہ اونٹ جب باہر چرنے کو گیا تو اٹانے سے راہ میں زبان حال سے

ایک بزرگ ولی اللہ کی جناب میں عرض کیا کہ مجھے ایسے کے گھر میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے کہ سب کے سب نمازی ہیں شب و روز لعنت و چھٹکار کی بھرمار ہے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کوئی دوسری جگہ مجھے عنایت کرے حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت مغرور و مکی نماز کے بارے میں غلطی کرتی ہے یعنی وہ سمجھتی ہے کہ غرض نماز سے حضوری اور مراقبہ ہی اور یہہام نماز کے سوا دوسری صورت سے بھی حاصل ہو سکتا ہے بنا برین وہ لوگ نماز کو ایک ضروری کن اسلام کا نہیں جانتے ہیں اور دیگر احکامات اسلام کے بھی مخالفت میں رہتے ہیں اور حرام و حلال میں بتلائی ہوئی حد سے تجاوز کرتے ہیں مین پناہ مانگتا ہوں اس گمراہی سے۔ اور ایک جماعت اہل قصور و فتور سے ایسی ہے کہ وہ ادا سے فرایض کا کر کے انکار فضائل نوافل کا کرتی ہے اور تھوڑی لذت روحی جو وہ لوگ اپنے احوال میں پاتے ہیں اوس نوافل کو مہمل تصور کرتے ہیں اور اوسکی ادا میں ٹلی سرگرمی ظاہر نہیں فرماتے ہیں اگرچہ یہہ گروہ گمراہی و ضلالت سے بری ہے لیکن محل قصور میں ہیں اور جیسا کہ اعیان موجودات میں سے ہر ایک موجودات کی خاصیتیں الگ الگ ہیں اوس طرح نماز کے ہر رکن کی مہیت میں خاصیتیں علیحدہ ہیں جو کہ دوسرے میں نہیں ہیں۔ بلکہ شیخ شہاب الدین علیہ الرحمۃ ترقی کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز کے ہر ایک رکن میں اسرار و حکمت پوشیدہ ہے جو کہ غیر میں نماز کے نہیں ہے۔ اہل معرفت و اہل وجدان بطریق ذوق کے اوسکو دریافت کرتے ہیں۔ حضرت نصیر آبادی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔ اتباع سنت کی برکت سے اللہ کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور فرائض عبادت کے بحال لانے

تقرب ہو گیا ہے۔ اور نوافل پر مداومت کرنے سے محبت خدا و رسول
 کی انساں پا سکتا ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشت رح نے دربارہ
 نماز اور دیگر احکام شرائع کے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح کو جو کچھ
 فرمایا تھا وہ وکیل العارفین میں مصرح مذکور ہے اسی سے یہ روایتیں نقل
 کی جاتی ہیں۔ مجلس اول میں ہو کہ جس دن حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح
 شہر بغداد امام ابو الیث سمرقندی کی مسجد میں خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے
 ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سونے شیخ شہاب الدین محمد سہروردی اوشیخ داؤد
 کرمانی شیخ بشار الدین محمد چشتی رح شیخ تاج الدین محمد صفائی بھی ایک ہی جگہ حاضر
 تھے۔ نماز کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ آدمی نماز گاہ
 عزت سے قریب نہیں ہو سکتا۔ مگر نماز میں کیونکہ یہی نماز مومن کی معراج ہے
 جیسا کہ حدیث میں آیا ہو الصلوٰۃ معراج الک مؤمنین (یعنی نماز مومن
 کی معراج ہے) پس نماز ہی سے تمام مقاموں میں نور حاصل ہوتا ہے اور نماز ہی
 خدا سے ملدیتی ہے۔ چنانچہ ایسا کہ نماز ایک بھیدی ہو کہ بندہ اپنے پروردگار سے
 کہتا ہے اور رازِ نبی میں نزدیک ہو سکیو حال ہو سکتی ہو جو کہ لائق کہنے راز کے
 ہے۔ پھر وہ بھی راز کہنا نماز میں بھی مقصود حدیث میں آیا ہو انما صلی علیک
 رزقک فی رزقک (ایسا کہ راز سے راز کہتا ہے) خواجہ بزرگ رح اتنا فرما کہ
 حاضرین نے اسے سن کر علیہ السلام کا تذکرہ خیر کرنے لگے ختم کلام پر پھر نماز
 کے بارے میں ایک اور راز کہنا خواجہ بزرگ رح سمرقندی جو کہ فقہ کے امام
 تھے فرماتے تھے کہ نماز آسمان سے نازل ہوئی ہے اور ترے ہیں ایک

چھت پر کھڑا ہو کر باوا زبند یہ مذاکرہ کیا کہ آدمیو اور پریوسنوا اور معلوم کرو کہ
 جو شخص خدا عزوجل کا فرض نہیں ادا کرتا ہو خدا کی پناہ و حمایت سے باہر نکال جائے
 اور دوسرا فرشتہ حطیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت پر کھڑا ہو کر یہ
 مذاکرہ کیا کہ آدمیو سنوا اور معلوم کرو کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں
 نہ ادا کرے اور ان سے تجاوز کرے وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔ پھر خواجہ بزرگ
 معین الدین چشتی نے فرمایا کہ ایک روز ہم اور خواجہ اجل شیرازی یکجا تھے اور نماز
 مغرب کا وقت آگیا خواجہ رحم تازہ وضو کرتے وقت اونگلیوں میں خلل کرنا بھول گئے
 ہاتھ غیبی نے آواز دی اور اونکے کان میں کہا کہ اے اجل ہمارے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعوت کرتے ہو اور اوسکی سنت کو ترک کرتے ہو خواجہ اجل
 رحم نے عہد کیا کہ اب سے تا مرگ سنتوں کو بجالانے میں حتی الوسع غفلت نہیں کروں گا
 خواجہ بزرگ رحم نے فرمایا کہ حارف کو ہر وقت ولولہ عشق کا ہوتا ہو اور ہمیشہ خدا کی
 قدرت اور اوسکی خلقی پر متحیر رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو وہم دوست کا ہو۔ اگر بیٹھا
 تو ذکر دوست کا ہو اگر سوتا ہو تو خیال دوست میں خواب دیکھ رہا ہو اور جاگتا ہو تو دوست
 کے حجاب غفلت کو آس پاس گھوم رہا ہو۔ اسکے بعد فرمایا کہ اہل عشق صبح کی نماز ادا کر کے
 اوسی جگہ جہاں نماز پڑھتے رہتے ہیں بسبب تک آفتاب نہ نکلے۔ اس سے مقصد انوکھا
 یہ ہے کہ دوست کی نظر میں یہ نماز مقبول ہو اور انوار حق کی اوسپردہ میں منہ دل
 بانہ رہیں۔ پھر خواجہ بزرگ رحم نے اشارہ کی تاکید میں یہ نصیحت ارشاد فرمائی
 کہ امام المتقی ابو حنیفہ کو فی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب فقہ اکبر میں ہے کہ ایک شخص کفن چھڑا
 بین بایلیں برس عمر لیس کی عمر کے بعد لوگوں نے خواب میں اسکو بہشت میں

دیکھا متحیر ہو کر لوگوں نے پوچھا کہ تو کس عمل کی بدولت بہشت میں داخل ہوا جواب
 دیا کہ میں صبح کی نماز کے بعد جب نماز پر تامل و آفتاب کے بیٹھا رہتا تھا اور اشراق
 کی نماز پڑھ کر اپنے کام میں مشغول ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کام کی برکت سے
 مجھے بخش دیا۔ سب سے سنا بل میں ہو کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہو کہ جو
 شخص سستی کر لیا آداب شریعت میں وہ حرمان سنت کے عذاب میں مبتلا کیا جائیگا
 اور جو سنت کی ادائیگی غفلت کر لیا وہ حرمان فرائض کے عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور
 جو شخص فرائض کی بجا آوری میں مداہنت کو راہ دیکھا وہ نو معرفت کے فیضان سے
 بالکل محروم رکھا جائیگا۔ شرمندہ ناری کہ گنہ گری کنی پناہ خود را چہ سبہ کنی
 سگ کند در صفہ بیگانگان پناہ تو در حضرت شاہ مسکینی۔ حضرت عبداللہ دوس
 گنہ گوی خفی راج نے مکتوبات قدوسیہ کی ۲۴ مکتوب میں ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھنے
 کے بارے میں اور تمام تر خضوع و خشوع کی نسبت تاکید سخت کی ہے اور فرمایا ہے
 کہ قیامت میں اعمال سے پرستش ہوگی نہ کہ علم سے کسی کا علم و نسب عمل کے بدلے کام
 نہیں آسکے گا۔ اور نماز ہی سے حقیقت کی راہ منکشف ہوتی ہے نماز رفع نماید
 حجاب چہرہ یار پناہ نماز برقع کشاید از ان مہر رخسار پناہ

محمد بن الفضیل رحمہ نے فرمایا ہے کہ بدبختی کی علامت تین چیز ہے۔ ایک وہ علم
 کہ جس پر عمل نہیں کیا گیا۔ دوسری چیز وہ عمل ہے کہ جسکے کرنے میں اللہ کی رضامندی
 نہیں ڈھونڈھی گئی۔ تیسری چیز صحبت ہو کہ جو نفاق سے مملو ہو اور کدورت سے بھر
 ہے۔ خواجہ بزرگ معین الدین چشت رحمہ نے نماز میں تعدیل ارکان یعنی ٹھہر ٹھہر
 کر نماز پڑھنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے چنانچہ دلائل العارفین میں خواجہ

قطب الدین بختیار کاظمی رح کے ہوا کہ معین الدین چشت رح نے فرمایا ہے کہ ایک روز خواجہ عثمان ہارونی رضی کی زبان سے یہ بات صادر ہوئی کہ قیامت کے دن کیا انبیاء کیا اولیا جو شخص حساب و کتاب سے نماز کے پاک نکلوا وہ خلاص ہوا اور جو اپنی نماز کے حساب و کتاب میں کھوٹا نکلا وہ زبانیہ کے ہاتھ میں پڑا اور دوزخ میں گیا۔

خواجہ عثمان ہارونی رضی نے فرمایا ہے کہ ہم ایک شہر میں تھے جس کا نام یادین ہے۔ قریب شام کے ہے اوس شہر کے آس پاس ایک غار تھا اوس میں ایک بزرگ مصطفیٰ چھائے ہوئے بیٹھے تھے اور سامنے اونکے دو شیر بھی حاضر تھے شیخ ابو محمد محمد بن عزیز رح اول کا نام تھا کہ اونکے بدن میں سوا چترے کے کچھ باقی نہ رہا تھا۔ شیر کے ڈرتے ہسم اونکے نزدیک جانے سے ڈرتے تھے اتفاقاً فارغ نماز سے ہو کر میری طرف دیکھا اور بولایا کہا آؤ مت ڈرو۔ بعد اوسکے اللہ کا خوف دل میں رکھنے کی نسبت بہت دیر تک نصیحت فرماتے رہے اور ارشاد کیا کہ جو شخص خدا سے ڈرا اوس سے سب ڈرتے ہیں شیر کی کیا حقیقت ہو اوسکے بعد اس غار میں چند سال سے رہنے کے بارے میں بیان کرنے لگے کہ میں ڈرتے ایک چیز کے تیس سال سے روتا ہوں اور چند سال سے اس غار میں عزت گزین ہوں۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون سی بات ہے جسکے ڈرنے آپ کو اس حالت تک پہنچایا ہے۔ فرمایا نماز ہے کہ نماز ادا کرتا ہوں اور روتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا یا نماز کے شرائط اور اوسکی خشوع و خضوع کو مجھ سے ادا کر دے کاش اگر شرائط نماز کے فوت ہوئی اور وہ نماز اولٹ کر مجھ پر ڈالی گئی تو میں گیا گزرا۔ سو میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تم نماز کو باشرط و خشوع و خضوع کر چکے تو البتہ ایک کام تم سے ہوا۔ نجات کی امید ہو ورنہ عمر برباد

بہت اشیہ ہو معراج کے ساتھ۔ ساتون رکن نماز کے یعنی دو قعود اور دو سجود۔
 دو قیام ایک رکوع بمنزلہ طبقات سموات یعنی آسمان کے ہیں۔ نمازی نے جب نماز
 میں ساتون رکن مذکور کو ادا کیا تو گویا طبقات سموات کو طے کیا۔ قعدہ اخیرہ اگرچہ
 سیر کی انتہا کا مقام ہے لیکن اس میں تشہد کا ہونا چلتے وقت کی رخصت
 تقریباً کوتاہا ہے۔ اول تشہد میں (التمنیات) گویا ابتدائی سلام و تحیت جو مصلیٰ
 کی جانب سے حضرت رب العزت اور دیگر بندگان صالحین پر جو کہ جناب قدس میں رہتے
 ہیں۔ اور باری تعالیٰ کے زیر عرش سبر کرتے ہیں۔ اور نماز کے معراج کمال
 کی بھی ایک وجہ ہو۔ معراج کی رات میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنی غایت شفقت و مہربانی سے چاہا کہ ہم کو یہ امت کیلئے یہاں سے لیتے جاتے
 تاکہ میرے اس سفر مبارک کی برکات سے اونکو بھی فائدہ پہونچتا۔ نماز چونکہ باعتبار
 تقرب مقامات اور مشاہد بہت ارکان کے معراج سے بہت مشابہ تھی۔ اس لئے
 اسی نماز کو جناب باری عزائمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیا کہ اپنی امت کو
 معراج جسمانی آسمان پر جیسی تمکو ہوئی ایسی معراج تمہاری امت میں کیگو ہونے
 کی نہیں۔ باقی تقرب و حضوری جو معراج میں تمکو حاصل ہوئی ہے وہ تقرب حضوری
 تمہاری امت کو اپنے اپنے درجے کے موافق اسی نماز سے حاصل ہوگی۔

مخدوم الملک علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب (خوان پر نعمت) میں اس رباعی کو
 لایا ہے در کو خرابات کسے را کہ نیازست بہ ہشیاری و مستی ہمہ در عین غارت
 این جانپذیرند نماز و رزح و زہد بہ انچہ از تو پذیرند درین کو سے نیازست بہ نماز کو
 عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں لفظ صلوٰۃ کا نکلا ہوا (صلی) سے اور صلی کے معنی آگ میں جانکائی

نمازی عین نماز کی حالت میں کثرت تجلیات انوار اور غایت خشوع و خضوع و حرقت
ذو بان کے سبب سے گویا آگ میں ہی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ لفظ صلوٰۃ کا
نکلا پور (صلہ) سے اور صلہ کے معنی ملنے کے ہیں۔ نمازی عین نماز کی حالت میں
غلبہ نور شہود اور بہ سبب تلاشِ سوم وجود کے خلق سے منفصل اور خدا تعالیٰ
سے متصل ہے۔ نماز فرض کے انوارات و برکات کا کیا کیا ذکر ہے۔ سنت و نفل میں
جب اس قدر ثواب ہے کہ جبکی انتہا نہیں ہے من صلی الصلۃ فی جماعة ثمر فقد
بذکر اللہ حتی یطیع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجة و عمرة
قال صلی اللہ علیہ وسلم تامة تامة تامة جو نماز صبح کی جماعت میں پڑھکر
یاد میں آتی کی بیٹھ جاوے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو جاوے بعد اسکے دو رکعت
نماز ادا کرے اسکے لئے پورے حج و عمرے کا ثواب ہے۔ متوفی کامل حضرات سبب
غایت خلوص اور نہایت خشوع کے باعتبار ادا کے سنت و فرض کو برابر جانتے ہیں
اگرچہ دونوں باعتبار مراتب شرعیہ کے متفاوت ہیں۔ فرض کا قصد تارک کا فر ہے
اور سنت کا قصد ترک کرنیوالا فاسق ہے لیکن حضرات صوفیہ کرام رحمہم اور علماء خاشعین
محض براہِ محبت و اطاعت حکم رسول کے سنت و فرض دونوں کی ادا کا اہتمام پلغ
برابر رکھتے ہیں۔ عوارش المعارف میں ہے کہ نماز کے ادا کر نیکی ہیئت جمیع
بلکہ کی عبادت کی ہیئت کو شامل ہے۔ بعضے فرشتے ہمیشہ رکوع میں ہیں اور بعضے
سجود میں۔ بعضے قیام میں ہیں تو بعضے قعود میں۔ بعضے دعا میں مشغول ہیں تو
بعضے استغفار میں مصروف۔ کسی کو تسبیح کا وظیفہ بتلایا گیا ہے تو کسی کو تحمید کا ورد
سبکایا گیا ہے۔ کسی کو درود پڑھنے سے کام ہے تو کسی کو تحیت و سلام ہی پہنچا

سے مطلب یہ تو ایک نماز پڑھنے سے نمازی کو ساری عبادتوں کا ثواب ملتا ہے۔
 کیونکہ سائر فرشتوں کی عبادت کو نماز اپنی اس بہت موزوں و صورت مقبول
 کے ساتھ شامل ہے۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ نہیں قرب حاصل کرتا میرا طیرف
 بندہ میرا مثل ادا کرنے اوس چیز کے کہ فرض کیا ہے میں نے اوس پر۔ اور ہمیشہ
 تقرب کرتا ہر مجھ سے بندہ میرا ساتھ نوافل کے بہان تک کہ میں اوس کو چاہنے
 لگتا ہوں تو ہو جاتا ہوں کان اوس کا جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ اوس کی
 جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ اوس کا جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں اوس کا
 جس سے وہ چلتا ہے۔ پھر اگر مجھ سے کچھ انگتا ہے تو اوس کو دیتا ہوں۔ اگر چاہتا
 ہے تو پناہ دیتا ہوں۔ پھر جب نماز اتنے تقرب و کمالات کی حد تک پہنچا نیوالی ہے
 تو اس کا تارک اور اسکے ترک پر ہر ار کر نیوالا اور اس نماز کو قدر و عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھنے والا
 ولی اللہ عارف باللہ کیونکر ہو سکتا ہے نماز کا تابعدار کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس سے ہر مومن ہی نہیں بلکہ
 خاص توفیق ہوا ایمان پر ہے کچھ اور مرتبہ ہے وہ ہمیشہ پر ہے سمجھے ہیں جسکو بارہ اللہ ہی نہیں
 حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وقت نماز شروع فرماتے تھے
 تو کمال استغراق انوار و تجلیات کی جہت سے سینہ مبارک آپ کا مثل ہاتھ کو کھینچا
 اور وفور شوق میں جوش کرتا تھا۔ جناب امام ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ کا
 نماز میں شتوع و خضوع مشہور ہے۔ سچ ہے جو خدا سے ڈرا اوس سے سب ڈرتے
 ہیں۔ نماز پڑھنے کے وقت چھت سے سانپ گرا سب لوگ سانپ ہی ڈرتے کہ بھاگ
 گئے اور سانپ خود ان سے ڈر کہ منہ لیکے رہ گیا گاٹ نہ سکا۔ یہیبتِ این مرد
 صاحبِ دلق نیست و یہیبتِ حق بہت این از خلق نیست۔

یحییٰ بن معاذ رازیؒ غلبہ اولے سے ہیں اور ان سے کسی نے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ میں پہونچی ہوئی ہوں میرے لئے چھوڑنا نماز کا ضرر نہیں ہو فرمایا کہ ٹھیک پہونچی ہوئی ہو لیکن دوزخ میں۔ خدا تک ایسوں کی رسائی کہاں ہو سکتی ہے۔ آپ کا قول ہے کہ محبت اوس کی سچی ہو جو محبوب کے کلمہ بمحبوب عمل کرے۔ آپ کا قول ہو کہ جو شخص اللہ کی عبادت کے وقت اللہ سے شرمائے اللہ تعالیٰ بھی عذاب مصیبت کے وقت اوس سے شرم کرے گا۔ بندے کی حیا ندامت میں ہی اور اللہ پاک کی جا کر امت میں ہی۔ یعنی بندہ جب گناہ پر نادم ہوتا تو خدا کو بخشنا ہی پڑتا ہو۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خشوع کا قصہ یوں ہے کہ آپ کے کسی عضو میں زخم ہوا تھا جس کے علاج میں اوسکو کاٹ ڈالنے کے لئے حکما فرماتے تھے۔ نماز میں جب آپ مشغول ہوئے وہ عضو کاٹ لیا گیا۔ اونکے فرشتے کو بھی خبر نہیں ہوئی۔ کیسی معیت و محویت اور کیسا استغراق تھا سبحان اللہ و بحمدہ۔ جذبہ وصل و محبت بیان میں و تو یہ کہ رقیب آمد و پدید نشان میں و توفیق ذکر الہ و لیا میں منقول ہو کہ حسین بن منصور حلاج رح جسکی نسبت اولیاء کرام کے مختلف اقوال ہیں حضرت جنید رح و نظام الدین اولیاء رح و علامہ ابن تیمیہ رح اور اکثر اصحاب ظواہر ان کی ولایت کا انکار کرتے ہیں اور ابن عطاء اللہ حنفی شہلی۔ ابوالقاسم نصیر آبادی و جملہ متاخرین رحمہم اللہ اقرار کرتے ہیں۔ آیا ماکان حضرت منصور رح بھی بڑے نمازی تھے رات و دن میں چار رکعت نفل پڑھتے تھے کسی نے کہا اس قدر نوافل کے ساتھ مجاہدہ کیوں فرماتے ہیں درنا لیکہ آپ ایک بڑے مرتبہ کے شخص ہیں فرمایا محبت کی راہ میں عبادت کرنے سے

بجائے دیدن خواہش غلو ترا بہ رفیقہ و جہان گناہ آواز دہندہ

مشقتِ تہیفات نزدیک نہیں آتی ہے۔ دوستانِ خدا اور کسی صفات میں فانی ہیں نہ رنج اور میں اثر کرتا ہے نہ راحت نہ محنت کو عاشق یا کعبہ کرتے پیچھے خضر بھی نیکی آرزو کرتے آن سب بیانات سے واضح ہو گیا کہ ترک کرنا نماز کا اور چھوڑنے پر نماز کے اصرار کرنا شان سے اولیاء اللہ ریح کے نہیں ہیں۔ چونکہ ولایت خاصہ نام ہے اللہ پاک کی ذات کو ساتھ تقرب و معیت حاصل کر نیکا اور اللہ بندوں کے ساتھ اسی وقت تک ہو جب تک بندہ پابند نماز کا ہے۔ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمْ الصَّلٰوةَ بندے نے نماز چھوڑی اللہ کا ذمہ بھی اوس سے اٹھ گیا پھر جس سے ذمہ خدا کا اٹھ گیا وہ خدا کا دوست کیونکہ ہو سکتا ہے۔ سمجھ بوجھ والے حضرات جو بیلائے اندر شرمی نماز چھوڑنے والے کو ولی اللہ کہتے ہیں اور اون کے حق میں ولایت خاصہ کا دعویٰ کرتے ہیں وہ گویا قرآن کے ساتھ استہزاء اور خدا و رسول کی جناب میں سخت بے ادبی فرماتے ہیں ایسوں کو خدا کے بطش شدید سے ڈرنا چاہئے۔ اور خدا کے غضب و غصہ کا جب تک ایسے خیال ہو تو بہ نکرین) منتظر رہنا چاہئے مگر زری فلک کے پار گئی لامکان تہلک اور تیر آہ بے ادبی اب کہاں تلک۔

ہمیشہ شراب پینے والے یا شراب کو طریقت کے روئے حلال جاننے والے کے ولی اللہ نہیں ہونے کا بیان

اور من جملہ کبار کے نشہ پینا ہی۔ حدیث میں ائمہ الخیر کو مثل بت پہنچ کر ٹھہرایا ہے اور دونوں کا انجام وہی ناریک لایا ہے۔ ابو ہریرہؓ کا مرفوع لفظ ہے کہ نہیں زنا کرتا ہے زانی جو وقت وہ زنا کرتا ہے حال یہ کہ وہ مومن جو اور نہیں چوری کرتا ہی چور تھا اگر نیوا لا حال آنکہ وہ مومن ہو اور نہیں شراب پینا ہی شراب پینے والا جو وقت وہ اسکا

پیتا ہو حال یہ کہ وہ مومن ہی روایت کیا ہو اسکو ابو داؤد ترمذی نسائی بخاری و مسلم
 نے ایک روایت میں ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
 لعنت بھیجا اللہ پاک نے شراب پینے والے ڈھالنے والے پیچنے والے بنانیوالے
 اوٹھانیوالے اوٹھوانے والے وغیرہم پر روایت کیا اسکو ابو داؤد نے۔ ابو ہریرہ
 کا مرفوع لفظ ہے کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے شراب اور من کو اوسکے اور حرام کیا
 مردے کو اور من کو اوسکے اور حرام کیا خنزیر اور من کو اوسکے۔ اور ایک روایت
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہو کہ فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے زنا کیا اور بھی شراب
 پیتا ہو نکالتا ہو اللہ قلبے اوسکے ایمان کو جیسا انسان قیص کو ستر نکالتا ہو واثق
 کیا ہو اسکو حاکم نے۔ دوسری روایت میں ہو کہ جو اللہ اور دن آخرت پر یقین رکھتا
 ہے اوسکی شان نہیں کہ شراب نوش کرے اور جو اللہ اور دن آخرت پر یقین کرنا
 اوسکی شان نہیں ہو کہ جہان شراب لوگ پیتے ہیں وہاں جاوے۔ روایت کیا ہو اسکو
 طبرانی نے۔ ایک روایت میں ابن ماجہ کے ہے کہ بچو تم لوگ شراب پینے سے کیونکہ
 یہ پیدا کرتی ہے گناہ کو جیسا کہ اسکا شجر پیدا کرتا ہو شجر کو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مرفوع
 لفظ ہو۔ کل چیز نشہ لاتیوالی خمر ہے اور کل مسکر حرام ہو اور جو دنیا میں خمر کا استعمال
 کرتے ہیں اور اسکی مداومت فرماتے ہیں وہ اس سے آخرت میں محروم رہینگے۔ روایت
 کیا ہو بخاری و مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی نے۔ اور بیہقی میں ہو وہ آخت بیان اس
 نعمت سے محروم رہینگا یعنی بہشت میں نہیں جاوے گا۔ ابو موسیٰ اشعری کا
 مرفوع لفظ ہو کہ تین شخص جنت میں داخل نہیں ہونگے ہمیشہ شراب پینے والا اور
 نالتے سے بدسلوکی کرنیوالا اور شجر کی تصدیق کرنیوالا۔ اور جو دائم الخمر مر جائے گا

تو بلاویگا اللہ اسکو نہر غوطہ سے۔ کہا گیا کیا ہے نہر غوطہ فرمایا کہ نہر غوطہ ایک نہر ہے
 جزائی عورت کے فرج سے جاری ہوگی اور ایذا دے گی دوزخیوں کو بدبوئی فرج
 کی اوسکے روایت کیا ہی احمد نے اور ابن حبان نے صحیح میں اپنے اور صحیح کہا ہی
 حاکم اور ابو یعلیٰ نے۔ چار شخص ہیں کہ نہیں داخل کریگا اون لوگوں کو اللہ جنت
 میں اور انعامات جنت کے اونکو نصیب نہیں ہونگے ہمیشہ شراب پینے والا رسوخا
 یتیم کا مال کھانے والا بطل۔ عاق کیا ہوا والدین کا۔ روایت کیا ہے حاکم نے اور صحیح
 الاسناد کہا ہے۔ ابن عباس کا مرفوع لفظ ہے کہ مدمن الخمر یعنی ہمیشہ نشہ پینے والا
 اگر مرے گا تو ملاقی ہوگا خدا سے مثل ثب پرست کے روایت کیا ہی احمد نے اور ابن
 حبان نے صحیح میں۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ ہم ثب پرست اور شاز
 الخمر کے درمیان کچھ فرق نہیں باتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر کا مرفوع لفظ ہے کہ
 تین شخص پر اللہ نے حرام کیا ہے جنت کو۔ مدمن الخمر اور عاف شدہ والدین اور دیوث
 دیوث وہ ہی جو اپنی عورت کو غیر محرم مرد کے سامنے کرنے میں مبالغہ نہیں کرے
 مضائقہ نہیں سمجھے۔ اور اپنے اہل کی نبرائی کا اقرار کرے اور رضا ظاہر کرے۔ روا
 کیا ہی ہوا سی۔ بزاز حاکم۔ احمد نے اور صحیح کہا ہی۔ حدیفہ کا مرفوع لفظ ہے کہ نشہ
 اکٹھا کر نیوالا گناہ کا اور عورتیں ڈوری ہیں شیطان کی اور محبت دنیا کی ہر چیز
 کی جڑ ہے۔ ذکر کیا ہی وزین نے۔ ہعیر کا بن شعبہ کا مرفوع لفظ ہے کہ جس نے بیچا شہ
 کو اوسنے بیچا سور کے گوشت کو روایت کیا ہی ابو داؤد نے۔ خطابی نے کہا ہے کہ یہ
 تاکید حرمت کی ہے اور تعلیظ ہی اس میں جس نے پوکار دی بیچ خمر کی اوسنے حلال
 کیا خنزیر کو کیونکہ حرمت میں دونوں برابر ہیں۔ پھر جب کھانا خنزیر کا حرام ہو اوشہ

کی بکری کا کھانا بھی حرام ہوا۔ جابر بن عبد اللہ کا مرفوع لفظ ہے کہ تین
 شخص ہیں کہ نہیں قبول کرتا ہے اللہ اور اسکی نماز اور نہیں چڑھتی ہی اونکی اوپر
 کوئی کی۔ غلام بھاگا ہوا یہاں تک کہ اپنی مولے سے جا ملے۔ اور اس کے ہاتھ میں تھم
 ڈال دے۔ اور عورت کہ جس کا مرد اس پر عقد ہو یہاں تک کہ راضی ہو جا۔ اور نشہ پیئے
 والا یہاں تک کہ ہوش میں آوے۔ آپ اس دس دہائی کا مرفوع لفظ ہے کہ مجھے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ مت شرک کر اگرچہ جلاد یا جاوے اور
 پھانسی دیدیا جاوے اور نہ نماز کو ترک قصداً کر جس نے نماز کو قصداً ترک کیا اس
 سے اللہ کا ذمہ اوتر گیا۔ اور مت شراب پی تحقیق کہ شراب پینا ہر برائیوں کی
 کنجی ہے۔ **ابن ابی طالب** سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ جب میری امت یہ پندراہ خصلت کرنے لگے گی اس وقت اوپر ملا آتی حلال ہو جائی
 جب مرد بی بی کا تابعدار بنے گا۔ اور مان کی نافرمانی لوگ شروع کریں۔ دوست کی ستم
 احسان کرنے لگیں۔ باپ کے ساتھ ظلم کریں۔ مسجد میں لوگ بشور و غل دنیا کی
 کپ کریں۔ اور جب سرداری قوم کی رذیلوں کو مفضول ہوئے۔ اور بزرگ قوم کا اس کے
 شر سے خائف ہو۔ اور شراب پیئے کی اشاعت ہو۔ اور مرد ریشمی کپڑے حلال سمجھے
 اٹھے لوگوں پر پھیلے لوگ لعنت بھیجیں۔ اور جب رزق کو لوگ بائیں ہاتھ سے اور ظلم شہا
 کریں۔ اور امانت میں خیانت کرنے لگیں وغیرہ وغیرہ تب منتظر ہو اس امر کے کہ
 یا تو ہوا سرخ آوے گی یا لوگ زمین میں دھنسا شروع ہو جائیں گے یا اونکی صورتیں
 مسخ ہوتی جاوے گی۔ اور یہ حکم حب نشہ والی چیز کے استعمال میں ہی قرآن میں ہے
 اِنَّمَا الْخَمْرُ الْمُسْرِءُ الَّذِي يَمْلِكُ الْحُلُمَ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَآيَاتٍ لِّمَنْ يَّعْلَمُ اِنَّ الشَّيْطَانَ فَاجٌ بَشِيْرٌ

خمر میں سب نشہ والی چیز داخل ہے۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل نشہ والی چیز خمر ہے اور کل نشہ والی چیز حرام ہے۔ شراب تازی گانجہ جھنگ وغیرہ وغیرہ کا یہی حکم ہے۔ اور ابو داؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتر اشبار بھی حرام ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ نشہ والی چیز میں قلیل کثیر دونوں حرام ہے۔ حالانکہ قلیلہ فکثیرہ حرام اور مفتر اشبار میں یہ حکم نہیں ہے۔ سو جو بعض فقراء مدر النحر میں وہ اور انکے معقد و فاسق ہیں کیونکہ فاسق کو یہ حیثیت فسق کے اچھا جاننے والا بھی فاسق ہو اور شراب کو حلال جاننے والا کافر ہو حنفی مذہب اور کل مذہب کے رو سے نشہ والی چیز کا حلال جاننے والا کافر ہے جو سر سے مومن ہی نہیں ولی اللہ کیونکہ ہو سکے گا۔ یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب تھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا۔

لڑکے اور مجنون کو ولی اللہ نہیں ہو سکنے کا بیان

جب مدار ولایت کا تقویٰ و خلوص و اتباع سید المرسلین پر ہو اور بغیر عبادت اور تقرب حسنات اور ترک سیئات کو ولی اللہ ہونا غیر ممکن ہے تو اس بنا پر اطفال اور مجنون کا ولی اللہ ہونا بھی از قبیل تمتعات ہے کیونکہ تقرب عبادت اور سیئات کے مکلف نہیں ہیں۔ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوشا لیا گیا ہے قلم دیوانے سے جھانک کہ ہوش میں آوے اور لڑکے سے یہاں تک کہ اختلام کی حد تک پہنچی اور سوئیو اے سے یہاں تک کہ جاگ اٹھے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو اہل سنن نے حضرت علی اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے اور اہل معرفت کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح و مستند ہے۔ ان لیکن لڑکا تمیز والا اسکی عبادت صحیح ہے اور اسکو اجرد یا عابدے گا۔

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

اکثر علما کا بھی مذہب ہی۔ گردیوانے کے بارے میں علما کا اتفاق ہی کہ نہیں درست
 ہی ایمان اور کفر اور سکا وہ بالکل مرفوع القلم ہے۔ کوئی عبادت اور کسی صیغہ نہیں
 بلکہ معاملات میں بھی اسکا اعتبار نہیں مثل تجارت و صنعت وغیرہ کے تب و
 بزاز عطار۔ بخار۔ نہیں کہلا سکتا ہے کیونکہ ان امور کی اوسمیں صلاحیت نہیں
 اور احکامات مع و شرا۔ نکاح و طلاق۔ اقرار شہادت وغیرہ میں اسکی باتیں لغوین
 شارع کیجانیسے کوئی مواخذہ نہیں ہی نہ ثواب کا وہ مستحق ہی نہ عذاب کا مستوجب۔
 بخلاف لڑکے کے کہ بعض مقام پر شارع نے اسکے قول کا اعتبار کیا ہے۔ پھر جب
 مجنون سے تقرب الی اللہ فرائض و نوافل۔ تقویٰ و زہد معاملات و عبادات سب
 چیز کی توقع منتفع ہے تو ولی اللہ ہونا بھی اسکا محال ہی۔ گو بعض مجنون ایسے پائے
 جلتے ہیں اور پائے گئے ہیں کہ اگر وہ اشارہ کریں تو لوگ مرجائیں۔ یا گر پڑیں۔
 یا مسکاف سے بعض بات بڑ میں ایسی بول جاتے ہیں کہ وقوع میں آنوالی ہو یا وقوع
 میں آچکی ہو۔ تاہم صرف ان امور سے وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ یہ سب
 باتیں مشرکین جادوگر۔ کاہن اہل کتاب۔ مہندو براہمہ۔ ترکض جو کیوں میں بھی
 پائی جاتی ہیں۔ مجنون کے حالات صحت عبادات حسن معاملات شراط و ولایت کے
 بالکل مخالف ہیں۔ صرف بعض خرق عادات سے انکے ولایت خاصہ پر استدلال
 کرنا اور اس حجت کو صحیح مان کر کے انکو ولی اللہ کہنا بڑی بھاری گمراہی ہی۔ ایسے
 ایسے ایک نہیں ہزار خرق عادات اوس کیوں نہیں لیکن ولایت خاصہ ایسی چیز نہیں
 ہے کہ بغیر اتباع شریعت اور زہد و تقویٰ اور اخلاص و ارادت کے ایسے نیسے کو ملے گا
 وہ شام ہو کہ وہ ترش برو ہزار دی نہ یان وہ نشے نہیں جنھیں شنی اوتار دے نہ نہ

ہاں جو شخص کبھی دیوانہ ہو اور کبھی ہوش میں آئے پھر جب ہوش کے زمانے میں اللہ
 و رسول کے ساتھ ایمان لائے اور فرائض کو ادا کرے اور محارم سے بچے تو اسکو
 حالت دیوانگی کا بھی اجر ملیگا اور دیوانگی کو قبل ہوش میں جو نیکیاں ہوئی تھیں اسکا
 ثواب بھی پایا جائے گا تو وہ بقدر اپنی عبادت و تقرب کے ولی اللہ ہے۔ اور جو بعد تقویٰ
 و ایمان کے مجنون ہو گیا ہو تو اسکو اجر حالت دیوانگی کا ملیگا۔ وہ اس حالت میں
 مرفوع القلم ہو اسکی گناہیں حالت جنون کی لکھی نہیں جائیں گی وہ بھی بقدر تقویٰ
 کے ولی اللہ ہے۔ اور جو شخص اپنے کو مجنون ظاہر کرے اور ادا سے فرائض میں
 مصروف نہیں ہو اور محارم سے اپنے کو محفوظ نہیں رکھتا ہو بلکہ ارتکاب معاصی
 میں جہت اور نافرمانی خدا و رسول میں جاپ ہو وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا ہو کیونکہ وہ
 مجنون نہیں بلکہ اپنے کو مجنون ظاہر کر کے غیر مکلف دنیا میں رکھا چاہتا ہو وہ
 بھاری منافق ہو اور جسکی عقل کبھی جنون سے غائب ہو جاتی ہو اور کبھی افاقہ
 بھی اسکو نصیب ہوگا، مگر حال افاقہ میں بھی وہ ادا سے فرائض اور اجتناب محارم
 کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہی بلکہ اعتقاد رکھتا ہے کہ ہم پر نماز اس حالت میں
 معاف ہے رسول صلعم کی پیروی کے ہم اسوقت میں مکلف نہیں ہیں
 یا کوئی شخص صحیح ہو مجنون نہیں ہوتا ہم ادا کی صلوٰۃ و دیگر فرائض میں مشغول نہیں
 ہوتا ہے لیکن اعتقاد رکھتا ہے کہ امر ظاہری میں ہم مکلف شریعت کے ہیں حقیقت
 باطنیہ میں ہمکو شریعت کی پیروی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ بھی اعتقاد کرے کہ
 اولیاءوں کے لئے انبیاءوں کے سوا دوسری راہ ہو۔ یا یہ عقیدہ رکھے کہ اولیاء اللہ کے
 تقرب مقامات اور وصول الی اللہ کے طریقے وسیع ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے

وصول الی اللہ کے طریقے تنگ ہیں۔ یا ہم اعتقاد رکھے کہ اولیاء اللہ رحمہ خواص کی ہدایت کے لئے ہیں۔ اور انبیاء اللہ علیہم السلام عوام کی ہدایت کے لئے تشریف لائے ہیں تو ایسے لوگ اور اس اعتقاد والے اشخاص ہرگز ولی اللہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ ولایت خاصہ تقویٰ میں منحصر ہے جو متقی نہیں؟ ولی اللہ نہیں یہ خود بھی مذہب حقہ سے بالکل غافل ہے اور جو انکو ولی اللہ کہے وہ اس سرے کا غافل ہے لہذا فی الفرقان (لابن تیمیہ ۷) ۷ صوفی ہو کہ ہو میکش قاتل مرے دونوں ہیں + پر مذہب و مشرب سے غافل مرے دونوں ہیں بلکہ بعض اولیاء کرام کو جو فراط جذبہ شوق میں ہوش نہیں رہتا ہی سے آمد خبر ز آندا و من بعد خبر نماذ مارا۔ اوس حالت سکر میں جو نمازین فوت ہوتی ہیں اہل طریقت اوسکا اعادہ واجب جانتے ہیں۔ اگرچہ اس جذب میں یہ لوگ مغذور مضطرب ہیں تاہم ایسے اولیاء اللہ جن پر جذب غالب ہو استقامت حال کے مرتبے سے گرنے سے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعلیٰ درجہ کے ولی ہیں اور جذب نہیں ہے۔ اتباع شریعت کی نسبت اور باہم شریعت طریقت کی بار میں اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے اقوال و احوال + تذکرۃ الاولیاء میں وارد ہو کہ ابو عبد اللہ بن محمد فضل رجب سے کسی نے سوال کیا کہ اہل معرفت کون شخص ہے فرمایا کہ جو کوشش و سعی بلیغ کرے اتباع شریعت میں اور رغبت تہ دل سے فرمائے حفظ میں ادا سنت کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم پیروی میں جان قربان کرے پھر آپ نے فرمایا کہ چار چیز کی محبت بندہ کو مرتبہ ولایت تک پہنچاتی ہے۔ ایک ہمیشہ ذکر کرنے کو دوست

رکھے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کارہ نہو بلکہ اُنس عظیم اس سے رکھتا ہو تیسرے
ساکر اُون اشغال سے قطع تعلق کرے کہ جو شغل اللہ پاک کی یاد کے منافی ہو۔
صاحبِ دلان کہ دل زد لاسے تو یافتند؛ دل آفریدہ بہرِ فتنائے تو یافتند؛
بشنو کلامِ حضرت آزاد از صنیا؛ دل را بر اسے یاد تو واجب ادکرده اند؛
جو تھے اللہ کی محبت سب کی محبت پر غالب ہو لڑکے بچے۔ بھائی باپ۔ دوست احباب
برادری کینے۔ بیوی لڑکے کسی کی محبت و مودت احکامِ شرائع کی بجا آوری میں مایح
و مانع نہو جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔ قل ان اباءکم و ابناءکم و اخوانکم و
انزو اجمکم و عشیرتکم الی قولہ احب الیکم من اللہ و رسوله۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ بشرِ حافی علیہ الرحمۃ نے حضرت رسالتِ مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشرِ حافی سے
پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہے کہ کون سی صفت کی برکت سے تم اقران و امثالِ تین
بلند درجہ ہوئے۔ کہا نہیں فرمایا چونکہ تم میری شریعت کے منیع تھے اور صالحین
کی حرمت کرتے تھے اور بھائی بند کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے نوازتے تھے
اور میرے اصحاب و اہل بیت کو دوسے دوست رکھتے تھے یہی سب باتیں تمہارے
ابراہیم و صالحین کے مراتب تک پہنچنے کا باعث ہوئیں۔ فرید الدین عطار علیہ
الرحمۃ نے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ سید الطائفہ جنید ایسا شخص مفید کتاب
و سنت کا تھا کہ کوئی شخص اوسکے ظاہر و باطن کے ساتھ سنت کے خلاف کوئی بات
ثابت نہ کر سکا اور کسی نے اونی ذاتِ جمع صفات کو خلافِ شریعت کی داغ سے عیب نہ
لکھا۔ کسی مذہب کے پابند نہ تھے بطورِ خود اپنی جگہ پر وہ امام و مجتہد تھے۔

ابراہیم بن داؤد الرقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی محبت کی نشانی اسکی
 بندگی کرنی ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہی وہی ہے۔
 لطائف اشرفی کے صفحہ ۳۳ میں ہے حضرت قدوۃ الکبرامی فرمودند ہر کہ ازین
 طائفہ خلاف روش نبوی وغیر مطابق مصطفوی پیش گرفت بمقصود نہ رسید۔
 بیت خلاف پیہر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید۔ حضرت قدوۃ الکبر
 میفرمودند کہ ولی باید کہ ناموزون نبود حضرت نور العین درخواستند کہ مراد از
 سوزونی چیست فرمودند کہ مجموع افعال و حرکات او پسندیدہ و موزون بود ہمیزان
 شریعت و طریقت کہ هیچ امرے از امور خلاف شریعت مصطفوی مخالف روش صوفیہ
 و طائفہ علیہ نبود۔ اور لطائف اشرفی میں دوسری جگہ یہ ارشاد فرماتے ہیں۔
 قدوۃ الکبرامی فرمودند کہ یکے از شرائط ولی آن است کہ تابع رسول علیہ السلام
 قولاً فعلاً و اعتقاداً بود کما قال اللہ تعالیٰ ان کذمت تحبون اللہ فاتبعوا
 و در طریق سپردن راہ متابعت و رفتن سبیل موافقت اصلاً تصور نیاید کہ التالیع
 فی حکم الملتبوع۔ عجب اللہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت تذکرۃ الاولیاء
 میں ہے کہ آپ اتباع سنت کے رکن تھے۔ مذہب سفیان بن سعید ثوری کا فقہ و
 معاملات میں رکھتے تھے مذہب اربعہ کے پابند نہ تھے۔ حمدون قصار رحمۃ
 اللہ علیہ بھی تقویٰ و ورع میں آپ ہی اپنے مثل تھے۔ فقہ و حدیث میں یطو
 رکھتے تھے۔ سفیان بن سعید ثوری کے مذہب میں تھے۔ عبد اللہ بن مبارک
 یہ تھے۔ ابو تراب کے مرید بعضوں نے کہا ہے کہ آپ خود صاحب مذہب تھے۔
 جماعت کی جماعت انکی مقلد تھی اور قصاریہ کے نام سے مشہور تھی۔ آپ کے

تقویٰ کی نقل لکھا ہے کہ ایک شب کو ایک دوست کے یہاں پہنچو دوست اون کا
بیچارہ نزع میں تھا اسی شب کو قضا کیا بعد میں نے دوست کے چراغ کو گل کر دیا
لوگوں نے اسکا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اوسکی زندگی تک میرے دوست کا
مال تھا اب یتیموں کا مال ہو چکا لائق نہیں ہے کہ یتیم کے مال میں دست اندازی کروں
ابو سلیمان دارامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تحقیق گزرتا ہوں میرے دل میں
ایک نکتہ نکٹوں سے قوم کے پس میں نہیں قبول کرتا ہوں جب تک دونوں گواہ
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے اوسکی تصدیق نہیں کر لیتا ہوں۔ اور کہا
ابو عثمان نیشاپوری رحم نے جس نے امیر کیا سنت رسول اللہ کو اور پر نفس اپنے
کے فعل اور قول بولا ساتھ حکمت کے اور جس نے امیر بنا یا بدعت وہو اکو اور
اپنے نفس کے قول یا فعل سے بولا ساتھ بدعت کے۔ ابو حفص حداد رحم
طبقہ اولے کے اولیاء میں سے ہیں وہ فرماتے تھے کہ جو شخص وقت افعال و احوال
اقوال کے اپنے کو ہمیشہ میران شریعت پر نہ تولتا رہے۔ اور ہمیشہ اپنے دل کو
مستہم نہیں کرے اوسکو بین مردان خدا میں سے نہیں شمار کرتا ہوں۔ احمد مسروق رحم
طاہر و باطن دونوں میں کامل تھے اذ نکا قول ہے کہ درخت میں توبہ کے ندامت کا
پانی دو۔ اور درخت میں محبت کے سوا نفعیت کا۔ یعنی توبہ میں ندامت سے زیادہ
کام لو۔ اور اللہ و رسول کی محبت میں نفعی سوا نفعیت کرنے سے ہوتی ہی اذن کے
افعال و اقوال کے ساتھ۔ آیوا احسن بار و ہی قدر ما شاخ سے نیشاپور کے
ہیں وہ فرماتے ہیں کسی پر نور ایمان کا ظاہر نہیں ہو سکتا ہو جب تک اتباع سنت
کی نفاذ ہے۔ اور اقتضای بدعت سے نہیں کرے اور جان و کھنہ کو نور ایمان کا نہیں ہے

اور مجاہدہ ظاہری بہت ہی تو تحقیق کر کے جانو کہ وہ لوگ بدعات چھپے ہوئے میں ضرور مبتلا ہونگے۔ احمد انطاکی رحمہ اللہ اولے سے ہیں اور ان کا قول ہے کہ امام ہر عمل کا علم ہے اور علم محض اللہ کی غنایت سے حاصل ہوتا ہے اولیاء اللہ کے لئے علم کا ہونا ضرور ہے۔ محمد بن منصور رحمہ صوفی اور محدث تھے اور ان کا قول ہے کہ اولیاء اللہ کو اس سفر میں چار چیز کی ضرورت ہے۔ علم تحقیق کیلئے۔ ذکر موانست کے لئے۔ وترع موانعات اور ممنوعات سے بچنے کے لئے۔ یقین دل کے براہِ نگینہ کرنے کے لئے۔ احمد بن ابی الجوزی دمشقی طبقہ اولے سے ہیں جنید الطائفی انکو ریحانۃ الشام کہتے تھے وہ ارشاد کرتے تھے کہ اللہ کی محبت اور اسکی طاعت و عبادت سے محبت کرنیکا نام ہے۔ سہیل ستیری رحمہ کا قول ہے کہ یہ بدبختی کی علامت ہے کہ اللہ تجکو علم دے اور عمل کی توفیق نہ دے۔ یا عمل کی توفیق دے اور اخلاص عطا نہ فرمائے۔ حضرت ابو سعید خدری رحمہ سری سقطی رحمہ کے خلیفہ ہیں طبقہ ثانیہ سے ہیں چار سو کتاب علم تصوف میں انکی تصنیف ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ خدا تعالیٰ اولیاء کو عتاب و مواخذہ میں اسلئے ڈالتا ہے کہ اولوگوں نے خدا کو سب چیز چھوڑ چھا کر کے ایسا پکڑا ہے کہ نہیں چاہتے ہیں کہ مجھکو سیوا کے خدا کے کسی چیز کے ساتھ راحت پہونچے۔ یعنی اولیاء اللہ مقرب زیادہ ہیں اسلئے مواخذہ و عتاب بھی ان پر زیادہ ہے۔ شملہ بمقدار علم مثل مشہور ہے ابو الحسنین نور علیہ رحمہ خلیفہ سری سقطی کے ہیں جنید علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ نوری کے مر جانے سے نصف علم تصوف کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ آپ کا قول ہے کہ تصوف نہ علوم ہے کہ کہنے سے حاصل ہو جاتا ہے اور نہ رسوم ہے کہ مجاہدہ کرنے سے میسر ہو جاتا ہے بلکہ اخلاق و

صفات باری کو ساتھ اپنے کو متصف کرنا نام تصوف ہو اور اخلاق صفات
 باری تعالیٰ اوس شریعت سے توفیق ملے ہوتے ہیں جسکو صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر
 انبیاء علیہم السلام نے لایا ہے نہ پیغمبر نہ ملاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر
 پورا پورا عمل کرنے سے ہم نصرت کا آنا ہو۔ سید الطائفہ جنید علیہ الرحمۃ کا
 کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے ساتھ جنگل مارنا مشہور امر ہے۔ آپ مذاہب
 اربعہ کے مقلد نہ تھے مذہب ثوری کے پیرو تھے یا خود مجتہد تھے۔ ابو عثمان غفری
 کا قول ہے کہ سعادت اس امر میں ہے کہ مطیع اور فرمانبردار خدا کا ہو اور نوادہ ہی میں
 اوسکے۔ اور با اینہمہ ڈرتا ہو کہ مبادا مردود کیا جاؤں۔ پہلے بندے پر
 جو کچھ چاہو سو پیدا کرو گویا نہ آجوا ہی کہ بین دل میں کہ آزاد کروہ اور بد بخت
 وہ ہو کہ گنہگار ہو اور با اینہمہ امیدوار متبہ لیت کا ہے۔ روقم بن احمد بہت بڑے
 مشائخ ہیں اور خلیفہ حضرت بنید سید الطائفہ کے ہیں مذاہب اربعہ کے مقلد نہ تھے
 بلکہ داؤد اسفہانی کے مذہب کے پیرو تھے۔ کسی نے آپ سے یہ پوچھا کہ محبت کیا چیز ہے
 فرمایا کہ ہر امر میں موافقت کرنا رضا کو عجب کے ساتھ۔ اگر مر جانے کہے تو
 جان دینے پر طیار ہو جائے۔ کسی نے کہا کہی بجا آوری کا حکم فرمائے تو ہم تنہا
 میں مصروف ہو جائے۔ عجب کو محاکم بجالانے میں کسی قسم کا اونسکے دل میں پس
 پیش و تردد لاحق حال نہ ہو جیسے احوال صحابہ کبار رضی اللہ عنہ کے صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اونکے ہی حکم پر مرتے تھے اور او کی ہی ارشاد پر جینے
 تھے۔ **وَقُلْتُ لِي مِثْلُ سَمْعًا وَطَاعَةً** : وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتَ
 اَهْلًا رَجَا : جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ادا مروادہ کی کئے غلام

اگر کسی نے
 اس کو پڑھا
 تو اس کی
 ہر بات
 قبول ہوگی

کرتے ہیں وہ حضرت کے دوست کیسے ہیں بلکہ دشمن ہیں۔ ابو عبد اللہ بخاری
 یکی از مشایخ خراسان سے ہیں اونکا قول ہے کہ علامت اولیا کو تین چیز ہے۔ مرتبہ عالی
 رکھتے ہوئے جو عاجزی کرے۔ قدرت رکھتے ہوئے زہد اختیار فرمائے۔ قوت رکھتے
 ہوئے انصاف کو دوست رکھے۔ لاطمع آپ اس قدر تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرے
 پاس ایک دینار ہی میرا ارادہ ہے کہ تم کو دون فرمایا کہ اگر دیجئے گا تو آپ کے لئے
 بہتر ہے اور نہیں دیجئے گا تو میرے لئے بہتر ہے۔ محمد بن فضال جو مشقی کا قول ہے
 کمال معرفت کا اللہ کی ذات کے ساتھ یہ ہو کہ اس کے ادا کر کے بجا لانے میں سخت
 مجاہدہ کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا دل سے تابعدار ہو۔ ابو عبد اللہ
 حضرت کو تذکرے میں لکھا ہے کہ آیت ان الله مع الذين اتقوا والذين
 محسنون میں تقی سے ولی مراد ہے اور محسن سے صوفی کی طرف اشارہ ہے۔

ابو الحسین وراق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوستی خدا کی جناب رسالت
 تا بصلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ ابو العباس سیارمی بڑے عالم اور
 فقیہ و محدث تھے۔ ایک جماعت صوفیہ کے آپ مزار تھے وہ جماعت سیاریہ کر کے
 مشہور تھی اونکا قول ہے کہ اہل توحید اسکو کہتے ہیں کہ سبوا خدا کے کسی غیر کا خطہ
 بھی قلب پر نگزیرے۔ غیر کی پرستش اور غیر سے طلب حاجت کر نیکا کیا ذکر پر باغی
 از حق جز حق نخواہ توحید این است ۱۔ ورسایہ خود گریز نقصد این است ۲
 زالایش جوہر و عرض دست بشو ۳۔ تجرید این است شرح تجرید این است ۴
 ابو بکر محمدانی فرماتے ہیں کہ فقیری اور درویشی تین چیز کا نام ہے۔ طمع
 نہیں کرے اور لوگوں کو اللہ کی راہ میں دینے سے منع نہ کرے۔ اور خود کچھ چیز نہ کرے

ابو بکر دنیورجی کا قول ہے کہ لقمہ حلال کے کھانے سے توفیق طاعت کی ہوتی ہے
 اور شبہہ کو لقمہ کھانے سے راہ حق کی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اور حرام لقمہ کھانے سے
 معصیت کی طرف دل رجوع ہو جاتا ہے۔ ابو القاسم قشیری کا قول ہے کہ صوفی
 کی مثال سرسام کی ہے ابتدا میں نہ بیان ہو آخر میں سکوت ہے۔ پھر جب یہ صفت طبیعت
 کے ساتھ مستقل ہو جاتی ہے تو وہ گونگا ہو جاتا ہے۔ ابو الحسن خرقانی رحمہ کا قول ہے
 کہ صوفی مرقع و سجادہ سے نہیں ہوتا ہے صوفی وہ ہے کہ گویا وہ نہیں ہے۔ کمال انعم
 نفس اور انکسار اور اپنے کو فانی سمجھنے کی جہت سے اپنے وجود کو وجود نہیں سمجھتا
 یا سخت میں لاکے اپنے وجود کی بھی نفی کر لیتا ہے۔ کمال شوق ہے آن بود کہ
 خود نہ بود و اگر نہ طالب و مطلوب در جہان ہمہ جا است۔ ابو العباس شقانی رحمہ
 صوفیوں میں ممتاز تھے اور علمائے دین بھی باعتبار علم اصول و فروع وغیرہ کے
 امام گئے جاتے تھے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ شریعت مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی عزت و عظمت جعفریان کے دل میں تھی کسی صنف کے کسی شخص میں نہ تھی۔ حضرت
 محمد خلی رحمہ بڑے صاحب کرامت تھے لیکن تاہم رسوم صوفیہ خرقہ و لباس وغیرہ کے
 سخت مخالف تھے۔ آپ فرمانے ہیں کہ دنیا ایک دن ہے اور ہم اوس میں روزہ دار ہیں۔
 شیخ الاسلام خافض ابو عبد اللہ اسمعیل بن ابی منصور محمد الانصاری نجفی
 الہر وہی صوفیوں کے امام اور فقرا کے شیخ تھے وہ فرمانے ہیں کہ میں نے تین سو
 آدمی سے حدیث لکھی ہے سب سب نبی تھے نہ صاحب راے تھے نہ مبتدع بلکہ کل صاحب
 حدیث تھے۔ یحییٰ بن عمار شیبانی رحمہ ہر اثنین آپ کا فیض جاری تھا۔
 دین کی درستی اور اصلاح سنت کی آپ سے ہر اثنین بہت ہوئی۔ بہت سی

بدعات کو اپنے ملک سے اٹھایا اور بہت سی مردہ سنتیں آپ کے قدمِ نبوت
 از روئے زندہ ہوئیں رضی اللہ عنہ ابوالحسن نجاشی نے متبع سنت تھے جو حدیث
 کو سنتے اور عمل ضرور کرتے بلکہ جتنے الوسع اور ہمیشگی کا قصد فرماتے۔ اون کا قول ہے
 کہ جب مکرور حدیث صحیح صلی اللہ علیہ وسلم کی پہونچے تو پہلے قصد کرو کہ ہمیشہ اس کے حال
 رہیں گے اگر سو اظہت نہیں ہو سکے تو ایک مرتبہ ضرور اوپر عمل کرو تا مزہ میں سینوں کے
 ٹھنکار نام باقی رہے۔ حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند رحم آپ کو پیر و مرشد
 محمد بابا سمائی اور شیخ امیر کلان اور خواجہ عبد الخالق عبدانی تھیں اتباع سنت و
 اجتناب بدعت میں آپ یکگانہ روزگار تھے۔ اخبار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار
 صحابہ کے متبغس رہتے تھے اگر کوئی نے پوچھا کہ آپ کا طریقہ کیا ہے فرمایا علوت در انجمن
 میرا طریقہ یہ یعنی ظاہر میں مخلوق کو ساتھ اور باطن میں اللہ پاک کے ساتھ میرا حال
 لَا تَأْتِيهِمْ إِلَّا تَجَافَىٰ وَكَأَنَّهُمْ يَبْتَغُونَ ذِكْرَ اللَّهِ أَشْرَهِ اِذَا تَقَامَسَ مِنْهُ كَوْنِي اِنْ كُنَّ
 آپ سے کوئی بیگناہ نہ ہو تو جو ڈالنے کی التجا کرتا تھا تو فرماتے تھے کہ اولاً اوسکو
 تو بہ کہ ناچاہتے تب توجہ کا اثر ہو گا۔ بعض مریدوں نے آپ سے طلب کرامات
 کیا فرمایا کہ کرامات میرے ظاہر میں کہ باوجود اتنے گناہ کے زمین پر چل پھر رہا ہوں
 خواجہ محمد یار سافلہ حضرت بہار الدین نقشبند رحم کے ہیں ان پر تجلی اتباع
 سنت کی غالب تھی از سر تا پا اتباع رسول کے نور سے منور تھے۔ آپ طریقت کی
 تعلیم میں اس امر پر زیادہ تر زور دیتے تھے کہ جب تک فضول کلام سے زبان پاک
 نہ ہو گی اور نہ تک نور معرفت کا دل پر نہیں چلے گا۔ بخاطر سچ معنوں پر
 لب لبون میں آید یا غموشی میں آید کہ در گفتن نمی آید۔ خواجہ محمد الدار

ملا جامی علیہ الرحمۃ کے پیر طریقت ہیں دوام عبودیت اور اتباع سنت آپ کا طریقہ
 ہے جیسا کہ آپ کے کلام و اقوال سے ظاہر ہے نفحات الانس میں ملا جامی علیہ الرحمۃ
 نے آپ کے اقوال و فعلیات کو بہت لایا ہے اور آپ کے اتباع سنت کے قصص
 کو بیان فرمایا ہے۔ جامی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ طریقہ ہمارے پیر کا سنت و جماعت
 تھا اور اتباع رسول اور دوام عبودیت آپ کا شعار تھا۔ شیخ علاء الدین
 سمنانی رحمہ اللہ آپ پہلے شخص ہیں کہ انکار وحدت وجود کا کیا اور وحدت شہود کے
 قائل ہوئے۔ آپ کا قول ہے کہ اولیاء کسی گناہ کو چھوٹا سمجھنے سے محفوظ ہیں۔
 اور اس بنا پر کتاب سے گناہ کے عذاب معصوم ہیں۔ فرماتے تھے کہ کوئی گناہ بڑا
 اس سے نہیں ہے کہ اپنے کو بے گناہ جانے۔ شیخ کمال الدین عبد الرزاق
 کاشانی رحمہ اللہ آپ علوم ظاہر و صفاء باطن میں کمال رکھتے تھے۔ آپ نے شیخ رکن الدین
 علاء الدین کو مکتوب میں لکھ بھیجا کہ جو کچھ قانون شریعت یعنی کتاب و سنت پر متبنی
 نہیں ہو۔ نزدیک اس طائفہ کے اور کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ طائفہ صوفیہ مختار
 طریقہ اتباع ہی پر جان دیتے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء بابا شیخ فرید الدین
 شکر گنج کے مرید ہیں جن علاء سنجر نے آپ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے جس کا
 نام فوائد العواد ہے۔ آپ کا قول ہے کہ متقی اور ناسب برابر ہی الثائب من الذنب
 کب من الذائب لہ۔ ایک روز آپ کے جلسہ میں جدوجہاد کا تذکرہ ہوا آپ نے
 یہ دو شعر ارشاد فرمایا ہے اگرچہ انیز دودہ دہایت دین و بندہ را جنہاد بایکد
 نامہ کان بچشرخا ہی دادہ ہم ازینجا سواد بایکد و شیخ نجم الدین محمد
 بن محمد الادکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑے شریعت کے بانی قرآن کے جان نثار تھے

آپ کا قول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول علیکم بالسلوٰح
 اکا عظمت سے قرآن مراد ہے یعنی قرآن کو لازم پکڑو۔ حضرت شیخ علاء الدین
 سمنانی ابوالمکارم رحمہ کا قول ہے ولایت اسکا نام ہے کہ سب احکام شریعت کو بجا لائے
 و بتمامہ قبول کرے اور اوپر متابعت کرے لیکن طریقت میں اگرچہ ولی سعی کر سکتے ہیں
 اور مرتبہ اونکا اعلیٰ مراتب کو پہنچتا ہے لیکن روح کو ولی کے اوس قدر عروج و تقرب
 کا نہیں ہو سکتا ہے کہ جس قدر جسم کو نبی کے تقرب حاصل ہے اور محال ہے کہ چاہل ہو جس کے
 انتہاء ولایت میں روح کو ولی کے جسم سے نبی کے مشابہت ہو تو یہ قول سچ ہے
 کہ اولیاء و ولی انتہاء طریقت کا جو مقام ہے وہ انبیاء و ان کے لئے ابتدائی مقامات
 طریقت کے ہیں نہایۃ الاولیاء و ابدیۃ الانبیاء۔ شیخ مولانا
 جلال الدین محمد رومی البلیخی رحمہ کی مثنوی ہے۔ اونکا کمال فقر اور ولی کامل ہونا
 اونکی کتاب سے ظاہر ہے۔ مثنوی روم ایک ایسی باتا نیر کتاب ہے جس سے یہ بات ثابت
 ہوتی ہے کہ اخلاص خلوص۔ تقویٰ۔ زہد کو اپنے مصنف نے ملکہ کے اس کتاب کے
 لکھنے کی روشنائی میں ملا دیا ہے کہ ہر جگہ علی السوار اخلاص اوسکا شعرون کے ساتھ بٹتا
 گیا ہے۔ مولانا علیہ الرحمۃ نے اپنے احباب و اصحاب کی وصیت میں یوں فرمایا ہے قلت
 کلام۔ قلت منام۔ قلت طعام واجب ہے۔ حیران معاصی۔ مواظبت صیام۔ دوام قیام
 لازم ہے۔ ترک شہوات علی الدوام۔ اور ترک مجالست جہلار و عوام۔ اور مصاحبت
 صالحین کرام کی چاہئے۔ اور فرمایا کہ بہتر آدمی وہ ہے جسکو مخلوق کی نفع رسانی
 کا خیال رہے۔ اور بہتر کلام وہ ہے کہ کم ہو اور معنی زیادہ ہوں۔ علاء الدین علاء
 محمد بن محمد بخاری علیہ السلام خواجہ بہار الدین نقشبند کے ہیں۔ سید شریف جرجانی کا قول ہے

کہ جب تک میں زمین علی کلا رحم کی صحبت میں نہیں گیا تھا اس وقت تک رخصت
 میں خلاص نہ ہوا تھا۔ اور جب تک صحبت میں خواجہ عطاء اللہ کے نہ گیا اس وقت تک
 خدا کو نہ پہچانا تھا۔ **نفحات الانس** میں حضرت جامی رحم آپ کا قول نقل
 کرتے ہیں کہ اگرچہ زیارت کے وقت قرب صوری مٹھری بکات ہی ولیکن توجہ روحی
 کو بعد مسافت مانع نہیں ہے۔ حدیث میں ہی درود پڑھو مجھ پر جہاں کہیں رہو۔
 یہ حدیث صاف دلیل ہے کہ توجہ روحی کو بعد مسافت مانع نہیں ہے اور شاہدہ
 صور مثالیہ کا اہل قصبہ کے اعتساباً رسوا سا قسط ہے۔ زیادہ تر ان کے
 صفات کا لحاظ چاہئے۔ اسیلئے خواجہ بزرگ معین الدین چشت رحم نے فرمایا ہی
 کہ مجاور ہونا اللہ تعالیٰ کا اولیٰ و احق ہی مجاور ہونے سے مخلوق کے چنانچہ
 اکثر خواجہ بزرگ رحم یہ شعر پڑھتے تھے: **تو تا کے گور مردان را پرستی پبگرد**
 کا مردان گردوستی + اولیاء کرام اہل اللہ کے قبور کی مجاوری کرنے سے
 منع کرتے آئے ہیں۔ کیونکہ بالکل بتوں کی پرستش کو مشابہہ ہی۔ ہندو کا فر اپنے
 بتوں کے ساتھ وہی کام کرتے ہیں جو آجکل کے جاہل مسلمان اولیاء کرام رحم
 کی قبروں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے قبور اسلئے نہیں ہیں کہ وہ پوجی جاوے
انہ لذلکری المن کان لہ قلب او القی السمیع وہی شہید۔ حضرت خواجہ
 بزرگ معین الدین چشت رحم فرماتے تھے کہ مرے ہوئے شیر سے زندہ بلی
 بہتر ہے **قطعہ** تاکہ زیارت مقابر پر عمرے گزرائی اسے فسر دے
 یک گریز زندہ پیش عارف + بہتر زہرا شہید مردہ + مختار ہر وی کا
 قول ہی کہ عبودیت نام ہے اس طرح رہنے کا کہ ظاہر اچال زینار۔ گفتار۔

اشارہ کنایہ گفتگو لباس سب پابندی شریعت کی ظاہر ہوا اور باطن کو ایسا کہ
 کہ غیر کا خیال غیر کی یاد تیرے دلیں جاگزین ہنوس شہر دلچسپ ہمارا دل ہے
 عرش وہ ہی ہر تری منزل ہی + قاضی شہار الد صاحب بانی نئی چلنے
 وصیت نامہ میں لکھتے ہیں کہ پہلے پیر کو ظاہر شرع پر مستقیم دیکھ لے تا اطلاق
 متقی کا اوپر اوسکے ممکن ہو کیونکہ اللہ صاحب نے ولایت کو تقوے میں
 منحصر کر دیا ہے **اِنْ اَوَّلِيَاءُ كَلَّا لَمْ تَقُوْنَ** رسالہ بن احمد بن مولانا
 جلال الدین کاشانی کے ہے کہ شریعت اقوال ہیں طریقت افعال ہیں حقیقت
 احوال ہیں۔ اس سے ایسا مت سمجھے کہ حقیقت و شریعت میں کچھ مخالفت ہے
 حاشا کہ مبائن ہو۔ حقیقت روح شریعت کی ہو اور شریعت جسد اوسکا ہے۔
 شریعت نام ہے صلے اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے احکام پر عمل کر نیکا۔ اور حقیقت
 نام ہو اوسکو عین البقیۃ مشاہدہ کرنے کا۔ (حقیقت) حقیقت میں شریعت کی
 حقیقت ہی اور اوسکا گنہ ہے۔ جس بات کو شریعت رد کرے اوسپر عقائد کرنا زندقہ
 ہے۔ **اَیْنِسَ الْاَحْمَرُ** روح مصنف حضرت خواجہ بزرگ مولانا سیدنا معین الدین
 چشت رح مین ہی کہ جو وقت خواجہ عثمان ہارونی رح دمشق کے اعتکاف کے بعد
 انکو رخصت کیا اوسوقت ان نصیحتیں کی ہیں اوس میں سے ایک یہ بھی ہے شریعت
 بدن ہو اور طریقت روح ہی۔ بدن کو روح سے اور روح کو بدن سے جدا کرنا
 و شوار ہے سب باگئی زلزلہ گرم چشم سرد صورت + زیرا کہ یہ معنی است
 اشد صورت + این عالم صورت است و مادہ صورتیم بہ معنی توان دید مگر در صورت
 است کہ کہ در زلزلہ و گرمی و سردی و در صورت و مادہ صورتیم بہ معنی توان دید مگر در صورت

ریا کار ہے۔ اور جو فقیر بادشاہ تک پہنچو وہ دین کا چور ہے۔ اور جو اپنے کو دوزخ
 سے اچھا جانے وہ متکبر ہے۔ (رباعی) این کبر و منی ز سر بدر باید کرد ۛ ۛ
 آنکاه بگوے او گزر باید کرد ۛ دنیا داری و عاقبت می طلبی ۛ این ناز و نجانہ
 پدر باید کرد ۛ شاہ شجاع کرمانی زہ کا قول ہی جسے حرام چیز کی طرف
 دیکھنے سے اپنی آنکھ کو روکا۔ اور خواہشوں سے اپنے نفس کو وہ زاہد ہی۔
 اور جس نے اپنے باطن کو دوام مراقبہ میں گزارنا۔ اور ظاہر کو اتباع شریعت
 کے ساتھ بسر کیا وہ صاحب دل ہی ۛ بسط نامہ نظر کن کہ داستان دل ست ۛ
 حدیث دل عنیم دل درد دل فغان دل ست ۛ حضرت سری سقطی رحم
 استاد جنید رحم کے ہیں اور معروف کرخی کے شاگرد ہیں اونکا قول یہ کہ عارفانہ
 آفتاب ہیں کہ سب پر برابر چمکتے ہیں یعنی سبعمون کے ساتھ لطف اونکا برابر ہے
 اور زمین کے مانند ہیں کہ سب کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ پانی کے مانند ہیں کہ دلوں کو
 تازہ کرتے ہیں اگ کو مانند ہیں غفلت کو زنگ کو لے اور اڑاتی ہیں ۛ خدا کا نام بھی نام خدا کیا راحت مان ہے
 عصا پر تیغ جو آن طفلان ۛ محمد الملک ہادی ۛ معدن المعانی کے صفحہ ۴۷ میں ارشاد
 کرتے ہیں کہ سارا حکام کو پہلے قرآن سے ڈھونڈنا چاہئے۔ قرآن میں نہیں
 ملے تو حدیث میں تلاش کرنا چاہئے۔ پھر جو مسئلہ صریح حدیث میں نہیں ملے
 تو اجماع کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اجماع سے بھی جس مسئلے کا پتہ نہیں لگے۔
 تو مجتہدین کے اجتہادات کی جانب رجوع ہونا چاہئے۔ سبحان اللہ کیا اعتدال
 کی راہ ہی۔ جناب مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ مکتوبات صدیقی کر مکتوبہ دین
 فرماتے ہیں کہ مجاہدہ و ریاضت کے لئے اس او میں علم کی ایسی ضرورت ہے

جیسے نماز کی صحت کیلئے طہارت کی ضرورت ہو۔ اس واسطے کوئی معاوضہ اس اہ کا بغیر
 علم کے نہیں ہو سکتا۔ یہاں کہ کوئی نماز بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہو۔ اگر کوئی
 شخص تمام عمر سنی سنائی بات کو سیکھ کر کے بغیر دانستہ علم کے مجاہدہ و
 ریاضت کرے کرنے کو تو کرے گا لیکن اس کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی تمام عمر
 بے وضو نماز ادا کرے یا بغیر نورایمان کے قرآن پڑھے۔ سعید بن المسیب
 رضی اللہ عنہ کہتے تھے اس آدمی میں کچھ خبر نہیں ہے جو جمع نہیں کرتا ہو دنیا کو واسطے
 بچانے دین اور جسم اور صلہ رحم کرنے کے کیا وہ دنیا جہنم ہو کوشش دین کے
 واسطے نہ واسطے وان کے بھی کچھ یا سب یہین کے واسطے + چالیز برس تک
 کوئی فریضہ جماعت میں ان سے نہیں چھوٹا۔ تیس برس تک موذن نے اذان نہ دی
 مگر آپ مسجد میں حاضر رہتے تھے۔ حضرت علی زین العابدین بن حسین
 رضی اللہ عنہم انکو جب کوئی شخص بُرا کہتا تو اسکے بدلے گھر جا کر اس کے ملطف
 فرماتے اور کہتے کہ اسی شخص اگر وہ بات جو تو نے میرے حق میں کہی ہو سچ ہو تو
 اللہ مجھ کو بخشے اور اگر جھوٹ ہو تو اللہ تجھ کو بخشے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کوئی
 اونکو دشنام سخت اورشت کہتا جواب نہ دیتے پھر جب وہ چھپا کرتا تو کہتے کہ کیا تم چاہتے ہو
 کہ ہم بھی تمہیں ایسی بات کہیں کہ جو تمکو بُری معلوم ہو اس صورت نہ بت سیتے
 کینہ از کسے نہ آئینہ ہرچہ دید فراموش مسکندہ ایک دن آپ کو ایک شخص نے راستے
 میں بہت بُرا بھلا کہا آپ نے فرمایا کہ جو عیب مجھ میں چھپے ہیں وہ تیرے بیان سے بھی
 زیادہ ہیں۔ تیرا کچھ کام ہو تو میں بجالاؤں وہ شرم لگایا اس نے ہزار درہم نہ دیا اور
 گو اسی دی کہ بیشک تم اولاد رسول کے ہو برص۔ دال ہی تیری ولایت پر کراست تیری

۷ گودشمنی سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں ۶ میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں
 عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ یہ کہتے تھے ایاکم والقیاس فی الدین
 فان من قاس فقد زاد فی الدین یعنی دین میں قیاس کرنا دین میں زیادتی ہے
 فرماتے تھے کہ عالم فاجر۔ اور صوفی جاہل فتنہ میں دونوں برابر ہیں۔

ابراہیم بن داؤد قصار رقی رحمہ اللہ حضرت جہنم کا قرآن سے تھے۔ ان کا
 قول ہے دنیا میں دو چیزیں کافی ہیں۔ صحت فقیر اور ولی اللہ کو عزت کی نگاہ سے
 دیکھنا۔ میریان دو ہی پیالوں پر قناعت کیجئے ۶ خانہ چشم ہی یہ خانہ خوار نہیں ہے
 علی بن سہل اصفہانی رحمہ اللہ قدام مشائخ سے ہیں جنید سید الطائفہ سے خط و
 کتابت رکھتے تھے۔ توحید آپ پر غالب تھی۔ آپ غیر خدا کی جگہ دل میں پانے
 سے اوسکو مشرک کہتے تھے۔ آپ کا قول ہے جس دل نے خدا کو پہچانا اوسپر حرام ہے
 کہ غیر اوس میں ساکن ہو اگر ساکن ہوا تو وہ شخص عذاب کیا جائیگا۔ ۷ خانہ
 خدا ہے نہ ہی یہ بتوں کا گھر ۶ رہنا ہے کون اس دل خانہ خراب میں۔ ۷

کرہ ام خالی حریم کعبہ راز غیر تو ۶ با تمنا نیکہ روز سے میہان سازم ترا ۶ ۶
 محمد وم الملک بہاری علیہ الرحمۃ نے مکتوب ۹۰ میں مکتوبات سعدی کے
 فرمایا ہے ہر معاملت کے درگاہ عزت قرآن جواز ندارد بے حاصل است و ہر خواستہ
 کہ فتوے نبوت بدان مطلق نیست ہمہ باطل است و ہر دلیل کہ در راہ دین خیر از
 دین بود ہمہ محض ضلالت است و ہر استغاثت کہ در راہ دین جواز دین خواہی ہم
 مردود است و با نگی علیکہ نہ ما خود ز مشکوۃ نبی است ۶ واقعہ کہ سیرانی از ان شہنشاہ
 است ۶ جانیکہ بود جلوت حق حاکم وقت ۶ مانع شدن حکم خود بولہی است ۶ ۶

دوسرے مقام پر مخدوم صاحب فرماتے ہیں الغرض ہر معاملے کے نہ بعلم است باطل
 است وہر ریاضتے و مجاہدے کے نہ بقولے شرع است ضلالت است دین مذہب
 شیطان است۔ و خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ مشفق
 زکوین ارشوی پاک و مجرب نہ است رہ راست جز نور محمدؐ اگر راہ محمد را چو خاکی
 دو عالم خاک کردندت ز پاکیؐ و اگر نہ فلسفی کو دور میباشؐ ز عقل و زیر کی
 مجبور میباشؐ بعقل ار نفس این دیوار بندیؐ میان گبرگان ز نار بندیؐ
 اور مکتوب ۲۵-۵۶-۵۷ میں مکتوبات صدی کے ہیں کہ جب تک حدود و شرائط
 پر شریعت کو پوری طرح سے مواظبت نہیں کر لیا کہ اس وقت تک طالب کو طریقت
 کی راہ معلوم ہوگی اور جب تک طریقت کے منازل باولہ و آخرہ طے نہونگے
 اس وقت تک حقیقت کے مقامات میں گزر نہیں ہو سکتی ہے۔ پردہ در کعبہ سے
 اٹھانا تو ہے آسانؐ پردہ رخسار صنم او چٹھہ نہیں سکتاؐ یہ بھی اوس مکتوب
 میں ہے کہ تینوں مقامات کی مثال جان دل و روح سے دی ہو ایک کا دوسرے
 سے چھوٹا دشوار ہے اور بغیر طے کئے ہوئے مقامات و حدود و شرائط شریعت کے
 طریقت کی راہ کی طلب میں پڑنا ایسا ہے جیسے کوئی کوٹھے پر چڑھنے کی خواہش
 کرے اور سیڑھی کے راستے کو توڑ ڈالے اور دیوار کی بٹھ سے عروج کا قصد
 کرتا ہے ہر چند قصد کرتا ہے مگر اپنے حرم میں ناکامیاب رہتا ہے یا اسکی
 مثال مخدوم صاحب نے یہ دی ہے کہ کوئی پتھر کو ہوا کے روز پر اوپر پھینکتا ہے
 اور سعی بلیغ کر کے جانب علو کو پہنچاتا ہے جتنی دیر میں اوپر کو پتھر جاتا ہے اس
 سے کم زمانے میں پہنچ کر جاتا ہے۔ تیسری مثال یہ دی ہے کہ بغیر شریعت کے جو

تقصید عرفان و طریقت کا کرے وہ گویا کعبہ کی طرف جانا چاہتا ہی لیکن جانب
مخالفت میں راہ طو کر رہا ہو وہ ہزار برس تک جائیگا مگر کعبہ تک پہنچنا اوستے
نضیب نہیں ہوگا۔ جس قدر راہ طے کرتا جاوے لگا اوس قدر بعد اور دوری کعبہ
سے اوسکی بڑھتی جاوے گی۔ چاہتا ہو کعبہ جائیگو در انحالیکہ اعراض کر رہا ہے
اور پشت اوسکی طرف کئے ہوئے ہے ترسم نرسی کعبہ اسے اعرابی : این رہ
کہ تو میری تبرکسانست : مکتوب ۳۳ میں مکتوبات صدی کے ہے
کہ عزت سردی افتخار ابدی بندہ کی اللہ جل شانہ کی محبت میں ہو اور اللہ پاک
کی محبت کی دولت و خلعت تمام مرتابعت میں سید المرسلین علیہ السلام
کے ہے۔ اونی فرمانبرداری کا طوق گلے میں ڈال اور اونی تابعداری کا حلقہ
کان میں پہن۔ اوسکے اوامر کے ساتھ ترقی و ترقی اوسکی مناسبت سے اپنے
کو دور رکھ۔ مکتوب ۲۶ میں ہو کہ شریعت کی مثال قالب کی ہو اور حقیقت کی مثال
جان کی ہے جیسا کہ حیات کی حالت میں قالب کا جان سے جدا ہونا دشوار ہے
اوسیطرح حالت صحت ایمان میں شریعت کا حقیقت سے منفک ہونا محال ہے
شریعت کے تین جز ہیں کتاب سنت۔ اجماع آیت۔ پس اقامت شریعت کا
بغیر اقامت حقیقت کے نفاق ہو اور اقامت حقیقت کا بغیر شریعت کے زند
ہے۔ یہ بھی کہ بقدر صحیح ہونے سے دور غلطی سے نزدیک ہو کہ جو لوگ شریعت
حقیقت میں فرق اعتباری بھی نہیں پیدا کرتے ہیں انکو دونوں میں کچھ فرق اعتباری ہی ہو فرق
حقیقی نہیں اور محدث کا مذہب ہے کہ طریقت کو بڑھتی ہے اور شریعت کو بڑھتی ہے
کو ہائز رکھتے ہیں ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اسرار شریعت کو عاشق ہو کر کھاتا تھا کہ میں خدا سے

شریعت و طریقت دونوں ایک ہی چیز ہے فرق اعتباری ہو

عمر لہدی چاہتا ہوں کہ سب لوگ ناز و نعمت میں بہشت کے مشغول رہیں اور میں
آداب شریعت و حدود شریعت کے استغلاظ میں سرگرم رہوں۔ ہر شے ہر شے پر
زخوابانہم و خیال ماسہ ہے چہ کنہم کہ چشم بدخونند بآس نگاہ ہے۔ ہمنوی
خیال ست ایسکہ بے شرع و طریقت بے کثایت ہمیں راہ حقیقت بے طریقت
بے شریعت نیست و اہل بے حقیقت بے طریقت نیست جاہل بے بیکد گیر تعلیق
ہر سہ دارد بے کسے شان تفرقہ کردن نیارد۔ اہل علم کا اتفاق ہو کہ بہت بڑی غلطی
اس گروہ سے یہ ہوئی ہے کہ شریعت و طریقت و حقیقت کو تین الفاظ ہونے سے
تین جہتیں سمجھنے لگے۔ اور ولایت ہی کا ایک جز تفریق عادات والہامات و
مکاشفات کو جاننے لگے۔ پس اس دو مقدمے نے اس فرقہ کا کام ہی تمام کر دیا
اور اکثر ان کو ان مقدمات کے نتائج و تاثرات نے گمراہی کا مٹہہ دکھلایا اور
ایک مدت دراز سے جاہل صوفی لوگ انہیں دونوں مقدمے کی غلطیوں کی پیروی
کرتے آتے ہیں اور اسکی خرابی و قباحت کی طرف ان کا دھیان نہیں گیا ہے۔
جاننا چاہئے کہ علم تصوف کا نام حدیث میں "احسان" ہے بخاری میں آیا ہے
کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام و ایمان
و احسان سے سوال کیا بعد جواب دینے کے اور اونکے جاننے کے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا کہ یہ جبریل تھے تم لوگوں کو دین سیکھلانی کو آئے تھے
اس حدیث میں تینوں جنوں کو دین فرمایا ہے۔ اسلام و ایمان باعتبار حقیقت
شرعیہ کے تو ایک ہی چیز ہیں اور باعتبار حقیقت لغویہ کے مغایر ہیں اگر ان دونوں
کی حقیقت لغویہ کو اعتبار کیجئے تو نسبت ان دونوں کے درمیان میں عام خاص

میں سمجھتی ہوگی اور اگر ایک میں حقیقت لغویہ لیجئے اور ایک میں حقیقت شرعیہ
 اعتبار کیجئے تو عام خاص مطلق کی ہوگی اور دونوں میں حقیقت شرعیہ لیجئے تو متحد
 ہونے کے توافق کی نسبت۔ شرعی معنی ایمان و اسلام کے ایک ہیں یعنی کلمہ خاطر
 سے اعتقاد و درست کوہ کے تمام اعمال شرعیہ کے ساتھ مداومت کرنا۔ اور لغت میں
 اسلام کو معنی ظاہری طاعت کی ہیں اور ایمان کو معنی دل سے تصدیق کرنیکے ہیں۔
 اہل علم کا اتفاق ہے کہ حدیث جبریل کی بنا پر تمام کتب فقہ جہیں بیان احکام
 عبادات و معاملات کا ہو اسلام کی شرح ہیں۔ اور تمام کتب حدیث جہیں
 عقائد و تصدیق کا بیان ہو ایمان کی شرح ہیں اور جتنی کتاہیں سلوک و تصوف
 میں تصنیف ہیں وہ سب شرح احسان کی ہیں یہ فساد عقیدہ حقیقت میں فساد
 اصل ایمان کا ہے جس طرح فسق و فجور کرنا دراصل فساد اسلام کا ہے اور ریاد و سمو
 کرنا نفس الامری میں فساد اخلاص احسان کا ہے۔ تکمیل دین کے لئے یہ تینوں جزو
 ہیں کامل دین اور اس شخص کا نہیں جس میں یہ تینوں چیزیں نہیں۔ نہ اعتقاد
 عمل۔ خلوص اور دونوں اول ایمان و اسلام کے درمیان نسبت عام خاص
 میں جہ کی ہے۔ بعض لوگ اعتقاد صحیح رکھتے ہیں اور عمل نہیں کرتے ہیں جیسے
 فاسق فاجر مسلمان بہت سے لوگ اعتقاد صحیح نہیں رکھتے ہیں مگر عمل کرتے
 ہیں جیسے منافق کہ دل سے تصدیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور احکامات کی نہیں
 رکھتے تھے مگر دکھلانے کیلئے نماز و روزہ کے پابند تھے۔ اور بعض میں صحت
 اعتقاد و عمل دونوں ہیں جیسے مسلمان فرائض کے ادا کر نیوالے محرمات
 و بدعات سے بچنے والے۔ فرق اس قدر ہے کہ جنکو دل سے صحت اعتقاد ہو اور وہ

موافق سنت و جماعت کے عقائد رکھتے ہیں اور نہایت صحیح اعتقاد رکھتے ہیں
 لیکن اعمال ظاہری یعنی ادا سے فرائض و اجتناب محرمات میں متساہل ہیں
 وہ اگر بغیر توبہ کے مرے تو دخول اولیٰ جنت سے محروم رہیں گے۔ لیکن بعد نماز
 کے کبھی نہ کبھی جنت میں ضرور داخل ہو گئے اور جو لوگ مثل منافق کے ہیں یعنی
 ادا فرض میں جُست اور اجتناب محرمات و بدعات میں چاق ہیں لیکن صحت اعتقاد
 اور کو عمل نہیں ہے یعنی جنکے اہل سنت و جماعت کے سے اعتقادات نہیں ہیں۔ نہ گمراہ
 اولیاء معجزہ کو مانتے ہیں۔ نہ رسالت اور احادیث نبویہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ اگر
 ایسے لوگ بغیر توبہ کے مرے تو خالد بن ولیدؓ یا محمدؓ انارمین رہینگے ان المنافقین
 فی الدرك الا سفلی من النار اور حکمویہ دونوں بات حاصل ہو اسکے لئے
 چین لکھتا ہے اگر وہ اسی حالت پر مرے دخول اولیٰ بھی نصیب ہوگی اور ہمیشہ
 جنت ہی میں رہینگے اسی جز ثلث احسان کو طریقت و معرفت بولتے ہیں۔ یہ بغیر
 صحت اعتقاد و ادا سے فرائض و واجبات محرمات فحش و بدعات کے پایا
 نہیں جاسکتا ہے۔ اسلئے صوفیہ کرام نے فرمایا ہے کہ طریقت نہیں آسکتی ہے جب تک
 پوری طرح سے شریعت کا حامل نہ ہو یعنی جب تک اہل سنت و جماعت کا اعتقاد نہ ہو
 ادا سے فرائض اجتناب محرمات میں مستقل نہ ہو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر اسکا
 عمل درآمد نہ ہو۔ اسوقت تک صوفی محسن طریقت دان۔ متقی ولی اللہ نہیں ہو سکتا ہے
 کہا حضرت سید الطائفة جہنید علیہ الرحمۃ نے ہمارا علم مقید ہی ساتھ کتاب و سنت
 کے پس جو کوئی نہیں پڑھتا قرآن اور نہیں لکھتا حدیث نہیں لائق ہی اسکو کہ بولے
 ہمارے اور نہ اقتدا کی جاوے ساتھ اسکے۔ مجدد الف ثانی علیہ السلام

نے فرمایا ہے کہ کتاب ۶ صفحہ ۵ شریعت کی تین جز رہیں علم و عمل اخلاص جس جگہ یہ تینوں
متحقق نہیں ہیں ان شریعت نہیں ہے۔ اور جہان تینوں ہی وہاں شریعت متحقق ہوئی
وہاں رضاے مولے حق سبحانہ آموجو دہوئی۔ پھر کیا ہے یہی رضا مندی ہی تو سعادۂ
دنویہ و اخرویہ کا خلاصہ ہے۔ تو گویا یوں کہئے کہ شریعت ہی متکفل جمیع سعادت
دنویہ و اخرویہ کی ہے کچھ حاجت نہیں ہے کہ ماوراء شریعت کو کسی چیز کی حاجت
ہو اور نہ طالب کو لازم ہے کہ کسی دوسری چیز کی سو کہ شریعت کو خواہش کرے
کیونکہ طریقت و حقیقت جبکی جہت سے صوفیہ کرام ممتاز ہیں۔ دونوں خادم شریعت
کے ہیں تکمیل میں جز ثالث اخلاص کے۔ پس تحصیل سے طریقت کے
محض تکمیل شریعت کی مقصود ہے کوئی امر دوسرا ملحوظ نہیں ہے۔ باقی ہے یہ احوال
و مواجید و علوم و معارف کہ صوفیوں کو اثناء طلب میں حاصل ہوتے ہیں یہ مفت
سے نہیں ہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں کہ جنگی جہت اطفال طریقت کی
پرورش ہوتی ہے۔ پھر مکتوب ۱۴ صفحہ ۵ مکتوب ۳ میں بھی اسی قبیل کے
مضامین درج ہیں۔ اور دونوں جز راول و جز ثالث احسان کے درمیان میں نسبت
عام خاص مطلق کی ہے کہ جو شخص متصوف ہو گا وہ مسلم و مومن ضرور ہو گا اور مسلم
مومن کا متصوف محسن ہو نا ضرور نہیں ہے تو گویا کمال دین کمال اتباع رسول
التقلید کمال تقویٰ ہے بغیر اس جز ثالث کو نہیں سو سکتا ہے اگرچہ یہ جز ثالث
متمم دین ہے تاہم فوز جنت اس پر موقوف نہیں ہے جیسا کہ صفحہ ۸۸ مکتوب ۱ کی عبارت
مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کی اور گزر چکی جو میرے اس بیان کی شاہد ہے۔ پھر جس میں
ہنوز اسلام و ایمان کے مراتب پوری طرح سے پائے نہیں جاتے ہیں اور جبکہ مومن

پورے استدلال شرعی سے نہیں کہہ سکتے ہیں وہ لوگ متصوف ولی اللہ کو نہ کہہ سکتے
 ہیں۔ اور سب طرف یہ کہ ایسے لوگوں کو متصوف ہونے کا ایسا دعویٰ ہے کہ اگر
 ولی اللہ محسن متصوف کر کے نہ یاد کیجئے تو سخت الزام ہی افسوس صد افسوس۔
 اس پاکیزہ علم متصوف کو جاہل صوفیوں اور مقلد صوفیوں نے ایسا خراب کر دیا ہے کہ
 جماعت کی جماعت اس سے گمراہ ہو رہی ہے۔ دین و ایمان دھوڑھکاؤں کا است
 میں اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی باقی خواجہ عبدالخالق غجدوالی
 کے وصایا میں لکھا ہے کہ مقلد صوفیوں کی صحبت سے دور رہ کہ یہ لوگ دین کے
 چور ہیں۔ زبیر انون کے رہزن ہیں۔ اسی وصایا کی شرح میں ہے جسکو شاہ خوب اللہ
 آکے آبادی والد ماجد شیخ محمد فائز زائر آکے آبادی نے تصنیف کیا ہے کہ یہ لوگ
 ایسے چور اور رہزن ہیں کہ ظاہری چور اور رہزن سے بھی خباثت میں غیر فاضل
 لکھتے ہیں ظاہری رہزنوں اور چوروں کی حفاظت ہو سکتی ہے اگر احتیاط کیا جائے
 اور چیت کر چلے لیکن ان لوگوں کے کید و کمر سے نجات ممکن نہیں ہے کیونکہ لباس
 میں ہادیوں کے جلوہ آراہین اور مصلحین امت میں انکا شمار ہے۔ خواجہ عیسیٰ اللہ
 انصاری علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ بالفعل ایک قوم پیدا ہوئی ہے
 جسکو صرمت رنگ و بنگ سے کام ہے وہان و مان۔ دانہ و دام۔ شمع و قندیل۔ جبتہ و
 زمبیل۔ طوق و چوگان سے غرض ہے۔ سر اور دکان۔ سفر اور سماع۔ رقص اور جماع
 صومعہ خانقاہ۔ ابوان اور بارگاہ کالطف اور ٹھانا مقصود ہے کوئی تو صوف
 پہنے ہوئے ہے۔ کوئی جتاڑ بھائے ہوئے ہے۔ شجرہ و خرقة سے حظ اور ٹھانا اور نکاح
 حلال و اخلاص خرقة کا بھانہ کرنا اور نکاح مقصود ہے کوئی سیاہ رو بھی کوئی اللہ د

لے
 سفار صوفی کی تفسیر
 جو جاہل صوفیوں
 کی تفسیر ہے
 جو اسکے دربار
 اور سب طرف
 اس راہ میں
 بھروسہ
 زور و جہد
 کہ روشنی
 دنیا کے
 غم و غم
 بہانہ
 اہم
 احکامات
 میں جو جاہل
 صوفی
 جانا
 کتب
 حاضر
 دی
 کہ
 حاضر

زاہد و نیکو دیکھ کر طوطی صفت بن جاتے ہیں۔ شاہدوں پر ایک نظر ڈال کر طوطی خصلت
 ہو جاتے ہیں۔ با این ہمہ غفلت اور غمی کے بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہم بھی کچھ ہیں چاہی
 علیہ الرحمۃ نے ان لوگوں کی مذمت میں ایک مثنوی ہی لکھی ہے اس کے آخر کے شعر ہیں
 سے نف برین صورت و سیرت کہ تراست نہ نف برین عقل و بصیرت کہ تراست
 دزدی و راہزنی بہتر ازین نہ کفن از مردہ کشی بہتر ازین نہ این نہ صوفی گری و درویشی
 است نہ نامسلمانی و کافر کشی است نہ کیا خوب کسی نے کہا ہے نہ لفت بچہ کار آید شیخ
 و مرقع نہ خود راز عملہاے نکو ہیدہ پیری دار نہ حاجت بکلاہ برکی داشتفت نیست نہ
 درویش صفت باش و کلاہ تری دار نہ سروض الریا حین میں ہو کہ امام ربانی
 شیخ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ اپنے طبقات میں فرماتے ہیں کہ علم تصوف
 تجارت ہی ایک علم ہے کہ جب اولیاء اللہ کے قلوب کتاب و سنت پر عمل کرنے سے
 روشن ہو جاتے ہیں تو وہ علم ان کے دل میں ظاہر ہوتا ہی سو جو شخص کتاب و سنت پر عمل
 کرتا ہی اس کے لئے اس عمل کی برکت سے ایسے علوم و آداب و حقائق ظاہر ہوتے ہیں
 کہ قلب منور ہو جاتا ہے اور برکات متوافرہ۔ ثمرات متواترہ۔ انارات متوالیہ فیوض
 متکاثرہ سے دل و کلاما مال ہو جاتا ہے۔ جیسے علم طب پڑھنے والے کو بعد حصول
 حکم کے تدریجاً عمل کرتے کرتے وہ وہ تجربات گونا گونا گون ملکات و قلوب حاصل ہوتے
 ہیں جس سے بصیرت و مذاقت میں کمال نظر آئے لگتا ہے۔ آخر کار منتہا ہے تجربہ
 و عمل پر ایسا ملکہ راسخ ہو جاتا ہی جس میں طمانینت و تشفی قلب صد چند پڑ جاتی ہی
 پس تصوف خلاصہ بندے کے عمل کا ہی احکام شریعت کے ساتھ کہ عمل کرنے کے
 بعد غلط نفس اور اہویہ باطلہ کی طرف سے میلان بالکلیہ جاتی رہتی ہے۔ پھر شیخ عبدلوا

شعرانی نے ایک عمدہ مثل کے پیرائے میں ایمان اسلام و احسان کے ایک سچے
 کو بیان کیا ہے اور احسان کے متاخر ہونے کو ثابت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ علم معانی و
 بیان خلاصہ علم نحو کا ہے سو جو شخص علم معانی و بیان کو مستقل علم کہتا ہے وہ بھی سچا
 ہے اور جو اسکو من جملہ علم نحو کے گرد آتا ہے وہ بھی سچا ہے۔ لیکن یہ ضروری بات
 ہے کہ علم معانی و بیان بغیر مراعات صرف و نحو کے محال نہیں ہو سکتا ہے اور علم صرف و نحو
 بغیر معانی و بیان کے حاصل کیا جاسکتا ہے اور یہ تینوں علم تکمیل علم انشا کے جز ہیں
 ہیں۔ پھر جسطرح یہ تینوں علم تکمیل انشا کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں اور سبطح تکمیل دین
 کے لئے ایمان و اسلام و احسان ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ جسطرح علم معانی
 و بیان کا بغیر صرف و نحو کی پایا جانادشوار ہے۔ اور سبطح علم تصوف یعنی احسان
 کا پایا جانا بغیر اسلام و ایمان کے محال ہے اور کمال مشکل۔ لیکن یہ بات کہ علم تصوف
 عین شریعت سے متفرع ہے سو اس کے ذوق پر اطلاع نہیں ہوتی مگر اسی شخص کو جو کہ
 علم شریعت میں تبحر رکھتا ہے یہاں تک کہ اس کے منتہا کو پہنچ گیا ہے اور جو کم فہم
 جاہل ہیں اوپر اس امر کی معرفت دشوار ہے کہ علم تصوف شریعت سے متفرع ہے
 اور اوسکی تکمیل کا ایک جز ہے یا اوسیکامتمم ہے۔ پھر یہ کہنا کہ علم تصوف جدا علم
 ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تبلیغ عام طور پر نہیں کی ہے بلکہ سینہ بہ سینہ
 وہ علم چلا آیا ہے قرآن و حدیث سے وہ الگ علم ہے گویا امت مسلمہ لکھ دینے کے
 کا انکار کرنا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ پر حرف کرنا ہے اور تصوف
 کی عزت کم کرنی ہے۔ رہا یہ جو بعض صوفی کا قول ہے کہ نور معرفت از سینہ درویشان
 بایضیت وہ دوسری رکات سوافرہ اور فرات متکاثرہ ہیں جو اتباع سنت کی چہیت

درویشوں کے قلب پر فائز ہوتے ہیں وہ مقولہ کیف سے ہیں۔ تمام تر وہ کیفیت
 ہے جس کا بیان دشوار ہے جس کا تلفظ آگے پیرائے میں لانا مشکل ہے اوسیکو
 نور کر کے تعبیر کرتے ہیں۔ **وَاتَّقُوا مِنْ فَسَادِ الْمَوْتِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ**
بَنُورِ اللَّهِ فراست سے ایمان والوں کے ڈر وہ نور سے اللہ کے دیکھتے ہیں۔
 جیسے مختلف طرح کی شیرینیوں کی حلوت اور مختلف ترشی والی چیزوں کی ترشی کی مختلف
 کیفیت کو بیان کرنا ناممکن ہے اوسیطرح وہ آثارات جو برکت سے عمل
 شریعت کے قلب پر مومن کامل کے عطا ہوتے ہیں اوسکا احاطہ بھی حیطہ تحریر و
 تقریر سے باہر ہے اور یہ فیض عام ہے جو مومن جس درجے کے اخلاص کے ساتھ عبادت
 کرتا ہے اور تا بھراؤسکا حصہ بھی پاتا ہے یعنی تجلیات و انوار رحمانی سے محروم نہیں
 رہتا ہے جلوه مفتہت اگر دیدہ بینائی ہست : این جہان آئینہ آئینہ سیمابست
 میر و ہر ارض سما آئینہ شکل اندھمہ : میتوان یافت کہ در پردہ خود آرائے ہست
 شیخ حمید الدین ناگوری حملے فرمایا ہے کہ طریقت جان ہی شریعت کی جیسا کہ تم
 اپنی جان متن کو ایک جانتے ہو اسی طرح اسکو بھی ایک ہی جانو شیخ حسن بن طاہر
 فرماتے ہیں کہ شریعت بندگی کی مکر کو محکم باندھنے کا نام ہے۔ اور طریقت سرگرمی
 خدمت میں اپنے ہوش و حواس سے درگزرنا ہے اور حقیقت دوست کے ساتھ ملنا ہے۔
 دوسری مثال وہی ہے کہ شریعت فرمانبرداری ہے طریقت غیر سے بیزاری ہے۔ اور
 حقیقت دوست کے ساتھ بر خورداری ہے۔ تیسری مثال یہ ہے کہ شریعت غنا ہے اور
 طریقت فنا ہے اور حقیقت بقا ہے۔ ابو عثمان نہجوری علیہ الرحمۃ کہ جہنم کے
 دیکھنے والے ہیں فرماتے ہیں کہ دنیا ایک دریا ہے اور اوس کنارے پر آخرت ہے اور

کشتی نقولے ہو۔ اس کشتی پر پارادتر کر کے جائیگا تو آخرت کو پائے گا ورنہ
 اللہ اندر خیر صلا۔ جب تک علم شریعت کی مشعل ناختمہ بین لیکر کے اس راہ کو طے
 نہیں کریں گے اس وقت تک سلامتی آفات سے غیر ممکن ہو اور مقصود تک پہنچنا
 محال ہو۔ صد ہا مسافر بھلے چنگے اس راہ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ کروڑوں جانیاں
 اس پر خطر وادی میں گھبرا کر تباہ گئے ہیں بغیر علم اور اتباع سنت کے میدان میں
 اخلاص کے قدم رکھنا منشا و حاققت ہے۔ براہمہ اور حکما و فلسفی۔ اشراقیین جو بغیر
 نور شریعت کے اس راہ میں مجاہدہ شاقہ و رنج شدید اٹھا گئے ہیں اس کا نتیجہ
 سیو اخسار و حرمان کے کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ مکتوبات مجددیہ میں ہے درین
 راہ منزلات قدم و آفات بسیار است و عقبات بے شمار تا فلاسفہ و دہریہ و ملاحدہ و
 معطلیہ و اباحیہ و معتزلہ و مثل ایشان از اہل بدعت و ہوا و حیلہ شیعی کامل و مقتدا
 و اصل درین راہ بے راہ عقل خویش درآمد ہر کیے در باد یہ افتادند و ہلاک شدند
 و دین بباد دادند۔ مکتوب ۴۸ میں مجاہد و صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں المقصود بدعت
 و حقیقت عدلین یکسانند و در حقیقت از یکدیگر جدا نیستند فرق اجمال و تفصیل است۔ بقدر
 طویل مضمون لکھ کر کے فرماتے ہیں پس متحقق شد کہ خلاف شریعت علامت عدم
 و حصول است بہ حقیقت کار۔ در عبارت بعض از مشائخ واقع است کہ شریعت حقیقت
 است و حقیقت مغیر شریعت این عبارت ہر چند از بے استقامتی متکلم خبر می دہد
 لیکن تواند بود کہ مراد شمس آن باشد کہ مجمل بہ نسبت مفصل حکم بہت دارد و نسبت
 بہ مغیر۔ استدلال در جنب کشف و در رنگ فقرت نسبت بہ کتب۔ انا اکابر
 سب نقیب الاحمال آیان مثال این عبارت مومنین را تجویزی نہائند و فرق جز بہ اجمال

و تفصیل استدلال و کشف مذکور بنی سازند۔ سائلے از خواجہ نقشبند رح
سوال کرد کہ مقصود از سیئر سلوک چیست فرمودند تا معرفت اجمالی تفصیلی گردد
و استدلالی کشفی سود۔ مجدد و صاحب چہرہ بھی گران ہو کہ کوئی شریعت کو پست
کہے اور طریقت کو مغز شریعت کہ حق میں ایسی بات کہنا اوسکی بجے استفائی کی
دلیل ہو اور شریعت کی تفسیح ہے دعو خدا اللہ عنہا۔ حالانکہ دونوں ایک ہی
چیز ہے آگے زلفین دل میں بستی تھیں اور اب آنکھیں تری ہنک دل
اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان دین
کو صرف خواب میں دیکھنے سے ولی اللہ نہیں ہو سکتا
ہندوستان میں عموماً اور صوبہ بہار میں خصوصاً بعض فقیر اس روش اور
جال چلن کے ہیں اور بہتر سے ہو گزرے ہیں کہ وہ ظاہری گفتگو و کلام سے
تو مسلمان معلوم ہوتے ہیں یعنی مسلمان کے عقائد کی تصدیق کرتے ہیں
اور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی بڑے بڑے لفظوں میں تم بھرتے ہیں
لیکن بود و باش ہندوؤں میں کرتے ہیں نماز کی پابندی سے بہت دور ہیں
اور دیگر احکامات شرعیہ کے بھی بجالانے میں صاحب قصور اونکے ظاہر کلام
کو سنکر سنی مسلمان مسلمان کہتے ہیں۔ اور ہندوؤں میں رہنے سننے کی جہت
اور اعمال افعال مخالف شرع ہونے کے سبب سارا زمانہ ہندو کہتا ہو
باطل کافر و بدعات سے یکساں اونکو نہ کہتے ہندو اونہیں کہتے ہیں مسلمان کہتے
ہیں غیر متقل بہت واسے حضرات شریعت کو مراتب کا خیال نہ کر کے

اور پابندی شریعت کو چندان ضروری نہ مان کر کے او کو ولی اللہ بھی کہتے ہیں اور رسیدہ
 بندہ بھی سمجھتے ہیں۔ یہ خیالات ان کے صرف اسی باعث ہیں کہ شریعت کی پابندی
 کی ضرورت کو ضروری نہ سمجھتے ہیں۔ ان کو اگر معلوم ہوتا کہ راہ ولایت میں شریعت
 کی پابندی کو کیا دخل ہے تو وہ ہرگز ایسوں کو رسیدہ بندہ یا ولی اللہ نہ کہتے عفا اللہ
 عنا وعنہم۔ آؤنگے ولی ہونکی دلیل ہیں لوگ یہ امر پیش کرتے ہیں کہ انگوزیارت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں ہوتی ہے یا نوم و یقظہ کی حالت میں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو یہ دیکھتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ولایت کی نسبت لوگوں کو خوا
 دکھلایا ہے۔ فلان بزرگ نے فلان کو خواب میں کہا کہ فلان فقیر بڑے کامل ہیں جو
 کچھ خلاف شرع کریں اوسکا چندان خیال نہ کرنا۔ یا یہ امر پیش کرتے ہیں کہ اگر کوئی
 بات ولایت کی انہیں فی الحقیقت نہیں ہوتی تو اسنے لوگ کیوں معتقد ہوتے ہزار
 آدمی شب و روز انکو کیوں گھیرے رہتے ہیں۔ اگرچہ آپ ظاہر نماز نہیں پڑھتے ہیں
 مگر برابر کعبہ میں جا کر نماز ادا کرتے ہیں۔ مہضاً للنفس لوگوں کو دکھلا کر طاعت خدا
 بجا نہیں لاتے ہیں حالانکہ سارا موزنی و بے حقیقت ہیں۔ جانا چاہئے کہ اگر دو
 کروڑ مرتبہ کوئی خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے یا دوسروں کو زیارت
 کرادے۔ یا اوسکی نسبت کوئی اولیا اللہ کسی کو خواب میں کہدین کہ فلان ولی ہے
 پھر یا این ہمہ اگر اوسکے عقائد اہل سنت و الجماعت کے سے نہیں ہیں اور نماز کا پابند
 نہیں ہے اور کبائر پر اصرار کرنے سے محفوظ نہیں ہے تو وہ کچھ بھی نہیں ہے کروڑوں
 مرتبہ جنہوں نے زندگی میں صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھیا اور انکی شریعت پر عمل نہیں کیا
 اور اولیہ پر ایمان نہیں لایا وہ تو مردود ہی رہے اب خواب میں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو دیکھنا یا کسی بزرگ ولی اللہ رحمہ کا خواب میں کسی کو اس کی نسبت بشارت کرنا جس کا
 یقینی ہونا بھی مسلم نہیں ہے) کیونکہ کسی کو مقبولیت حقہ کی حد تک پہنچا سکتا ہو اور
 خدا کا رسیدہ بندہ بنا سکتا ہے۔ اگر خواب و خیال پر ولی اللہ ہونیکا دار مدار ہوتا
 تو کب کو سارا زمانہ ولایت خاصہ کا دعویٰ کر چکتا اور اگر اس علم طریقت و معرفت
 کی تکمیل عالم رویا کے متعلق ہوتی تو کب کو اسکے اصول نیست و نابود ہوئے ہوتے۔
 خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض خواب اللہ کی جانب سے بشارت ہو اور ایسے ہی
 خواب کے بارے میں کہا جاتا ہو کہ خواب بھی ایک جزو ہی نبوت کا۔ ترمذی شریف
 میں ہو روایا المؤمن جزء من ستة و اربعین جزءا من النبوة۔
 مؤمن کا خواب چھالیس جزوؤں سے نبوت کے ایک جزو ہی اور کسی روایت میں
 لفظ (مسلم) کا آیا ہو۔ مؤمن کے خواب کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں
 بعض خواب شیطانی کہ شیطان بذریعہ اس خواب کو بنی آدم کو الم و غم میں
 مبتلا کرتا ہے اور غم و الم سے اسکے دل کو مضطرب کر کے اپنا کام نکالتا ہو جیسا کہ
 ترمذی شریف میں ہو و الرویا من تحزین الشیطان یعنی بعض خواب
 فعل شیطان سے ہو۔ بعض خیالی خواب ہو جس پیشے اور حرفے اور جسکی تلاش میں
 رہتا ہو وہی خواب میں دیکھتا ہو جیسے جی کے خواب میں چھچھڑایا جسکا شخص زیادہ
 تر مذکر کرتا رہتا ہو یا جسکی یاد دل میں محبوب ہو او سیکو خواب میں دیکھتا ہے جیسا
 عاشق اپنے معشوق کو آٹھ و نین تحفین رستے ہو پھرے ہو تحفین دلین
 ہوتے ہیں اگرچہ بیان آتے ہو نہ جاتے ہو۔ اگر کسی بے نمازی اور شرک کر نوالے فی
 حشر ہو کر خواب میں دیکھتا ہو پہلے یہ مسلم نہیں ہے کہ وہ خواب میں نے نصرت مسلمہ ہو

کہ دیکھا حدیث میں رانی فی المنام فقد رانی میں صرف اس امر کا بیان ہے
 کہ جس نے فی الحقیقت نفس الامر میں مجھ کو میری خاص صورت پر دیکھا تو لاریب اس نے
 مجھی کو دیکھا کیونکہ میری خاص صورت پر شیطان بمثل نہیں ہو سکتا ہے۔
 اس حدیث سے اس امر کی نفی نہیں نکلتی ہے کہ شیطان دوسری شکل پر متشکل
 ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ تم رسول خدا کے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے اکثر دیکھنے والے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کے حافظ نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ اچھے اچھے
 سنجیدہ اشخاص کو دماغ میں بھی حلیہ مبارک کا نقشہ نہیں ہوتا ہے۔ پھر دیکھنے کے
 وقت کیونکر تمیز کر سکتا ہے علاوہ ازیں اگر نقشہ حلیہ شریف کا یاد بھی ہو تو امتیاز
 کرنا بھی شرط ہے۔ کبھی شیطان آنکھوں کو ایسا مسخ کر دیتا ہے کہ خلاف واقع دیکھائی
 دیتا ہے جیسا کہ نظر بندی میں شائع و ذائع ہے اور اس قسم کے اختیارات شیاطین کو
 دئے گئے ہیں آگے سے پیچھے سے اوپر سے نیچے سے جس طرح سے چاہے بہکاوے
 جب ہی تو بندوں کا پورا امتحان ہے درمیان قدر یا تختہ بندم کردہ پڑ باز میگئی
 کہ وہاں ترکین ہشیار باش۔ خواب شیطانوں کے فریب دینے کا بھاری پھندہ ہے
 خواب مکاروں کے کیند و مکر کے لئے اندھیری کو ٹھہری ہو علی الخصوص قرب
 قیامت کے زمانے میں اکثر دن کا خواب جھوٹا ہی ہوتا ہے۔ ترمذی شریف
 میں ہے اذا اقترَب الزمان لم تكد سويًا العنق من تكذب و اصدفهم
 سويًا اصدفهم جدیثاً جب زمانہ قیامت کا قریب آویگا تو مومنوں کا
 خواب اکثر جھوٹا ہی ہوگا اور جو بات میں زیادہ سچا ہوگا اس کا خواب بھی سچا ہوگا
 اور چونکہ خواب میں احتمالات بہت ہیں اسلئے کافروں کا خواب تو کیا مسلمانوں کا

کا خواب بھی مفید یقین کو نہیں ہے الا ما اشار اللہ لیکن ہاں انبیاء علیہم السلام و
 الصلوٰۃ کا خواب مفید اذعان یقین کو ہوا و محبت بھی ہے۔ خواب مفید یقین ہی
 خواب ہی جس میں احکامات شریعت کی مخالفت نہیں پائی جاوے جیسے کوئی
 خواب دیکھے کہ ایک بزرگ مجھے فرماتے ہیں کہ تو غازی کی مدد کر شراب کو چھوڑ
 اس خواب کے یقینی اور سچا جاننے میں باوجود احتمالات کذب کے کچھ نقصان
 نہیں ہے۔ اور جس خواب میں احکامات شریعت کی مخالفت پائی جاوے تو سمجھنا
 چاہئے کہ وہ خواب شیطانی ہے۔ اولیاء اللہ رحمہ کے حلیے کا دھوکھا دیکر شیطان
 مجھ سے یہ کام کرایا چاہتا ہے جو بزرگ اور خدا کا دوست صرف شریعت ہی کی پابندی
 سے ہوا ہے وہ کیا بعد مرنیکے لوگوں کو اس شریعت کی طرف سے پھیر نیک قصد
 کریگا نعوذ باللہ من سوء الظن خواب تو خواب الہام سے بھی فائدہ یقینی
 حاصل نہیں ہوتا ہے اور الہام بھی محل خطر ہے اسکے صادق و کاذب ہونیکا اصول
 بھی یہی ہے کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے موافق ہے تو الہام رحمانی ہے
 اور مخالف ہو تو الہام شیطانی ہے جیسا کہ کہاشیخ ابوسلمان دارائی رآ
 نے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ واقع ہوتا ہے میرے دل میں ایک نکتہ قوم
 کے نکتوں میں بے پس قبول نہیں کرتا ہوں میں مگر دو گواہ کتاب اللہ و سنت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ اور فرمایا عمر بن حنظلہ نے کہ جس وجد کی
 شہادت کتاب پر ہی و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے پس وہ وجد
 باطل ہے اسی کتاب و سنت پر قول کر کے سب امور دنیا کی تصدیق کر دے اور اپنے بڑوں
 کو پھیلے۔ **سخوان پونخت میں محمد و مہملک بہاری علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے**

کہ کسی نے مخدوم سے سوال کیا تھا کہ ولی اپنی ولایت کی تصدیق کر سکتا ہے
 فرمایا کہ عشرہ مبشرہ کے حق میں تو وحی ہوئی پس وحی کے منقطع ہونے پر آب
 ولی کے حق میں کیونکر تصدیق ہو سکتی ہے۔ پھر خود ہی جواب دے کہ الہام
 سے تصدیق ہو سکتی ہے اگرچہ وحی موقوف ہو گئی ہے۔ لاکن تاہم الہام
 چند ان صحت ظاہر نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ الہام کی شان میں کہا جاسکتا ہے
 کہ کیونکر معلوم ہوا کہ یہ الہام رحمانی ہے شیطانی نہیں ہے۔ پھر کسی نے
 جواب دیا کہ نور معرفت و ولایت سے یہ دریافت کر سکتا ہے کہ یہ الہام
 رحمانی ہے یا یہ شیطانی ہے تب آپ نے فرمایا کہ نور معرفت بھی تو مشابہ
 استدراج و مکر کے ہے اگرچہ علامات اور امارات سے تمیز استدراج اور
 معرفت کے درمیان میں ممکن ہے تاہم قطعی بات ثابت نہیں ہو سکتی ہے
 لیونکہ احتمال مکر و استدراج کا ہر جگہ پر ناشی ہے۔ پھر اوس سائل
 نے پوچھا کہ اگر کوئی کسی کے حق میں یہ کہے کہ تو ولی ہے کیونکہ حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے خبر دیا ہے اور خواب میں دیکھا یا ہے اور شیطان کا متشبہ
 ہونا آپ کی شبیہ میں ممکن نہیں ہے تب تو قطعی بات ثابت ہو سکتی ہے
 کہ لاریب وہ ولی ہے۔ جناب مخدوم الماکنی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ
 اگرچہ متشبہ شیطان کا حضرت کی صورت کے ساتھ ممکن نہیں ہے لیکن
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا قطعاً ثابت نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ
 بات ہو سکتی ہے کہ سننے میں آوے دھوکھا ہوا ہو کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سنا ہے اور وہ بات حقیقت میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وسلم کی نہو۔ اور اوسنے سمجھا کہ حضرت ہی نے کہا ہی اوسے یہ چہرہ پر ہوا
 لوگوں سے کرتا ہے حالانکہ وہ بات اوسنے شیطان سے سنی ہی جیسا کہ زندگی
 میں ایسا واقعہ ہو چکا ہے سورہ والجمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع صحابہ میں بیٹھ
 رہے تھے اور منکرین منافقین بھی جلسہ میں حاضر تھے اور شیطان بھی اوسی درمیان
 میں آکر بیٹھا تھا لیکن شیطان کو کسی نے نہیں دیکھا تھا جب حضرت تلاوت
 کرتے کرتے اس آیت پر پہنچے انرا یسمللات والعزى ومعناة الثالثة
 الاخری آپ کا دم ٹوٹ گیا اور سانس لینے کو ذرا توقف فرمایا شیطان نے
 ساتھ ہی دم ٹوٹنے کے اوسی آواز اور لہجہ کے ساتھ اوسی قافیہ و وزن کی
 عبارت بنا کر پڑھ دیا۔ "تلك الغرائق العلى امنهما الشفاعة
 لترتجى۔ ترجمہ یعنی وہ سب بت ایسے بزرگ ہیں کہ اون سے شفاعت کی امید
 رکھنی چاہئے۔ سب لوگوں نے سمجھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی پڑھ رہے
 ہیں۔ آپس میں تالیان دینے لگے کہ محمد صاحب بھی شفاعت بتان کے قائل
 ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یاروں سے پوچھا کہ کیا صحیح ایسی بات
 بیان کی ہے۔ کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت افسوس ہوا۔ پھر اوس
 شخص سائل نے مخدوم الملک کو کہا کہ خواب کے دیکھنے والے سے ایسا ہی
 معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شیطان کی شرکت نہیں ہے
 تب قطعاً ثابت ہو گا حضرت مخدوم الملک نے جواب دیا کہ اگر ہم لوگ فرض بھی کریں کہ حضرت صلی
 ہی کو شکر اوسنے کہا ہی لیکن خود دیکھنے والا اپنی حق میں کیونکر قطعاً ثابت کر سکتا ہی گو نفس اللہ
 میں ایسا ہی ہو مگر ان کا کہ کرو استدراج کا بھی وہ محل ہی اسے خوف ہو کر گزرا لی نہیں کر سکتا

پھر یقین اذعان جب ہی ہو کہ مکروہ استندراج کا خدشہ نہیں ہے۔ تمام ہوئی تفسیر
 مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ کی۔ پس نامل کہجے کہ یہ مقام بہت نازک ہے خواب خیال الہام
 کا وثوق اور اس کا فائدہ یقینی جب ہی ہو گا جب شریعت یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول
 اللہ کے موافق ہو کہ اس وقت مکروہ استندراج کا پورا خدشہ جاتا رہتا ہو اور فریب کید کا محمل بہ
 موافقت شریعت کی باقی نہیں رہتا ہے۔ یہ مقام مقام ندیشہ کا ہو اس نہ دیکھے میں سیکڑوں
 اشخاص غلہ العقیدہ ہو گئے ہیں کہ خواب الہام پر تکیہ کر کے مخالفت موافقت شریعت
 سے بحث نہیں کیا اور بتا رہے ہیں۔ اس اہل طریقت کا دابہ ہے کہ خواب الہام پر کام کا دار
 مدار نہ کیا اور نہ موافقت کی مخالفت گوارا نہ کرے بلکہ خواب الہام کو سچی سنی شریعت ہی
 کی معیار پر کس ایک کو کس کھرا کھونا معلوم ہو جائیگا۔ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صوفیہ
 علیہ الرحمۃ کو معارف کشف الہام میں جہین خطا کو بھی خلل ہے اور الہام کشف کو سمجھتے
 ہوئے کیا معیار ہے کہ علم سنی علماء اہل سنت کی اگر موافق ہو تو سچ جانو اس کے سرور فرق ہے
 تو صواب و درجہ بھی بات حق ہو مآذ ابعد الحق لا الضلال پھر اب گمراہی کو سوا
 رکھو کیا ہے۔ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ اس اہل میں پھسلنا و قدم کا بہت ہے اور مواخذات
 کثیر ہیں جب ہی تو فلاسفہ دہریہ ملاحدہ معلیہ۔ اباحیہ معتزلہ اور مثل اسکے اہل
 دہوا سے بغیر شیخ کامل کو اس اہل میں اپنی عقل کو بھر دے پر چلے اور پلاک ہو کہ جو غلام آفتاب
 ہند آفتاب گویم نہ شمس نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم نہ رہ گئے وہ فقر کہ بارہ جینہ یعنی
 ہمیشہ نماز نہیں پڑھتے ہیں درنا خلیکہ کوئی عذر شرعی جنوں اور سرکرا بھی اون میں
 ظاہر نہیں پایا جاتا ہے۔ اچھے خاصے میں گفتگو میں امتیاز ہو یا پناہ پیشاب میں
 طہارت کا خیال ہی نہیں برخواست میں سر نہ کھینے نہ کھینے کا تیز حال ہی خدا مقرر

سونا بیٹھنا ٹھکانیسی ہے۔ خوش عیش خوش لباس پہن لیکن نماز ادا کرنے میں اس سر کے غافل
 اور بود ہیں گا ہی نہیں ادا کرتے ہیں۔ ایسے شخص بیہوش کی نسبت بعض تو یہ کہتے ہیں کہ
 آپکو جو اس نہیں ہے ہمیشہ استغراق میں ہوتے ہیں۔ اس قول کو قائل تو نہایت ہی شرمندہ
 ہیں۔ بولنے والوں کی جاہت کا خیال کر کے لوگ مہذبہ لیکر رہ جاتے ہیں۔ غلط طریقہ لحاظ سے
 میں ان کو گلیاں جھوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا + ورنہ اس صفات کا شخص جھکوا پنی ہر کام کا
 بیہوش ہے صرف نماز کے بار میں بیہوش کس قائلوں کو رو سے ہو سکتا ہے مانا کہ وہ کبھی
 کبھار بیہوش ہو جاتا ہو پھر وقت افاتی کر کیوں نماز کو ادا نہیں کرتا۔ ایسوں کے بارے
 میں ادھر پھر گزر چکی "جھنوں" کے اولیاء اللہ نہیں ہونے کی بیان میں ملاحظہ فرمائے
 بعض کہتے ہیں کہ آپ کعبہ میں نماز ادا کرتے ہیں اس قول کو قائل تو اور بھی اس سر کے
 کو غافل معلوم ہوتے ہیں نماز نہیں پڑھنے میں ایسا بودا شعبہ کرنا گویا دیدہ جوڑ کر اپنی نماز
 نہیں پڑھنے کا اقرار کرنا ہے۔ لوگ اس خصوص میں کیقدر پریشان اسلئے ہو رہے ہیں کہ اسکے
 اس فعل کو خرق عادات میں شمار کر کے کرامت پر ڈھالتے ہیں اور حقیقت میں اس امر کو اس
 شخص کو سچ جانتے ہیں حالانکہ یہ مسلم نہیں ہے کہ وہ ہر وقت کعبہ میں پڑھتا ہے کیونکہ ہر وقت
 کعبہ میں جانیکو دلیل شرعی سے ثابت نہیں کر سکتا ہے۔ اہام خواب کا اعتبار نہیں وہ
 محفل شیطانی و روحانی دونوں کا ہے جیسا کہ صوفیہ کرام کے اقوال سے اوپر ثابت ہو چکا۔
 دوسرے ایک دھرم تہ کیو دیکھلا دینا بھی مشیت مدعا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ان امور میں
 سفلی اعمال اور سمریزم وغیرہ سے کیڈ کر پھیلائی کا نہایت عمدہ موقع ہے۔ علی کرنا منازل کا
 اور خلاف واقع دیکھلا دینا۔ اور ان کی آن میں سیکڑوں کو سس آٹھیا کو منگوادینا۔ اور
 ہلکے بند کرنا ہی کہ سیکڑوں منزل طو کرنا ہی۔ اور اسکے بعد انہاروں طرح کو خرق عادات ان

گوئی کہ بائیں ہاتھ کا کھینچ کر ہمیں جوگی سنائی کہ برہنہی وغیرہ برابر کیا ہی کرتے ہیں سیکڑوں
انگریزان اور انڈیائیوں والی ہتھیاروں کی سوسائٹی والی عجائب غرائب حرکات خلاف
عادت کی دیکھ لیا یہی کرتے ہیں مراعات علوم و فنون سے انگریزان اور کثرت جوگ و مراقبہ
و بایں ہتھوں کی یہی ہوتی ہے وہ خرق عادات دیکھ لاتی ہیں کہ اہل حق میں ہرگز اسکا جو
نہیں ہے یہی خرق عادت ہے جو روایت ہے اور نہ موقوف علیہ ولایت ہے یہ خلوت خلص
میں رہا کہ غور و فکر کے وہ اشارے کہ تری جہنم میں نہین + آن امور آدمی
ولی اللہ نہین ہو سکے اور اسکو خرق عادات کرامت نہین کہلا سکتے ہیں اصل ملی اللہ کی
کرامت تقویٰ و استقامت ہے جیسا کہ قرآن میں ہے قالو ربنا اللہ تعالیٰ اشتقا مقوا -
جعید سید الطائفہ علیہ الرحمۃ کی جناب میں ایک شخص مرید ہونیکو آیا چند روز رہ کر جا لگا
آپ فرمایا کہ کیا آئے اور کیا چلے۔ اوہوں نے عرض کیا کہ ہم مرید ہونیکے ارادہ سے حاضر
ہوئے تھے لیکن باوجود اسقدر شہرت آپ میں کوئی خرق عادات نہین پاتے ہیں حضرت
نے فرمایا کہ کیا کوئی امر خلاف تقویٰ و استقامت کو یعنی کوئی امر خلاف شریعت کو
مجھ میں تو نے دیکھا فرمایا نہین تب آپ فرما جذب مسرت میں اسکا ہاتھ پکڑ کے
کہنے لگو کہ ارجعید ہمیں کرامت بس ہے کہ جعید یہی تقویٰ و استقامت کرامت
کے لئے کافی ہے اگر اسی خرق عادات پر ولایت خاصہ موقوف ہوتی تو سید الطائفہ جعید
کو جناب باری عز اسمہ بہت کچھ خرق عادات عنایت کی ہوتا لیکن اگلے استقامت و
اولیاء اللہ سے خرق عادات کا زیادہ ہونا دستور تھا۔ گو عنایاں لم یزلی ہی کوئی امر جعید کی
محل ہر درجہ قتل عاشق کسی معشوق کو کچھ دور نہ تھا۔ ہرگز عہد ہو آگے تو یہ دستور
آج کل ماضی آفرمایا کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے زمانہ میں جو کچھ کہ گئے اولیاء اللہ

کرامت زیادہ کیوں نہ تھی اور اب کیوں ہو۔ فرمایا اگلوں کا ایمان ایسا قوی تھا کہ ان کو کسی دوسری شے کی ضرورت نہ تھی جس سے وہ ایمان کو قوی کرتے اور اب کی اولیا رائے ضعیف الایمان ہیں اوس درجہ کا ایمان ان کو نہیں ہے اس لئے ان کو کرامت دیکر اللہ ان کی ایمان کو قوی کرتا ہے۔ بعض مکتوب میں آیا ہے کہ استقامت کا درجہ کرامت بھی زیادہ ہے۔ حضرت نقشبند رحم سے کسی نے کرامت طلب کیا فرمایا کہ میری کرامت تو ظاہر ہے کہ باوجود اس قدر گناہوں کی میں زمین پر چل پھر رہا ہوں۔ اور زمین پر چھس نہیں جاتا ہوں۔ کرامت اس کا نام ہے کہ آدمی اللہ کے عذاب سے مامون ہو بیٹھے اور اپنے اعمال و افعال پر مغرور نہ ہو۔ اپنے کو تمام مخلوقات سے بڑا جانے۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کو بھی سوال کیا کہ آپ کی دائری بہتر ہے یا کتے کی دم فرمایا اگر خاتمہ بخیر ہوا اور یہ محنت ہماری مقبول ہوئی اور یہ کام ٹھکانے لگا تو یہ دائری دائری ہو ورنہ کتے کی دم سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ یوسف بن سباطرح سفیان ثوری رحم کے پاس گئے وہ تمام شب وتے تھے میں نے کہا یہ ہونا کیا ہے شاید گناہوں پر روتے ہو نہ نکالو ٹھکانے لگے کہ گناہ کی قدر ہوں اللہ کے نزدیک اس کا بخشنا اس سے بھی آسان ہے لیکن زنا اس کا ہے کہ میں اسلام مجھ سے سلب کر لیا جاوے اپنے بند پہ جو کچھ چاہو سو پیدا کرو۔ یہ نہ آجائے کہ میں دلمیں کہ آزاد کرو۔ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن عیوب مجھ میں جیون کی تھیں ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ کل کیا میرے ساتھ معاملہ ہو گا۔ حضرت حسن بصری رض بیان کر نیلکے کہ حدیث میں آیا ہے کہ قبلیت میں ایک شخص بعد عذاب ہزار برس کے آگ ہو نکالا جاویگا۔ اس کا نام تھا ہر وہ اللہ پاک سے کہے گا

یا حَتَّانُ یا مَنَّا نَ حَسْبُ بَصْرِی صَنِی الدَّعْنَةُ ذُو فَرَا یَا کَ کَاشَ وَهَ آدَمِی ہَتَّادِ مِیْنِ ہِی ہوتا۔
 اولیاء کرام اللہ پاک کی بی نیازی کا اندازہ کر کے کمال عبودیت کی داد دے رہے ہیں یا اولیاء کرام
 پر ناز کر رہے ہیں یہ نقش کو اسکی مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں کچھ نہ جانتا ہی حقیقت راوتنا ہی کچھ نہ جانتا
 ہو۔ حضرات؟ اپنے نفوس کو فخر و غرور و نخوت سے پاک کرنا اور خدا کینہ بغض ریا سمعہ سے
 بری قرار دینا اور عبادات معاملہ میں غلامانہ تقویٰ سے کام لینا۔ اور عادات و حرکات میں عبودیت
 کی داد دینا اہل کرامت میں ہی **ابن العقیل** رحمہ اللہ نے اغاثۃ اللہفان میں لایا ہے کہ
 ابی الدین خالد بن ایوب نقل کیا ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل کو بڑے عابد و منین تھے انکو
 خواب میں کسی نے کہا کہ تم فلاں شخص کی پاس جاؤ۔ یہ خواب متواتر تین رات ہوا تب عابد صاحب
 انکی پاس تشریف لگئے۔ وہ مہوچی تھی عابد صاحب نے اپنے حاضر ہونیکا قصہ بالتفصیل بیان کیا اور
 پوچھا کون سا فعل آپ ایسا کرتے ہیں جس سے اس وجہ مقبول ہیں فرمایا میں کوئی بڑا عابد
 نہیں۔ بل صرف اس امر کا البتہ مجھے التزام ہے کہ میں اپنی کوسب بڑا جانتا ہوں اور واقعی
 ہوں بھی کوئی شخص میرے سامنے ایسا نہیں گزرا ہے جسکی نسبت میں نے یہ نہیں سمجھا ہے کہ
 جنتی ہوں اور میں وزخی ہوں یہ پڑی اپنی برائیوں پر نظر تو نگاہ میں کوئی برائہ رہا ہے
 قبل ان کے آسبوا۔ اپنی نفس کا حساب لے لو قبل اسکے کہ تم کو اسکی طرف سے حساب دینا پڑے۔
 نفس کا فریاد موندی ہے اسکی اصلاح کا نام تقویٰ و کرامت ہے۔ اولیاء اللہ بال بال حساب
 نفس کا لیتے ہیں۔ اور پھوک پھوک کر قدم بڑھاتے ہیں۔ ہر کام میں اسکا خیال رکھتے ہیں
 کہ اللہ ہی کو واسطے ہو نفس کی شرکت نہ ہوتے پاؤں بہت دور ہو اپنے نزدیک تو
 بھی۔ تجھ کو کافر بہانے بہت ہیں۔ **امام ابو حنیفہ** کو فی حرمہ اللہ علیہ اپنی قرینہ
 کو ساکھ بھاگتے تھے باہر خیال کہ کہیں نفس کی آسائش کیلئے ساکھ میں ٹھہرنا ہمارا

سو خوارى میں شمار نہ کیا جائے اب بھل گئے ہیں سائے زلف بتانے ہم ہر کچھ دے ہیں در ہوئے
 کچھ آسمان ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ کرامت تقویٰ کرنے کا نام ہے اور تقویٰ
 یہ ہے کہ گناہ پر اصرار نہ کرے اور عبادت پر مغرور نہ ہو۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے
 کہ ذرہ برابر نیکی ساتھ تقویٰ اور یقین دل کے اخیل ہو اس عبادت کے جو یقین دل سے
 نہ ہو اگرچہ پہاڑ برابر کیوں نہ ہو۔ دل ہی پونجی ہو یہ درست ہو تو سب کچھ ذرہ بغیر اسکے
 ساری عبادتیں بے روح کی ہیں کشش دل کی ہی کام آتی ہو ورنہ ہر نفس بیکڑون
 ہیں فسانے بہت ہیں ہٹری کرامت یہ ہے کہ دل متقی ہو جاوے جس شخص کا نماز پڑھنا
 یقینی نہیں ہے اور اس کو شرع پر استقامت حاصل نہیں ہے ہرگز اس کی صحبت
 اختیار نہ کرے اگرچہ خرق عادات نہ راوے اس سے صادر ہوں اس کا کچھ خیال نہ فرمانا چاہئے
 ایسے شخص سے اچھے ہونیکے احتمال پر مرید ہونا ایمان پر ضرر پہونچنے کا قوی گمان ہی
 نہیں بلکہ یقین ہی۔ قرآن پاک میں آیا ہے کہ گنہگار اور کافر کی فرمانبرداری مت کر لَاتَطِيعُوا
 مِنْهُمْ اِشْمًا وَاُولٰٓئِكَ قَوْلُ الْبَغِیِّ گنہگار کی فرمانبرداری اور اطاعت منع کیا۔ بعدین
 کافر کی اطاعت۔ کیونکہ گفتار کی صحبت یہ سبب اس امر کے کہ اس کی بُرائی معلوم ہے چندان
 ضرر رسان نہیں ہے مثلاً فاسق فاجر مسلمان کی صحبت سے ضرر ایمان پر پہونچتا ہے۔ دوم
 جگہ قرآن میں ہے وَلَا تَطِيعُ مَنْ اَغْلٰنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِ نَا وَاَتَّبِعْ هُوَا وَاُو
 كَانَ اَمْرًا فَرْدًا۔ ترجمہ مت تابعمداری کر اس شخص کی جسکے قلب کو میں نے
 غافل کر دیا ہے اپنی یاد۔ اور جس نے اپنے نفس و خواہش کی پیروی کی۔ اور بس کا فعل اندازہ
 شریعت باہر ہے۔ کیا یہ اسلام کے دوبارہ کا زمانہ ہے کہ کسی زبان میں نماز کا پڑھنا ہی کرامت
 شمار کیا جاتا ہے یا اب نماز کا نہیں پڑھنا کرامت و خرق عادت بتلایا جاتا ہے۔ یا ریدوں کا

گانا سنا اور مزامیر و معازف کو استعمال کرنا ہی فسق و فجور گناہ جاتا تھا۔ یا آب یہی
 گانا بجانا اور مزامیر و معازف کو طریقت کو رو سے حلال جاننا تقویٰ و کمال ایمان
 کر کے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کسی زمانہ میں آتش بازی میں وہ یہ صرف کرنیوالا مہذب ترین میں
 شیطان کا بھائی تصور کیا جاتا تھا۔ یا آب یہی صرف بیجا کرنیوالے اللہ والے کہلاتے ہیں
 یا تو اسلام کے مادی برحق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت اجنبی کی بیعت ہاتھ پکڑ کر
 نہیں لی یا اب کے شاہ صاحبان اپنی اجنبی مریدین پر دہواتے ہیں اور اولیٰ تخلیہ کر کے
 باتیں کرتے ہیں۔ ان افعال کے مرکب حضرات کو اگر ہم دیدہ و دانستہ بزرگ ولی اللہ سمجھتے
 ہیں تو ہماری سمجھ پر پھر پڑیں سمجھتے ہی سنگدل آرام جان مبتلا سمجھتے پڑیں پھر
 سمجھتے ہی ہم سمجھتے تو کیا سمجھتے۔ **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ
 الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ الْكُفْرَ فَخُذْ مِنْهُنَّ مَا رَزَقَهُنَّ**
 آیت نازل ہوئی جب آپ بیعت مردوں کی لے چکے تو بعد از فراغ عورتوں سے عہد لیا
 اور عورتوں کی بیعت لی۔ اس وقت کی عورتوں میں جو خصال زلیہ تھیں ان کو بہ کراہی اور مذہب
 زوجہ ابوسفیان بھی اس بیعت میں شریک تھیں چنانچہ سب عورتوں کی طرف وہی زبان سے
 اقرار کرتی تھیں۔ **قَالَ الْجَمِيلُ** میں نے کہ عورتوں کی بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد
 ایک کنارہ کھڑے ہو کر بیعت کرنیوالی عورت دو سر کنارہ اور کس کھڑے ہو کر بیعت کرے۔ اور یہ
 عورتوں کی بدون پکڑنے کسی چیز کے بھی جائز ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے
 اے اہل اسلام اولیاء اللہ حضورین انکی شان گبار پر اصرار کرنا بعید ہو جس شخص کو گبار
 گندہ پر اصرار کرتا ہوا دیکھو اور رشتہ و فجور میں ڈوبا ہوا باؤ وہ ہرگز ولی اللہ نہیں۔ ہزار
 طرف سے شیطان تعین انکی طرف رجوع کرے گا اور انکی خوب کو جلد لگا۔ اور بڑے مکر و کینہ سے

اؤکی آبرو و وسطوت کو تمھارے دل پر جا بگاڑنا جو خرق عادت سے نکلوا سکا۔ دنیاوی
وجاہت و سکی تمھارے دل کو کھینچے گی۔ کثرت مریدین کا ہونا قلب میں غفلت کو ڈالے گا۔
یقین کر کے مانو کہ لایت فاصۃ تقویٰ میں منحصر ہے **إِنْ أَوْلِيَاءُ إِلَّا الْمُنْتَفُونَ**
جو شخص متقی نہیں چاہو کچھ ہی ہو لیکن وہ خدا کا دوست نہیں اللہ نعم باللہ ہے ہم چاہتے
ہیں وہ ہی بات ہی کچھ اورہ عالم میں تم سے لاکھ بھی تم مگر کہاں +

اولیاء اللہ رحم کی شان میں آیات و احادیث

ہزاروں آیتیں ہیں خدایت حدیث کا ذکر کرتے ہیں۔ سچے دوست اللہ پاک کی متقی و پرہیزگار
ہیں جو تقویٰ و استقامت کو زبردستی آراستہ ہیں اور محبت و خلوص کے عطرسے بے ہو نہیں رہتے۔
قرآن پاک میں ہے۔ **إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**
الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ۔ سورہ یونس میں ہے کہ خدا کو دوستوں
کو نہ دنیا میں کچھ خوف ہے اور نہ عاقبت میں کسی امر کا اونکو ڈر ہے اور وہ کون ہیں
یہی جو ایمان لائے اللہ پر اور متقی و پرہیزگار ہوئے۔ بعضوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا
ہے کہ اولیاء اللہ کو نہ قبر میں منکر نکیر کے سوال کا ڈر ہوگا اور نہ وہ قیامت میں حساب
و کتاب سے ڈند و گھبراہٹ ہو گئے۔ حساب اصلانہ پوچھے مجھے میرے دل کو زخمی نہ کرنا۔ حساب اللہ
در دل اگر وہ دل پر سمجھے + جیسا کہ قرآن میں ہے **لَا يَحْزَنُهُمُ الْفِتْنُ إِلَّا ذُنُوبُهُمْ**
وَتَتْلَىٰ هُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ
نہ اندوگین کریگی اونکو گھبراہٹ بڑی ملاقات کریں گے اون سے ملائکہ اور کہیں گے
کہ یہ دن وہی ہے جس کا آپ دنیا میں وعدہ دے گئے تھے۔ آج آپ جنت میں داخل
ہو گئے اور جو وعادہ آپ نے کیا ہے وہی نعمت آپ کو ملے گی۔ قرآن پاک میں ہے **وَلِلَّهِ**

الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ میرا کار سزا ہے خدا جسے اوتارا
 ہے قرآن اور وہ دوست رکھتا ہے صالحین کو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہاں مراد صالحین
 متقین ہیں یعنی جو لوگ شرک نہیں کرتے ہیں اور توحید کامل رکھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں
 اور سبامرون ہیں پر رسول اللہ کے ہیں ایسے لوگ اولیاء اللہ ہیں انکا دین دنیا
 و دوزخ میں اللہ کا راز ہی کیسی عداوت ارباب صالحین متقین اولیاء اللہ کو ضرر
 نہیں پہنچا سکتی ہو کیونکہ وہ حمایت میں خدا کو ہیں دشمن اگر قویست نگہبان
 قوی تر ہے۔ اور بالفرض کوئی مصیبت اچھوٹو کو پہنچی تو اسکو وہ آزمائش منجانب
 اللہ سمجھتے ہیں اور اس پر صبر کر نیکو بہت بڑا تقرب خیال کرتے ہیں یہ بڑھکلی ہے
 عشق میں جس قدر اپنی کہ ہو یہ غم یہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب یہ محذوم
 الملک فی فرمایا ہو ایک مرتبہ ولی کا یہ ہو کہ تعریف کرنے سے مخلوق کے خوش ہوں
 اور بُرائی کرنے سے رنج نہو اسبوجہ سے اگر کوئی اولیاء اللہ کو ابو یزید۔ زاہد۔ امام
 عابد۔ پارسا کہتا ہو تو اسکا اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ اور کوئی مرتد و کافر شرک ہو تو اسکا بھی
 غم نہیں فرماتے ہیں یہ صاحب نظر نباشد در بند نیکنامی + خاصان چہ باک دارند از
 گفت و گوی عامی + اس بالامرتبہ ولی اللہ کا یہ ہو کہ تعریف کرنے سے رنج ہو اور
 ذم کرنے سے خوش ہو (خوان بِنِعْمَتِ) اللہ وَلِیِّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم
 مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الطَّاغُوتُ
 يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ
 هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اللہ دوست ہو ایمان والوں کا نکالتا ہو او کو اندھیروں
 اور جاہلین اور وہ جو کافر ہیں انکو رفق ہیں شیطان نکالتے ہیں انکو اور جالے سے اہل صبر

میں وہی لوگ دوزخ والوں ہیں اور ہمیشہ مان رہیں گے۔ اللہ پاک فی اس آیت میں یہ
 خبر دی ہے کہ جو شخص اللہ کی مہربانی پر چلتا ہو اور اللہ راستہ دیکھاتا ہو ظلمات سے
 یعنی کفر و شرک و یہ سب نکال کر نور حق جلی مہر منیر کی طرف پہنچا دیتا ہو اور کافر و کفار
 دوست و کار ساز شیطان ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست
 اولیاء اللہ کو تمام برائیوں سے محفوظ رکھتا ہو۔ اور نور حق صفا قلب منازل تقرب تک پہنچا دیتا
 نور کا لفظ واحد ہو اور ظلمات کے جمع لانے سے اشارہ اس طرف ہے کہ راہ حق ایک
 ہی ہو اور کجی کی بہت شاخیں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے متقی مومن بند کو سارے کفر و
 شرک کی بدعت فسق و فجور سے نکال کر ایک راہ حق اتباع کی طرف دکھلا کر رجوع کر دیتا ہو
 اور شیطان اپنی دوست کو ایمان کی باتوں سے دھوکا پھر کر فسق و فجور شرک بدعت و
 ترک صلوٰۃ کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور حیران پریشان کئے رہتا ہو و سوسہ باطل سے
 اونکے دھوکا کبھی چین سے فارغ ہونے نہیں دیتا جو جتنے مشرک و بدعتی فاسق ہیں
 علیٰ حسب التبع کفر سب اولیاء شیطان ہیں۔ اور کھڑے کالفاظ عام ہو۔ چھوٹے بڑے
 کفر و نو نکوشا مل ہو۔ کفر دون کفر۔ آل عمران میں ہو واللہ وایحی المومنین
 یعنی اللہ دوست ہے ایمان والوں کا۔ بلی امن اوفیٰ بعدوا لعلی فان اللہ یحب
 الملتزمین کیونکہ نہیں جو کوئی پورا کرے اپنا قول و قرار اور پرہیزگار بنے سو تحقیق
 اللہ دوست رکھتا ہو پرہیزگاروں کو۔ عہد کو پورا کرنا عام ہے خواہ کسی آدمی سے عہد ہو یا
 عہد اللہ ہو۔ خدا سے عہد بندوں کا بڑا روز الست کا عہد ہے جسد ہموگوں یعنی کل بنی آدم
 سے دنیا میں توحید و کتاب و سنت پر چلنے کا وعدہ اجمالی کیا تھا۔ جتنے مشرک و بدعتی فاسق
 ترک الصلوٰۃ ہیں وہ سب اس عہد سے غافل ہیں اور عہد شکن ہیں تو وہ متقی نہ ٹھہرے

اور جو متقی نہیں وہ خدا کے دوست بھی نہیں۔ حدیث میں آیا ہے جسین چار خصلتیں ہیں وہ منافق پکا ہو اور ایک اور دو جسمیں ہو وہ کچھ منافق ہو جو امانت میں خیانت کرے بولنے کے وقت جھوٹ بولے قول قرار پھر جب یہ امر ثابت ہوا کہ ولی اللہ نہیں ہو سکیگا مگر مومن متقی تو ماہیت و حقیقت متقی سے وقوف ضروری ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ متقی وہ مومن ہیں جو شکر سنی پختے ہیں طاعت پر عمل کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ متقی وہ لوگ ہیں کہ ذرے سے بھول چوک اور ترک ہڑے پر اللہ کے عتاب سے ڈرتے ہیں قرآن کی نصیحت پر رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ کلبی نے کہا کہ متقی وہ آدمی ہے کہ جو کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ انعمش نے بھی اسکی نصیحت کی ہے کسی نے کہا کہ متقی وہ آدمی ہے جو چھپی باتوں پر ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ آخرت پر یقین کرتے ہیں۔ اور آسمانی کتابوں کی نصیحت کرتے ہیں جیسا کہ خود اللہ جل جلالہ نے متقین کی صفت کو اول سورہ بقرہ میں بیان کیا ہو هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ ابن جریر نے کہا کہ اول سورہ بقرہ کی آیتیں ان سب اقسام کو شامل ہیں۔ عطیہ سعدی کی روایت میں مرفوعاً آیا ہے کہ بندہ مومن متقی نہیں ہوتا جب تک ڈر والی چیز سے بچنے کے لئے بے ڈر والی چیز کو نہیں چھوڑ دے۔ اسکو ترمذی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ امام شوکانی رحمہ نے فرمایا ہے کہ کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ جو اس حدیث میں آیا ہے اور شرعی معنی تقویٰ کے بھی ہیں اسی معنی کی طرف جانا واجب بنایا ہے۔ اس حدیث کو احمد و مسلمین نے

کونکر اور اگر کسی نے مناصحت میں یا امر کا لفظ لگا کر کرے۔

یجاری نے تاریخ بین لایا ہے۔ ابن ابی حاتم و بیہقی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے سورہ حجرات میں بڑے متقی کو بڑے بزرگ کر کے یاد کیا ہے
 اِنَّ اَكْبَرَ فَكُلُّكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ تَحْقِیْقُ کہ جو بڑا پرہیزگار تم میں سے ہو وہی اللہ کے
 نزدیک بڑا عزت والا ہے اور اللہ خبردار ہے۔ ایک مقام میں یہ بھی ہے اِنَّ اَوْْلٰیاءَ اَكْبَرِ
 الْمُتَّقِیْنَ کہ کعبہ مشرفہ حرم محترم کی تولیت کی صلاحیت نہیں ہے مگر متقین کو۔
 یعنی سیوا پرہیزگاروں کے خانہ خدا کی تولیت نہیں کسیکو لائق ہے بعض اہل
 علم نے کہا ہے کہ بارہ سیقول کی آئین صفت متقی میں جامع ہیں جنہیں یہ صفتیں
 پائی جاویں گی وہ کامل متقی ہے اور جو متقی ہو وہ دستاورد کا ہے لٰكِنَّ الْمُبْرَمٰنَ اَمِنَ
 بِاللّٰهِ سِے اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ کہ۔ ابن ابی حاتم
 نے کہا ہے کہ اس آیت میں عام قاعدہ مضبوط عقیدہ ہیں۔ ابو ذر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سوال کیا تھا کہ ایمان کیا چیز ہے۔ آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی پھر بھی پوچھا پھر اسی
 آیت کو پڑھا۔ اس کثیر نے کہا ہے کہ اصل بات اللہ عزوجل کی طاعت و سجاواری حکم
 ہے۔ جدھر کا وہ حکم کرے اوسے طرف رخ کرنا چاہئے بڑی نیکی و تقویٰ یہی اتباع شریعت ہے
 کچھ ترک مشرق و مغرب کی طرف نہ کرنا طاعت نہیں ہے، اگر یہ حکم خدا ہو اس آیت میں
 اٹھا یہ صفت مومن کا مل متقی کی بیان فرمائی ہے۔ اللہ۔ اور دن آخرت۔ ملائکہ۔ اور
 آسمان کتابوں اور شب بنیوں پر ایمان لانا۔ یہ پانچ چیز پر ایمان لانا کہ فرمایا ہے اَلْاٰلِ
 قُرْبٰتِ دَارِیْتُمْ۔ متساکین۔ متساقر۔ متساکین۔ مگر دن چھوڑا نیکی موقع پر دینے کو ارشاد
 فرمایا ہے صبر کرنے کے تین موقع بتلائے ہیں۔ سختی و حالت محتاجی جسکو باہم آئے کہتے ہیں
 اور مرض و اسقام و آلام کی حالت میں جسکو ضرر آئے کہتے ہیں اور وقت قتال و ملاقات اعداء

جسکو حین الباس کہتے ہیں وہ روز آفتین ہی ہیں دل پر نزع کے ساتھ جب کچھ دوزخ
 نازہ ہو زخم کھنکے ساتھ پھر نماز و رکوع و عہد کی بڑی تاکید فرمائی ہو۔ و احدی
 کہا کہ حرف او کے لانے سے اشارہ اس طرف ہو کہ جب تک ساری صفیتیں پائی نہیں جاویں گی
 تب تک کامل مومن و متقی نہیں پھر جو لوگ ان میں سے ایک صفت کہے ساتھ بھی نصف نہیں
 ہیں وہ نرے مومن ہی نہیں متقی و ولی اللہ تو کیا ہونگے وہ دل عبادت سے چرانا اور بت
 کی طلب و کام چور اس کام پر کس شہ سے اجرت کی طلب بہ اذاء اہل واسے تمام عہد
 کی طرف اشارہ ہی کیونکہ نبی اکرم سے ازلیہ بین اجمالاً سب احکام شریعہ کو ماننے اور اس پر
 عمل کرنا وعدہ لے لیا گیا تھا۔ اور پھر اللہ صاحب نے سورۃ النحل میں بھی مومن و متقی کی
 علامت کو ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان و اودہ ہیں کہ جب نام آوے اللہ کا تو ڈر جائیں اور
 جب پڑھیں اوپر اس کے کلام کو تو زیادہ ہوین اس کے ایمان اور اپنے رب پر بھروسہ
 رکھتے ہیں اور جو کھڑی رکھتے ہیں سزا اور زکوٰۃ دیتے ہیں ایسے لوگ سچے ایمان والے ہیں۔ اودہ
 و اس طرح ہیں اودہ کے پاس اور مغفرت ہو اور روزی ستھرا ہو تقویٰ کی بڑی فضیلت
 قرآن میں مذکور ہو از اجماع چند فضیلتوں کا بیان اجماع کیا جاتا ہو۔ ایک تو تعریف
 اور ثنا اس کی کہ فرمایا اللہ صاحب نے اِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزَمِ الْاَعْمَالِ
 یعنی صبر کریں اور تقویٰ کریں تو بڑی کام کی بات ہو۔ دوم کی مخالفت اور سچا و دشمنوں
 سے کہ فرمایا اِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُ الْاَعْدَاءِ اِنَّهُمْ يَبْتَلَوْنَ اَبْنَاءَكُمْ
 کہ و اور تقویٰ اختیار کرو تو تمھارے دشمنوں کا مکر تمکو ضرر نہ پہونچا سکا گا۔ تیسری متقی
 پر اللہ کی مدد ان الله مع الذين اتقوا و الذین هم محسنون یعنی
 اللہ کی مدد اوپر ہے جو متقی اور نیکو کار ہیں۔ چوتھی نجات محسنوں سے اور دنیا حلال رفت

كَا سَنُيَقِيكَ اللَّهُ بِجَعَلٍ لَهُ فُجْرًا وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ يَعْنِي
 جو ڈرے اللہ سے لگا تھا یہ ہر سختی سے اور رزق دیتا ہو گا اور جس جگہ سے کہ گمان بھی نہیں
 رکھتا تھا۔ پانچویں یہ کہ انہوں نے اپنی بہت سی کار اعمال اور نیکو سنیوں کے لیے کہ
 اٰمَنُوا اٰتَنُوا اللّٰهَ وَقُوْا فَاَوْفُوا بِلَاكُمُ الدِّیْنَ اَلَمْ تَدْرُوْا اَنَّ اللّٰهَ
 چھٹی متقیوں سے یعنی اللہ کے ذریعہ والوں سے کوئی گناہ بھی ہو جائیگا تو اللہ بخشدیگا و
 یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ شَتَا تَوْنِیْہِمْ کہ خدا کے متقی لوگ دوست ہیں اِنَّ اللّٰهَ
 یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ آٹھ دین قبول ہونا ہر بندگی کا خدا کی درگاہ میں تقویٰ پر موقوف
 ہے اِنَّمَا یَسْتَقْبِلُ اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ۔ نویں یہ کہ متقی لوگ خدا کو بڑے پیار ہیں۔
 اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰیكُمْ۔ دسویں بشارت و شرف ہے متقیوں کے لئے کہ دنیا
 و دین دونوں میں انکو چین ہو گا۔ گیارھویں متقیوں کے لئے دوزخ سے نجات ہو گی۔ تیرھویں
 الَّذِیْنَ اٰتَنُوا۔ بارہویں یہ کہ متقیوں ہی کے لئے جنت تیار ہوئی ہے اَعَدَّتْ
 لِلْمُتَّقِیْنَ نِیْرٰوْنٌ فِیْہِمْ کہ آسمان زمین کی ساری برکتوں کا وعدہ انہیں تقویٰ والیکے لئے ہے
 وَكُوْنْ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوا وَاَتَقُوا لَفَتَحْنَا عَلَیْہِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ
 اگرچہ یہ فضیلین متقین کی ہیں لیکن فی الحقیقت یہ سب آئین اولیاء کرام کی فضیلت
 میں ہیں کیونکہ جو لوگ متقی ہیں وہ خدا کے دوست ہیں اور جو خدا کے دوست ہیں وہ
 متقی ہی ہیں۔ قَالَ تَعٰلٰی اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ اَسْتَغَامُوْا
 تَنْزَلَ عَلَیْہِمْ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخٰفُوْا وَاَلَّا تَحْزَنُوْا وَاَلَّا تَبْشُرُوْا
 بِالْحَبٰثَةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ تحقیق کہا جنہوں نے کہ رب ہمارا اللہ ہی
 پھر اسی پر ٹھہرے رہے۔ اوپر اترتے ہیں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی

سناؤ سن بہشت کی جیسا تمکو وعدہ تھا۔ ہم میں تمہارے رفیق دنیا و آخرت میں۔ اور کو
 وہاں ملے گا جو چاہے کیونکہ وہاں تم مہمان ہو گے اللہ بخشنے والی مہربان ہے۔ یہ فرشتے دن
 حشر کے اوڑھتے ہیں جس دن ہر کسی کو اپنا غم و فکر سونگا۔ یا مرنیکے وقت اور ترینگے۔ اور
 خوشخبری دینگے۔ آیت لیل ہے کہ اولیاء اللہ کا وصف یہ ہے کہ وہ قائل تو حید الوہیت
 اور ربوبیت کو ہوتے ہیں اور پھر اس قول پر چمے رہتے ہیں اور اسی پر مرٹتے ہیں۔
 میں کہان سنگ دریا رسو مل جاؤنگا بکیا وہ پھر ہے پھر تنہا کہ پھسل جاؤنگا یہ
 کہ راہ باغ کہ از کوئے یار بنخیزد نہشت ایم کہ ز باغبار بنخیزد + اور آیت قرآن میں بھی معلوم
 ہوتا ہے کہ جس چیز کی تمنا ہوگی وہاں اسکو پائینگے۔ فِيمَا اسْتَهْتِ الْفُتُوحُ
 خَالِدُونَ۔ جو طالب خدا کے ہیں وہ جنت و بہشت حور و علمائے زیادہ اللہ پاک کے
 لطف و غایت کے طلبگار ہیں۔ اور ماؤں کا کو جنت ہی نصیب ہے تو غنیمت ہو۔ اگرچہ جنت
 میں جائیگا وہ دیدار الہی سے محروم نہیں ہوگا۔ مگر ہر آدمی کی تمنا اس کے حوصلے کے
 موافق ہو۔ گودینے والا رحم الراحمین ہو۔ کیا کچھ نہ دینگا۔ عیان اچہ بیان میں لکھی
 میں بندہ عاصم رضا تو کجاست + تارکے لم نو صفا تو کجاست + مارا تو بہشت گھر
 بطاعت بخشی + آن بیع بود لطف عطا تو کجاست + قَالَ تَعْمَلُ لِلْفَقْرِ الْفَقْرَ الْفَقْرَ
 أَحْضَرُ أَفَ سَبِيلَ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ تَحْسِبُهُمْ
 الْأَعْيُنُ مِنَ التَّعَقُّبِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ الْحَقَّ
 قابل دینے کو ہیں وہ لوگ جو اٹک رہی ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے۔ بے خبرانہ کو
 اونکے نہ مانگنے کی وجہ سے غنی و فوگر سمجھتے ہیں۔ تو اونکو پہچان سکتا ہو اونکو چہرے سے
 کہ وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے ہیں۔ اس آیت میں ایک تو تعریف و فقر اسلام

کی کہ وہ راہ خدا میں بند ہو کر ہیں۔ اونکو کوئی کام سوا ارضا خدا کے نہیں ہے وہ معاش
 کی تلاش کیلئے بھی نہیں نکل سکتے ہیں۔ یہ اسی قریب اوس گلی میں رہے مفتین
 ہیں شکستہ پای کی + دنیا کے تمام کھانوں کے مزے سے اونکو غرض نہیں۔ اونکی غذا غم
 محبت ہے۔ اونکا شربت شربت دیدار ہے غم کھانا ہوں لیکن میری نیت نہیں بھرتی
 کیا غم ہے مریکا کہ طبیعت نہیں بھرتی + خون دل پینے کو اور سخت جگر کھا فیکو +
 یہ غذا ملتی ہے جانان کر دیوانے کو + قناعت اس درجہ کا کہ باوجود حاجت کے
 بھی کسی سے سوال نہیں کرتے ہیں یہ چوبستہ فکر قناعت لب سوال مراۃ زبان
 بود بدین لقمہ حلال مرا + قبل صحبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 روٹی پر مزدوری کرتے اور سوال نہ کرتے یہ اے قناعت تو نگر گردان پکارا
 تو بیسج دولت نیت۔ اس آیت میں بیان ہے کہ کوئی ایسوں کو دیتا بھی نہیں ہے
 کہ خود کسی سے سائل نہیں ہوتے ہیں۔ اپنے کو آسودہ حال دیکھلاتے ہیں۔ وہ متوکل
 محض ہیں۔ دنیاوی اسباب پر اونکا بھروسہ نہیں ہے نہ کسی سے مانگتے ہیں۔ اور
 نہ کوئی اونکو دیتا ہے۔ اللہ ہی اونکا کفیل رزق ہی غیب سے رزق پہونچاتا ہے۔ انہیں
 کو ارشاد ہوا ہے فی السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَفَاوُتُّهُ عَدُوْنَ۔ آسمان میں تمہارا
 رزق ہے اور وہ چیز ہے جسکا تمہارا ساتھ وعدہ ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ
 لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جسکے دلیں اللہ کا ڈر ہے یعنی جو
 متقی ہے اس کے کام کی راہ خدا نکال دیتا ہے اور اونکو ایسی جگہ سے رزق خدا دیتا ہے کہ جہاں
 گمان نہیں معلوم ہو کہ جولوگ بھیک مانگتے ہیں اور متقی نہیں ہے اولیاء اللہ نہیں سوال
 کرنا شرعاً حرام ہے باگناہ کیسے اور سوال کرنے سے آبرو جاتی رہتی ہے اولیاء اللہ کا منصب یہ ہے

کہ کسی آداب شرعی کو اگر چہ گنہا ہی خفیہ کیوں نہ ہو ترک نہ کرے۔ پھر سوال کرنے اور بھیجے۔
 مانگے پھر نے کئے کیا معنی۔ اے لایزالہ محض محفوظ ہیں یعنی حفاظت حق میں ہیں یا وہ کسی
 زبان کی آداب شرعی کو اگر چہ گنہا ہی خفیہ کیوں نہ ہو ترک نہ کرے۔ پھر سوال کرنے اور بھیجے۔
 پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ کی بی بی + وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهَبَنَّ لَهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْفَتْمَيْنِ فرماتا ہے اللہ صاحب نعمتوں کا ہے۔ ان کے لئے
 واسطے بہار ہم سو جہاد دینگے اور ان کو اپنی اہمیت اور اللہ ساتھ نہ دے گا کہ شیوہ اللہ کی
 یعنی قرب مقامات اور رضا و تسلیم اور اہمیت ہم بتلاوینگے۔ اور دنیا دہی ان کے طریقہ
 یکہ۔ اور ان کو نجات دینگے اور ہم اللہ کے ساتھ ہی ہیں۔ اس آیت پر بات معلوم ہوئی کہ
 جو لوگ اللہ کی عبادت میں مجاہدہ کرتے ہیں یعنی بہر عبادت کی ادائیں سرگرمی ظاہر کرتے
 ہیں اور خشوع و خضوع کو برتتو ہیں مخلصیت و اتباع سنت کا لحاظ رکھتے ہیں اور
 فرائض و سنن و واجبات و نوافل کی نگاہ نہایت محبت کرتے ہیں شرک و بدعت کا قلع
 و قمع بطور حسن فرماتے ہیں اور اپنی راہ میں اللہ کا شکر کرتے ہیں۔ ان کے لئے عجز و
 کثیر المکاشفات تھو۔ امام شعرانی نے ان کے مجاہدہ کا حال لکھا ہے کہ یہ جب سوئے تو کیا سوئے
 سر زمین پر نہیں رکھتے اور رات کو اکثر حصے کو بیداری میں کاٹتے۔ سجدہ و رکوع میں مشغول
 رہتے سر ہانگی ریزی ہر ایک گرہ اور ہماری ساری رات کو تو یہی نکرے زلفیاں ہماری رات
 چلا ہے روز قیامت برابری کرنے کے تو کوئی کھیل تماشا ہو ہی ہماری رات بہتر مجاہدہ نفس
 کا یہ ہو کہ اللہ کی راہ میں جہاد کا فہم پر محض اسلام کی ترقی کے لئے کرے۔ دولت و
 و جہاد مقصود نہ ہو بقول مولانا خرم علی جہاد کے نہ ہو کہ وہ فقر و انفس کشی کو اور تامل و
 نفس کشی کو نہ ہو بہتر جہاد ہے اور جب جہاد کا موقع موانعات شرعیہ کی جہت

کیونکہ میں نے تو مجاہدہ نفس اور دوزخ و عبادات ترک نہیں کی تھی۔ گندم گرم
 ہم نرسد جو غنیمت بہت۔ لیکن اپنے حق میں دعا کرنے سے اپنی زبان و دل کو نہ برو
 کہ پہلو کو نکلو! اللہ اپنی راہ میں شہادت نصیب کرے اور پہلو گون کا حشر شہیدان کو ساتھ
 اپنی راہ میں جان کو قربان کر نیکی توفیق دے۔ اور مال کو نثار کر نیکی ہدایت بخش۔
 معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جو شخص صدق دل سے اللہ کی راہ میں شہید ہو نیکی
 اللہ سے مانگے اللہ اس کو اجر شہید کا عنایت فرمائے گا اگرچہ وہ مرا ہو اپنے بچھوٹی پر
 جیسا کہ کرام کے وقت میں یہی جہاد یعنی ایک گھنٹہ اللہ کی راہ میں ترقی اسلام کیلئے
 لڑنا سو برس کو مراقبہ و مشاہدہ کا کام دیتا تھا۔ اسی سبب راہین منکشف ہو جاتی تھیں
 صلے بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ انکی روزانہ آمدنی ایک ہزار تھی۔ ایک دن سو ہزار
 صدقہ دئے اتنا کپڑا نہ تھا کہ پہنکر مسجد میں جاتے تھے زبرد لباس تکلف آزاد ست
 برہنگی پر غم خلعت خدا داد بہت۔ جنگ احمد بن عمرہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہد
 رہے اور اپنی جان کو سپر بنایا۔ ہاتھ مثل ہو گیا چوبیس ل زخم تھے۔ اس آیت میں یہ بھی
 بیان ہے کہ اللہ محسنین کو ساتھ ہو۔ محسنین ہی مراد مخلصین اور اہل مراقبہ ہیں بلبل
 حدیث جبریل علیہ السلام کے اَلْحُسْنَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْتَ تَرَاهُ
 فَإِنْ لَمْ يَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ مراد مسلمان کے مراقبہ و مشاہدہ
 دونوں ثابت ہوتا ہے۔ پہلا مرتبہ اولیاء اللہ کا ہے۔ اور دوسرا مرتبہ اہل ارادت کا
 بعضوں نے کہا ہے کہ پہلا مرتبہ نبیوں کا ہے اور دوسرا مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو نبی نہیں
 قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ عِبَادَیْ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ مِنْ خَلْقِ الشَّيْطَانِ
 کہ کہ تیرا زور میرے بندوں پر نہیں چلیگا۔ بندے سے مراد انبیاء علیہم السلام

اور اولیاء اللہ رحمہم فی الحقیقت خدا کے بند یہی لوگ ہیں نہ آوروں کو صلہ حاصل
 ہونے کی نہیں۔ امین بن نبیاء معصوم ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ ہیں اولیائے خلافت
 خدا کو کوئی کام ہی نہیں ہوگا اور ایسے اگر احیاناً ہوا تو اس کو گنہگار نہیں۔ پھر حق خدا
 رضامندی خدا کو کام ہوا اور اس پر صراحت ہو تو سمجھو حفاظت کی باگ ڈور سنبھال لی گئی یا وہ
 اللہ خاصان خدا اسو خارج ہو جو مسلمان شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امیدوار ہی وہ
 خلاف کتاب سنت کی کوئی نہ کرے اور اگر کرے گا تو وہ ولی اللہ نہیں۔ قال تعالیٰ یُحِبُّهُمْ
 وَیُحِبُّوْنَہُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو چاہتا ہے اور یہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں اس آیت سے
 معلوم ہوا کہ ولایت نام محبت کرنا خدا کو ساتھ اور فی الحقیقت یہی نعرہ ہے ان سارے
 مجاہدانہ ریاضات کا۔ کسی نے ایک صاحب دل سے پوچھا کہ عارف یعنی اہل محبت کی کیا صفت ہے
 فرمایا اہل ناری لا یَمُوتُ یَہْجَاؤُہَا وَکَاہِجُیْہَا کہ ہر بظلم می نواز دے کہ بنازم میکشد نہ زند
 می سازد مر آن شوخ باززم میکشد وہ ہل کو دے وہ شب ہجر کے صدمے مرنے نہیں
 دیتے مجھے جینے نہیں دیتے وہ دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنون اور بلا می صحبت لیلی و
 فرقت لیلی۔ رہا حال صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللہُ عَلَیْہِ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں
 نے سچ کر دے کھلایا وہ اقرار جو اللہ سے کیا تھا۔ یہ اہمیت دلیل ہی استقامت شرح پر صاف
 ظاہر ہوتا ہے کہ ولایت استقامت کا نام ہے۔ اور اولیاء اللہ کا کام وعدہ کیا سچا کرنا ہے۔ ولی اللہ وہی
 ہے جو اللہ پاک کے عہد اُتے کو پوری طرح ایفا کرے اور عہد اُتے میں ربوبیت اور الوہیت
 دونوں داخل ہی ایسی استقامت اولیاء اللہ کو اس عہد پر راکر نے میں ہے کہ جان مال انکا اس عہد
 کے پورا کرنے میں کھم آوے تو مقام نحر ہے۔ سپر بھی جو پورا ہو تو خوش نصیبی ہی حضرت عمرؓ
 نے یہ وقت فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے ایسا جاؤں جیسا آیتانہ۔ نہ مجھ کو جبر ہوا

نہ بچھڑو رہو۔ چونکہ اوسکی ذات بے نیاز ہے اسلئے بجز استقامت شریعت عمل کیا۔
 اللہ و سنت رسول اللہ کے کچھ اس راہ میں بکار آمد نہیں۔ بیٹھے ہیں تر در پر پتھر کچھ کر کے
 اوٹھیں گے۔ یا وصل پہنچ جائیگا یا مر کے اوٹھیں گے۔ احمد بن ابی الحسین فاعی رحمہ
 اللہ نے پوچھا کہ مستقل شخص کی کیا تعریف ہے جواب نے یا کہ چوٹی پر پہاڑ کی ایسی مضبوطی سے تکیو
 کاٹھ دین کہ اوس تیر کو ہشت گانہ ہوا متغیر نہ کر سکیں۔ مرد مستقل وہ ہے جو مانند اوس تیر کے
 احکام شریعت کی سچا آوری میں دل سے مضبوط ہو کسی قسم کو مصائب الم و درد و قلق و سول اس کا
 اتساع نہ ڈولے۔ اگر زکوہ و غلطہ سیانگے نہ نہ عارف ہست کہ از راہ سنگ بر نیزد۔
 رجال کا تالیف ہوم بیع و لا تجارۃ عن ذکر اللہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی یاد سے
 تجارت اور دنیا کا دھندھا انکو نہیں دکھائی دیتا۔ آیت لیل ہو کہ اولیاء اللہ کو اللہ کی یاد سے
 ایک دم غفلت نہیں ہے۔ تجارت اور دنیا کی غلو میں نیت سے عین عبادت ہے۔ زراعت عین طاعت ہے۔ اس کا
 نام غلو نہ رہتا۔ اگر مال و جاہ ہست زرع و تجارت و چول باغدا بیست غلو نشینی
 حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن وہ شخص جس کا دل مسجد سے متعلق ہو گا یا خود نماز پڑھ کر چلے جائے لیکن
 دوسرے وقت تک انتظار کی کہ نیکو چھوڑی جائے۔ اوشا تو لائے مجھ کو میرے ہنشین کا ذوق نہ رہ گیا
 میرے عزم میرا کوئی یار میں نہ ملے۔ امام یافعی رحمہ فیض اللہ میں دس آیتوں کو لکھ کر کے
 فرماتے ہیں اگرچہ آیات فضائل میں بیشمار ہیں لیکن میں نے اسی دس آیت پر اکتفا کیا بعد میں
 امام یافعی رحمہ نے دس حدیثیں فضائل میں بیان کی ہیں اوسکو میں اچھا لکھتا ہوں۔
 اگرچہ احادیث فضائل اولیاء اللہ میں ہزاروں ہیں لیکن رسالے کے طول نہ ہو سکی
 خیال ہے اوٹھیں میں بعض حدیثوں کو گزارش کرتا ہوں گو یہ حدیثیں بھی اپنی جگہ
 پر شرح کیلئے مستقل کتاب دھونڈھتی ہیں اور اس مختصر تحریر سے اس خصوص میں

جب اپنی ہی حسیں طبیعت کی تشفی نہیں ہوتی ہے تو پھر ناظرین کی تشفی کیونکر ہوگی۔
 حریص انگنڈ لذت دو عالم سیرۂ ہمیشہ آتش سوزندہ اشتداد اردہ کیونکہ اولیاء اللہ
 خاصان خدا کا تذکرہ خیر محض ذکر ہی ذکر ہے جسکی کثرت قلت ہی۔ جسکا بیان مؤہبت ہی۔
 جسکا انہماک انابت ہی لیکن بمقتضای غالب مرحوم کے یہاں سے چھوٹی جلی جاکر اسد
 گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی + اختصاراً عرض کرتا ہوں۔

حدیث اول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
 اللہ ارث ذکر تا ہی جسے دشمن کھا سیر کسی کی کو تو خبردار کرتا ہوں اوسکو واسطے جنگ کو
 تقرب نکلیا میری طرف کسی بندے کسی چیز سے جو مجھ کو بہت محبوب ہو۔ اوس چیز سے جو فرض
 کی ہو میں نے اوس پر ہمیشہ تقرب کرتا ہی بندہ میری طرف نوافل ہی بہانہ کہ میں اوسکو
 چاہنے لگتا ہوں پھر جب وہ میرا بار ہو جاتا ہی تو میں اوسکا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا
 اور اگھر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہی۔ اور اتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پڑتا ہی۔ اور پاؤں
 ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ پھر اگر وہ مجھ سے مانگے گا تو میں اوسکو دو لگا اور پناہ پکڑیگا
 تو پناہ دو لگا۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ اولیاء اللہ کا تمام فرائض پر عمل کرنا اور نوافل کا ادا کرنا
 اور تمام محارم سے بچنا اونکو ایسا بنادیتا ہی کہ اللہ کو بھی اذکی مضیات و خواہش فی کا اوتنا ہی
 ہو جاتا ہے۔ جتنا یہ اوسکی مضیات کی طلب میں مرمتے ہیں۔ جان کو جان سال کو مال
 نہیں خیال کیا ہے ویسے ہی تمام نیا اور پیر جان و مال نثار کرنے کو تیار ہی ہے تو ہم گردن از
 حکم داور پیسج + کہ گردن نہ پیچیز حکم تو پیسج + جیسے تمام دنیا کے لوگوں کو اللہ کی محبت اور پیر
 غالب ہوئی۔ اوس طرح تمام دنیا کے لوگوں پر انکی بزرگی و کرامت کو ثابت کر دیتا ہی۔ یہ حدیث
 دلیل ہے کہ اولیاء اللہ کے ہاتھ پاؤں۔ کان اگھر کوئی بھی غلام مرضی رب کے حرکت نہیں کرتا

قلب کے صالح ہو جانے سے عیب نہ صالح ہو گئے ہیں۔ چلتے ہیں تو راہ خدا میں کسی کو پکڑتے ہیں تو خدا ہی کی رضا مندی کیلئے۔ دیکھتے ہیں تو اللہ ہی کی قدرت کو۔ سنتے ہیں تو خدا ہی کی بات سے تفاوت است میان شنیدن من تو نہ تو بیتن در من فتح باب می شنوم یہ آخر مرتبہ ولایت کا ہے کہ اس مرتبہ میں ایسے کامل محفوظ ہو جاتے ہیں کہ انکی ہر حرکت کی حفاظت ہوتی ہے۔ کہ کوئی اشارہ کنایہ انکا خلاف مرضی نہ ہو کہ ضائع جائے۔ اور محلول میں کیسی ہو گویا یہ اللہ کی مرضیات و موز سلطنت سے ایسا واقف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ پاک کی قضا و قدر سے ایسے آگاہ ہو جاتے ہیں کہ جب اللہ کی توالی سے دعا کہ تیر بہدف ہو مانگا تو ایسا مانگا مانگا کہ جسکا دنیا ہی ہے۔ وَقَالَ صَوَابًا اِنَّكَ لَمِنَ الرَّٰضِیْنَ سے اسکی طرف کنایہ ہے۔ اسے واسطی صحبت میں نبی کے محروم سعادت وہی رہتا ہے۔ جسکی نسبت رب العبود کی خواہش نہیں۔ اسیرانہ نہیں کہ حق میں فائدہ نہیں کرنی جسکے حق میں خدا کا حکم نہیں الشَّعْطِیُّ مِمَّنْ شَقَّیْ فِیْهِ بَطْنِ اُمِّہٖ بدبخت وہ ہے جو قضا و قدر میں بدبخت ہو چکا ہے تہیدستان قیمت اچے سودا زر نہ ہر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنمی آرد کندناہ سے جب سیاح دشمن جان ہو تو کیونکر ہو علاج پکون ہر سو کے جب خضر بہکانے لگے۔ اولیاء اللہ سے کیا کام نہ نکلا تو وہ اونکی ولایت بزرگی سے مغرور ہو جاتے ہیں یہ انحرافی اونکی خدا سے لڑائی ہے۔ یا اولیاء اللہ کا کسی طرف متوجہ نہ ہونا یہ اولیاء اللہ کی بخلق نہیں ہو ملکہ اسکی قیمت کی جی ہے۔ اولیاء اللہ کی عدم توجہ پر خدا پر قانع و متوکل نہ ہونا اسلئے کام نہ نکلنے پر خدا پر بھروسہ نہ کرنا یہی تو عین غیور شامت ہے اور سیر دعویٰ کی دلیل ہے۔ ظاہر کج فہم کے نزدیک معادرو علیہ المطلب ہے لیکن فہم سلیم کو یہ نکتہ محبوب ہے۔ اس حدیث کے فرائض کی سخت میں شمار و توجہ و تکرر و جہاد و اخل ہے اور بھی کل محارم حرمت زنا۔ حرمت مسکرات۔ حرمت ربا اور کل مسلم چیزیں جن میں کچھ فرض ہے داخل ہیں۔ ابن قیم رحم نے رسالہ عبود

میں ثابت کیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو نیکی کا کرنا بہ نسبت بچو گناہ کے محبوب یاد ہو۔ گناہ کو چھوڑنا
 اور توبہ کرنے سے رتبہ صلاحیت کا حاصل ہوتا ہے اور زندگی کو کرنے سے مرتبہ محبوبیت کا ملنا
 ہے۔ پھر جب فرائض پر اضافہ نوافل کا کیا جاتا ہے تو اور بھی رتبہ تقرب کا دہا ہوتا ہے یہاں تک
 کہ سارے حرکات و سکنات صاحب نوافل کی اللہ کے حکم و مرضی کے مطابق ہونے لگتے
 ہیں۔ پھر ایسے شخص کی دعا و استغفار طلب و استدعا ٹوٹی ہوئی ہوتی ہے کہیں نہیں
 رکتی ہے کہ کون تو نالہ مگر مجھ کو اسکا ڈر بھی ہے کہ ساتھ ساتھ مری آہ کے اثر بھی ہے۔
حدیث دوسری فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت لوگ گرد آلودہ پریشان
 صورت ہوتے ہیں اور میلے کچیلے لباس میں بسر کرتے ہیں دروازوں کھڑے جاتی ہیں
 پر وافر کی نہیں کی جاتی ہے۔ وہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے بھروسے پر تو اللہ انکو سچا کرے۔
 یعنی دنیا میں بطور کس پر سون کے رہتے ہیں۔ کیونکہ انکی طرف التفات نہیں ظاہر
 کرتا اخلاص ہے۔ سویران جگہوں میں یا مسجدوں خانقاہوں جھوٹوں میں رہتے ہیں
 انہیں انکی عبادت فرائض اور ذکر اولیائے نہیں چھوڑتا ہے نہ کرے دل مطمئن ہے۔
 سچا ہوتا ہے وہ مال مال میں ایسے لوگ خدا کے ایسے پیار بندے ہیں کہ اللہ انکی قسم کو
 بھوٹی نہیں کرتا جس بات پر خدا پر بھروسہ کر کے اللہ ہی کے واسطے قسم کھا بیٹھتے
 ہیں اللہ انکی عبادت رکھ لیتا ہے۔ مصرعہ کہ سالکان در دست خاک را ندیدند
 خاک را ان جہان اسحقارت منکرہ توجہ دانی کہ درین گرد سوا کا باشد اس حدیث
 سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک چننی جلیب صوت کو پسند نہیں کرتا ہے بلکہ دلکی نیک خصلت خدا کو
 بھاتی ہے پاک پروردگار اپنے بندے کی زینت باطن کو دیکھتا ہے زینت ظاہری چندان
 منظور نظر نہیں۔ بان جو زینت ظاہری معیت زینت باطن کے ہو وہ البتہ محبوب تر ہے

حدیث میں آیا ہو کہ اپنی صورت اللہ ہی کے واسطے پریشان اور وضع وحشت ناک بنائے رکھنا ایمان کی علامت ہو آگے ان آیتیں آگے ایمان سے ہماری حالت دینی کیوں نہ سمجھیں گے + ہین وہ بھی آتش الفت کا دافع کھائے ہوئے۔

حدیث تیسری جو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ صحیحین میں موجود ہی ایک آدمی کو اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کون شخص افضل ہے فرمایا وہ مومن جو جہاد کرتا ہے اپنے جان مال سے راہ خدا میں بچھڑ کر دیا وہ شخص جو کسی ایک دن رہ میں درگاہ پہاڑ سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہو دوسری روایت میں بون ہو کہ اللہ سے ڈرتا ہے لوگوں کو اپنی شر سے بچاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت بڑے اولیاء اللہ سے مجاہدین ہین جو اللہ کی راہ میں جان مال سے جہاد کرتے ہین۔ انکی نفس کشی اوس سرگرمی سے یہ لوگ امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اول طبقہ کے ہین۔ انھین کی شان میں وارد ہوئی ہیں الذائین ہونہ کتسیرہ فی نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ یہ اس کام میں صرف اللہ کی رضا مندی ڈھونڈتے ہین۔ یہ اللہ کی راہ میں جان فینے جاتے ہین انکو کہاں فرصت کہ کسی اور چیز کی تمنا کریں۔ جناب سید احمد صاحب مجدد الف ثالث علیہ الرحمۃ یہ شعر اکثر پڑھتے تھے یہ اگر نثار قدم یا رگرمی نہ کنم ہو گو ہر جان بچہ کار در گرم باز آید + ان سے بعد شہادت کے بھی پوچھتے تو یہی کہین گے کہ مجھے ہزار مرتبہ جان دیجاسے اور میں اپنی جان اوسکی راہ میں نثار کرتا ہوں۔ لوگ جنت و نعم میں ہین اور میں بار بار زندہ کیا جاؤں اور شہید کیا جاؤں مجھے کیا لوگ اس درجے اللہ کی راہ میں جان دینے کو دوست رکھتے ہین۔

ہین سببا خطاب آنا کہ لا یقوؤا ولین یقتل فی سبیل اللہ اموات ہین

انکو مردہ مت کہو بلکہ زندہ کہو جیسے مولانا اسماعیل صاحب شہید کہ اعلیٰ درجہ کے شہید تھے۔
جو انکو برا بھلا اور انکی غیبت کرتے وہ بیچ بیکار کے خدا کو شکوہ تیار ہوا پھر خدا سزا دے کہ میں نے انکو گناہ گھاس کا
شہید اور اول درجہ کے اولیاء اللہ بنے۔ یہی لوگ طالب مولے ہیں جنکو مردہ کہتے ہیں۔ انکی تمنا
حور و قصور کی نہیں ہے حاجی برو کہہ دےں طالب یدارہ او خانہ ہی جو بدو من صاحب خانہ۔ اسکی معنی
ہم نہیں ہیں کہ وہ جنت کو بڑی چیز سمجھتے ہیں یا دوست متغیر ہیں۔ یا وہ جنت میں نہیں رہیں گے۔
جو صاحب خانہ کا دوست ہو گا کیا دوست اوس گھر کے لئے اغماض کرے گا۔ لیکن خالص دوست
وہی ہوتا ہے جو مالک مکان ہی کی تنہائی لقا میں آتا ہے دریا خلیکہ وہ جانتا ہے کہ جائینگے تو انکے
مکان میں تو قیام ہو ہی گا۔ پھر مکان کی تنہائی میں جانا نقصان مراتب نہیں تو کیا ہے و رسم دنیا پر
خور کیجئے کہ کوئی بالذات مکان دیکھنے کو جا اور مالک مکان سے ملاقات کی نیت یا عرض رکھے۔ اور ایک
شخص صرف مالک مکان کی ملاقات کو جا اور سمجھے کہ بہ نیت مکان کے جانا تو حقیقت میں انکی
بہان جانا ہی نہیں ہے تو ایسی صورت میں مالک مکان یہی کہے گا کہ آپ میری ملاقات لے آئے تھے
اور آپ میرا مکان دیکھنے آئے تھے۔ اگرچہ جو شخص مکان دیکھنے کو آیا تھا اوس سے بھی ایک معنی
کر کے خوش ہے کہ آپ کو خلوص ہے جب تک میرا مکان بھایا کہ دیکھنے کو تشریف لے۔ دوسرے کو کہے گا
کہ آپ کو یہاں تک صرف میری محبت کھینچ لائی ہے۔ دونوں کو مراتب میں آسمان زمین کا فرق
ہے تو بندگی چوگدایان بشر مژدگن ہا کہ خواجہ خود روش بندہ پروری دانند۔ اس حدیث
میں دوسرے درجہ کے اولیاء اللہ کا ذکر ہے کہ جن سے جہاد بہ سبب کسی مانع یا عجز کے نہیں ہو سکتا
تو وہ اللہ تعالیٰ عز و جل میں اپنی خدا کو یاد کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنی شریعت سے محفوظ رکھتے ہیں
زیادہ قنوط میں ایسا ہو کہ جسے کچھ مخلوق خدا کو اذیت پہنچو۔ بعضے گھر ہی میں قنوط میں راحت
کے ساتھ ادا کر کے خلوت پسند ہو جاتے ہیں اور تَبَلُّلُ الْيَكِّ تَبَلُّلًا بِرَمَلٍ فرماتے ہیں

بے یوم از ہمہ خواہم کہ زین پس + کچھ گزیم و پیرستم خدای را + اور بچنے کسی بہار میں
فلوق کو فتنہ کو ڈر سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور یہ سب ذکر و عبادت خدا کو مسرت
دہشی کی انجمن میں محبت کو امیدوار رہتے ہیں یہ ہی آدمی سچا خود ایک محشر خیال
نعم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو +

چنانچہ تھی حدیث ابن عمرؓ کی مرفوع ہے کہ ہاتھ پکڑ کے منعہ نے فرمایا کہ تو دنیا میں
ایسا رہ جیسا کوئی غریب یا فرہنگ ہوتا ہو۔ ابن عمرؓ بعد اس روایت کے کہا کرتے تھے کہ جب
تو شام کرے تو منظر صبح کا نہ۔ اور جب تو صبح کرے تو انتظار میں شام کے نہ۔ اپنی محبت
سے کچھ واسطے زمانہ مرض کے اور اپنی حیات کچھ زمانہ موت کے لئے لے لے۔ یہ بیان حضرت
ابن عمرؓ کا اس بنا پر ہے کہ غریب یا فرما معمول ہوتا ہے کہ صبح یہاں تو شام وہاں بہتر کرتا ہے۔ ہاں
یہاں تو رات وہاں قیام کرتا ہے۔ ایک جارتے نہیں عاشق نا کام کہیں + وہ کہیں
رات کہیں صبح کہیں کم کہیں۔ جیسے مسافر کو حالت سفر میں کسی چیز سے دل بستگی نہیں ہوتی
اوس طرح یہ دنیا ایک مسافر خانہ بلکہ قید خانہ ہے کہ مومن کو یہاں کی چیزوں کے ساتھ جی نہ لگانا
چاہئے۔ بلکہ جو زمانہ صحت کا ہو اوس میں نہ کام کرے کہ بیماری میں بکا را آدہو۔ اور زندگی میں
ایسا کام نیک اور عمل صالح کرے جس سے موت کے وقت مدد ملے۔ اس وقت و شان کا جو
شخص مودت ولی اللہ ہے۔ اسی واسطہ اہل سلوک و صوفی مجاہدہ مشاہدہ مراقبہ کو سیر الی اللہ
کہتے ہیں۔ یعنی خود مسافر ہیں اور یہ کام و نگاہ سفر الی اللہ ہے جسے مسافر راہ کی چیزوں
کے ساتھ اچھی کیوں نہ ہو دل نہیں لگانا کیونکہ ہاتھ پکڑ کے مجھے یہاں رہنا بسا تو سچ نہیں
یہ سب نہ ہو کر اپنا راستہ لیتا ہے ویسے ہی ولی اللہ طالب صفا تو ہیں نہیں کہ یہاں کی چیزوں
کیساتھ دل لگائیں + دنیا مطلب ہر دینیت باشد + دنیا طلبی نہ آں نہ نیست باشد +

فہرست نامہ رسالہ ہند

صفحہ	رد	غلط	صحیح
۱۰	۵	۲	بہ تیرہ ہزار ماقدون و سیدہ مذکورین
۱۷	۷	۵	مخوطون
۱۲	۱۱	۱	لکھنؤ
۱۶	۳	۱	اثریت قی
۶۵	۱۶	۱	اسکا
۵۳	۵	۱	لا محسن
۵۶	۱۶	۱	اسکو علامہ
۵۸	۵	۱	بین
۵۹	۱۲	۱	بنی کا در
۶۵	۱۹	۱	مختصری بحث
۱۰۷	۱۵	۱	ثلاثہ
۷۳	۷	۱	لوا قح
۸۳	۱۵	۱	لوا قح
۸۵	۷	۱	نشہ ست
۸۷	۷	۱	دفع
۹۱	۱۰	۱	ہے
۹۳	۶	۱	زمرہ
۱۰۰	۱۳	۱	مان
۱۰۹	۵	۱	جیود
۷	۹	۱	جیود
۱۱۹	۷	۱	مرفوعا
۱۱۹	۱۵	۱	مذہب
۱۳۳	۱۲	۱	فرید الدین
<p>قطعہ تاریخ از جامع فضل و کمال مجبی مخلصی</p> <p>مولوی ابوالحسنات محمد عبدالغفور صاحب</p> <p>فارغ دانا پوری عظیم آبادی</p> <p>چاپ شد آلہ منہ یکتا</p> <p>کشتاش نذر چم کے</p> <p>فارغ گوئی سال از سر جود</p> <p>طبع شد نسخہ مضبوط</p>			

رفع الشبهة عن صف اولياء الله

یہ رسالہ اولیاء اللہ کے پہچاننے کا آلہ ہے۔ اس میں ہر بات پر کسبہ بنیات اور احوال صوفیہ کا
کا حوالہ ہے۔ سچے حاکمانِ خدا کے پہچاننے کی دو رہیں ہیں۔ اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیعانِ تین
ماہ الاملیاز کا عمدہ متین ہے۔ ایسے نازک وقت میں کہ اولیاء اللہ کے صفات میں اب
اختلاف عظیم واقع ہوا ہے کہ سیکڑوں عدو اللہ اولیاء اللہ کہلاتے جاتے ہیں۔ کوئی
ہندو بت پرست کو ان کے سفلی اعمال اور علی کمالت و سحر کا زور شودیکھ کر ولی اللہ کہتا ہے
کوئی بدعتی فسق و فجور پر اصرار کر نوا لے مسلمانوں کو دلایت خاقدہ کا سختی بتاتا ہے۔
کوئی ہمیشہ شراب گانجے۔ جھنگ چرس اڈا نیوا لے فقیروں کو اربابِ خدا سے کہتا ہے۔
کوئی غار نشین پڑھنے و معارف و خرامیر کو حلال جان کر کھنڈے والے فقیروں کو عارف
بی اللہ شکار کرتا ہے حالانکہ کوئی بھی ان میں سے ولی اللہ نہیں۔ اگرچہ روحانیات اور
اوڈا اہل۔ جنبا سونفیل سوساچی والوں کے خرق عادات بھی کرکات ہیں کے مشابہ اور
قریب قریب ہیں۔ لیکن اس سے وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتے ہیں کیا کہ دن سیر
ممن بیان رندو کچھ آور ہے پچھل کو کبا سونگھوں داغ اپنے میں بو کچھ آور سم
اس رسالے میں اس امر کا واضح بیان ہو کہ صرف متقین اور اتق شرعیات والی ہی
حضرات ولی اللہ ہو سکتے ہیں۔ ان اولیاء اللہ المتقون۔ جن ذات ہیں اتق
اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں اور میں ہزار خرق عادات ہی کیوں نہیں
ہو اس جو سیکڑوں کشف و مکرات ہی کیوں نہ ظہور میں آویں وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتے ہیں
چنانچہ سیدنا محمد و منا محمد و الماکب باری علیہ الرحمۃ اپنی مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں
ہر کہ چون فانی نیست در رہ او دگر فرشتہ بہت خاک بر سر او ڈالے گئے وقت اگرچہ شری
عرق ریزی کی گئی ہو لیکن با اینہم جان فشانی قیمت کچھ بھی نہیں لی نہ سوا علم حصول
قد و اتقان ملک اور وسار عظام سے اونکی قدر دانی کا امیدوار ہوں۔ اور اونکی خاصیت میں
اونکی خودی تو جگہ باختر سنگار

المفت محمد رفیع الرحمن صاحبِ کتب النہجہ جامع سید